گناہان کبیرہ جلد۲

تالیف: شہید محراب آیۃ اللہ دستغیب شیرازی

ناشر: المعراج کمپنی اردو بازار۔ لاہور
اہتمام پی ڈی ایف: آل البیتؑ اسلامک سنٹر لاہور
ویب سائٹ: www.islaminurdu.com
رابطہ: info@islaminurdu.com

اپیل: جو حضرات اپنی کتاب پی ڈی ایف کی صورت میں ہماری ویب سائٹ پر دینا چاہتے ہوں برائے مہربانی ہم سے رابطہ کریں۔

دیگر مفید ویب سائٹ:

www.sistani.org دفتر آیۃ اللہ العظمیٰ سیستانی سے فقہی مسائل دریافت کرنے کی سہولت

www.duas.org ہر دن کی دعا، اعمال بصورت ٹیکسٹ و آواز اور ڈاؤن لوڈ کی سہولت

www.hussainiat.com درس، مجلس، نوحہ، قصیدہ، مرثیہ اور منقبت آواز کی سہولت کے ساتھ

www.islamonmobile.org درس، مجلس، نوحہ، قصیدہ، مرثیہ اور منقبت آواز موبائل سیٹ پر ڈاؤن لوڈ کی سہولت کے ساتھ

توجہ: قرآنی آیات میں پروف ریڈنگ یا فونٹ کی وجہ سے کسی غلطی کا امکان ہوسکتا ہے محترم قارئین اس کو اصل قرآن کریم سے تصحیح کر لیں

Aliwalay.com

قطعِ رحمی

گناہانِ کبیرہ میں سے ساتواں گناہ قطع رحمی ہے۔اس کی وضاحت حضرت امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام علی رضاؑ اور امام تقی ؑ نے فرمائی ہے۔قرآن مجید نے بھی قطع رحمی کرنے والوں کو آتش جہنم اور خدا کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ایسے لوگ نقصان اٹھانے والے بتائے گئے ہیں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''قطع رحمی کرنے والوں سے بچو کیونکہ میں نے انہیں قرآن مجید میں تین مقامات پر ملعون پایا ہے۔''

(۱) سورۃ بقرہ میں پروردگا عالم ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ ویَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنِ فِیْ الْاَرْضِ اُو لٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ

وہ لوگ جو خدا سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں، اُس تعلق کو قطع کردیتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے (قطع رحمی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

قرآن مجید کی اصطلاح میں خاسر یعنی نقصان اٹھانے والا اسے کہا جاتا ہے جس پر آخرت میں عذاب ہو اور بعد میں آنے والی دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا ملعون ہے۔

(۲) سورہ رعد آیت ۲۶ میں ارشاد ہوا:

وَالّـذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیثَاقِہٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مااَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ تُوْ صَلَ وَ یُفْسِدُوْنِ فِیْ الْاَرْضِ اُولٰئِکَ لَھُمُ اللَّعنۃ سُوْءُ الدّارِ

وہ لوگ جو خدا سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں۔اس تعلق کو قطع کردیتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے (قطعِ رحمی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد پیدا کرتے ہیں ان پر خدا کی لعنت ہے اور ان کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے۔

(۳) سورہ محمد (ص) آیت ۲۴، ۲۵ میں ارشاد ہوا:

فَھَل عَسَیْتُم اِنْ تَوَلَّیْتُم اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اِرْحَامَکُمْ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِّیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُم وَ اَعْمیٰٓ اَبصَارَ ھُمُ

یعنی کیا اس بات کی توقع نہیں کہ اگر تم لوگوں کے نگران بن جاؤ تو زمین میں فساد پیدا کرنے لگو اور اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے لگو؟ ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرا اور اندھا کردیا ہے۔

رِوایات میں قطع رحمی کی مذمّت

قطع رحمی کی مذمّت میں بہت سی روایتیں آئی ہیں اُن میں سے بعض کو یہاں ذکر کیا جارہا ہے۔پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلا اِنَّ فِی التَّبا غُضِ الْحَالِقَۃُ لَاَاعْنِیْ حَالِقَۃ الشَّعْرِوَلٰکِنْ حَالِقَۃَ الدِّیْنِ

(کتاب کافی باب قطیعۃ الرحم)

یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ آپس کی دشمنی (خاص طور پر رشتہ داروں کی دشمنی) میں تباہی ہے۔میری مُراد سر کے بالوں کی تباہی نہیں بلکہ دین کی تباہی و بربادی ہے۔

Aliwalay.com

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْ الْحَالِقَةَ فَاِنَّهَا تُمِيْتُ الرِّجَالَ قُلْتُ وَمَا الْحَالِقَةَ؟قَالَ قَطِيْعَةُ الرَّحِمِ

یعنی حالقہ سے بچو! کیونکہ یہ لوگوں کہ ہلاک کر دیتی ہے۔راوی نے دریافت کیا کہ آخر حالقہ سے کیا مراد؟ امامؑ نے فرمایا:قطعِ رحمی کرنا۔

خدا کے نزدیک بد ترین کام

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِی (ص) فَقَالَ اَیُّ الاَعمالِ اَبْغَضُ اِلَی اللهِ؟فَقَالَ: اَشْرَکُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ فَقَالَ قَطِيْعَةُ الرَّحِمِ،قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ فَقَالَ الْاَمْرُ بِالْمُنْكِرِ وَ النَّهْی عَنِ الْمعُرُوْفِ

یعنی ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکرسوال کیا کہ خدا کے نزدیک سب سے بدترین عمل کون سا ہے۔حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب میں فرمایا۔خدا کا شریک قرار دینا۔اُس شخص نے پوچھا اس کے بعد سب سے بُرا کام کیا ہے؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا:قطع رحمی کرنا۔اسی سوال کرنے والے نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد سب سے بُرا کام کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا:بُرائی کا حُکم دینا اور اچھائی سے روکنا۔

رشتہ دار کی بُرائی کے جواب میں نیکی

جَآءَ رُجُلٌ فَشَکیٰ اِلیٰ اَبِیْعَبْدِاللّٰه عَلَیه السَّلامُ اَقَارِبَهُ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلامُ اَکْظِمْ غَیظَکَ وَ افعَلْ، فَقَالَ اَنَّهُمُ یَفْعَلُوْنَ وِیَفْعَلُوْنَ فَقَالَ اَتُرِیْدُ اَنْ تَکُون مِثْلَهُم فَلاَیَنْظُرُاللّٰهِ اِلَیکُمْ،

یعنی ایک شخص نے امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں اپنے رشتہ داروں کی شکایت کی امامؑ نے فرمایا کہ،اپنا غصّہ پی لو اور اُن کے ساتھ (رشتہ داروں کے ساتھ) اچھا سلوک کرو۔اُس شخص نے کہا:میرے رشتے دار مجھے کیسی کیسی تکلیفیں پہنچاتے رہتے ہیں کوئی ایسی بُرائی نہیں جو انہوں نے میرے ساتھ نہ کی ہو:حضرتؑ نے جواب میں فرمایا کہ کیا تم بھی انہیں کی طرح قطع رحمی کرنا چاہتے ہو؟ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے ہاتھ کھینچ لینا چاہتے ہو؟ اگر ایسا کروگے تو تم بھی انہی کی طرح ہو جاؤ گے اور خداوند عالم تم پر نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔(کتابِ کافی)

علاّمہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے بُرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہو گے تو ایک نہ ایک دِن اُس کا اثر اُن پر پڑے گا اور وہ پیشمان ہو جائیں گے پھر رحمت الٰہی دونوں (تمام رشتہ داروں) کے شامل حال ہو جائے گی،اور اگر تمہارا بُرا رشتہ دار پیشمان نہ ہوا تو پھر بھی رحمت الٰہی تمہارے شاملِ حال رہے گی۔اس سے معلوم ہو کہ قطع رحمی کرنے والے رشتے داروں سے بھی بہر حال میں صلہ رحمی کرنا چاہیے۔

رسول اللہ (ص) فرماتے ہیں:

لاَ تَقْطَعْ رَحمَکَ وَ اِ نْ قَطَعَتْکَ (کتابِ کافی)

یعنی تم اپنے رشتے داروں سے قطعِ تعلّق مت کرو اگر چہ کہ وہ تم سے قطع رحمی اور قطع تعلق کریں۔

حضرت امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ

ثَلاثُ خِصَالٍ لاَ یَمُوْتُ صَاحِبُهُنَّ حَتّیٰ یَرٰی وَبَالَهُنَّ:اَلْبَغْیْ وَ قَطِيْعَةُ الرَّ حِمِ وَ الْیَمِیْنُ اْلکَاذِبَةَ

تین برائیاں ایسی ہیں کہ ان کا انجام دینے والا۔ان کے برے اثرات کو دیکھ کر ہی اس دنیا سے اٹھتا ہے۔ان میں سے پہلی بُرائی ظلم،دوسری قطع رحمی اور تیسری جھوٹی قسم ہے۔

قطع رحمی سے موت قریب آجاتی ھے

حضرت علی ابن ابی طالب (ع) اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِی تُعَجِّلُ الْفَنَاءَ

یعنی میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں ایسے گناہوں سے کہ جس کے باعث موت قریب ہو جاتی ہے۔کسی نے سوال کیا:مولا! کیا ایسا بھی کوئی گناہ ہے جس سے موت جلد آجاتی ہو؟ آپؑ نے فرمایا:ہاں قطعِ رحمی۔وہ گھرانے جو ایک دوسرے سے مل جُل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کا ہر طرح خیال رکھتے ہیں خدا ان کے رزق میں برکت عطا کرتا ہے اور وہ گھرانے جو ایک دوسرے سے دُور اور کٹ کر رہتے ہیں خُدا ان کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے اور ان کی عمر کم کر دیتا ہے چاہے وہ سب متقی ہی کیوں نہ ہوں۔

Aliwalay.com

قطع رحمی کی وجہ سے سب کے سب مر گئے

امام جعفر صادق (ع) کے ایک صحابی نے اپنے رشتے داروں کی شکایت کرتے ہوئے کہا: میرے حقیقی اور چچا زاد بھائی مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں۔ وہ گھر جو میرا حق تھا: مجھ سے چھین لیا ہے۔ مجھے صرف ایک کمرہ رہنے کے لئے دیا ہے! اگر میں حکومت سے شکایت کردوں تو سب کچھ ان سے لے سکتا ہوں۔

امام (ع) نے فرمایا: ذرا صبر سے کام لو، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ امامؑ کا صحابی مطمئن ہو کر لوٹ گیا ۱۳۱ھ میں ایک وبا آئی جس کی لپیٹ میں آ کر اس صحابی کے وہ سب کے سب رشتہ دار مر گئے جو ستایا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ جب وہ امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں آیا تو آپؑ نے دریافت فرمایا: تمہارے ان رشتے داروں کا اب کیا حال ہے؟ امامؑ کے صحابی نے جواب دیا: خُدا کی قسم وہ سب کے سب مر گئے۔ آپؑ نے فرمایا: ان کی ہلاکت کی وجہ تمہارے ساتھ برائی، تم جیسے رشتہ دار کے حق کو نہ سمجھنا اور قطع رحمی ہے۔ (کتاب کافی)

خدا کی رحمت سے محرومی

حضرت امام جعفر صادق (ع) نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ (ص) نے فرمایا:

اِذَا ظَهَرَ الْعِلْمُ وَ احْتُرِزَ الْعَمَلُ وَ ائتَلَفَتِ الْاَ لْسُنُ وَ اخْتَلَفَتِ الْقُلُوْبُ وَتَقَاطَعَتِ الاَرْحَامُ هُنَا لَکَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَ عْمیٰ اَبْصَارَهُمْ:

جب لوگ علم کا اظہار کریں لیکن اس پر عمل نہ ہو، زبان سے محبت کا اظہار کریں لیکن دلوں میں کدورت ونفرت پائی جاتی ہو اور قطع رحمی کی جاتی ہو، تو ایسے موقع پر خدا انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے اور انہیں عقل سے بے بہرہ اور بے بصیرت بنا دیتا ہے۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لَصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مادَّخَرَ فِی الْاٰخِرِ ةِمِنَ الْبَغْيِ وَ قَطِيعَةَ الرَّحِمِ (کتاب مستدرک)

تمام گناہوں میں سے ظلم اور قطع رحمی، ایسے گناہ ہیں کہ خدا کی نظر میں ان کا ارتکاب کرنے والا اسی دنیا میں بھی سزا کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آخرت کا عذاب ایسا گناہ کرنے والوں کے لئے پہلے ہی سے ذخیرہ کر لیا گیا ہے۔

ایک اور مقام پر رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا

لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ (کتاب مستدرک)

یعنی قطعِ رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

جابر ابن عبداللہ انصاری نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ۔

اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیلٌ اَنَّ رِیحُ الْجَنَّةِ تُوْ جَدُ مِنْ مَّسِیْرِ اَلْفِ عَامٍ مَا یَجِدُ هَا عَاقٌ وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَلَا شیخٌ زانٍ وَاِنَّ رِیْحَها لَیُو جَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَلْفِیْ عَامٍ وَلَا یَجِدُرِیْحَهَا عَاقٌ وَلَا قَاطِعُ رَحِم (بحارالانوار جلد ۱۶ ص ۲۸)

مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ ہزار سال کی مسافت سے بہشت کی خوشبو محسوس ہوگی لیکن اسے عاق ہو جانے والے، قطع رحمی کرنے والے اور بوڑھے زنا کار نہیں سونگھ سکیں گے۔ بلکہ یقیناً جنت کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوگی لیکن اسے عاق والدین اور قطع رحمی کرنے والے نہیں سونگھ سکیں گے۔

حضور اکرم (ص) کا ارشاد ہے کہ قطع رحمی کے باعث دعا قبول نہیں ہوتی۔

شب قدر کی فضیلت کے باب میں آپ (ص) سے مروی ہے کہ خداوند عالم اس شب میں شرابی، عاق ہو جانے والے، قطع رحمی کرنے والے اور مومنین سے دشمنی کرنے والے کے علاوہ، سب کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

صلہ رحمی واجب ہے

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

Aliwalay.com

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَ رْحَامِ (سورۂ نساء آیت ۱)

خدا (کے حکم کی مخالفت سے) ڈرو جس کے وسیلے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحم سے بھی (ڈرو)۔

اس آیۂ مبارکہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ، اَلْاَرْحَام (رشتے داروں کے معاملے میں) ڈرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ یہی بات تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے۔ اصول کافی میں ہے کہ اس آیت کے معنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے یوں بیان فرمائے ہیں۔ یہاں پر ارحام سے مراد تمام رشتے دار ہیں نہ کہ خاص رشتہ دار۔ بیشک خداوند عالم نے تمام رشتے داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور صلہ رحمی کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اپنے نام کے ساتھ اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔

نماز اور زکوٰۃ کی طرح تقویٰ اور صلہ رحمی کا حکم

امام علی رضا (ع) سے مروی ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ بِثَلٰثَۃٍ مَقْرُوْنٌ بِھَا ثَلٰثَۃٌ اُخْرٰی اَمَرَ بَالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَمَنْ صَلّٰی وَلَمْ یُزَکِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ صَلٰوتُہ وَاَمَرَ بِالشُّکْرِ لَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ فَمَنْ لَّمْ یَشْکُرْ وَالِدَیْہِ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ وَاَمَرَ بِاتِّقَآءِ اللّٰہِ وَصِلَۃِ الْاَرْحَامِ فَمَنْ لَّمْ یَصِلْ رَحِمَہٗ لَمْ یَتَّقِ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ

پروردگار عالم نے تین چیزوں کا حکم تین چیزوں کے ساتھ قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(۱) نماز اور زکوٰۃ کا حکم ساتھ ساتھ دیا ہے۔ اب اگر کوئی نماز پڑھے اور زکوٰۃ (اگر واجب ہوگئی ہو) نہ دے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔

(۲) اپنا اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اگر کوئی والدین کا شکریہ ادا نہ کرے تو گویا اس نے خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔

(۳) اس نے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور صلہ رحمی کا حکم بھی فرمایا ہے پس اگر کوئی صلہ رحمی نہ کرے تو وہ متقی بھی نہیں۔

رشتے داروں کے حقوق اور آخرت کے حساب میں آسانی

پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآ ئِ ذِی الْقُرْبٰی (سورہ نحل آیت ۹۰)

بیشک خداوند عالم عدل وانصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور رشتے داروں کو (جس چیز کی انہیں ضرورت ہو) عطا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سورہ رعد آیت ۲۱ میں ارشاد ہوا:

وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓ ءَ الْحِسَابِ (بحار الانوار جلد ۱۶ ص ۲۸)

اور وہ لوگ جن سے (صلہ رحمی) کے تعلقات قائم رکھنے کا حکم خدا نے دیا ہے اسے قائم رکھتے ہیں اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور (قیامت کے دن) بری طرح حساب لئے جانے سے خوف کھاتے ہیں۔

اس آیت میں سوٓءَ الْحِسَابِ سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ صلہ رحمی اور رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی آخرت کے حساب وکتاب کے موقع پر آسانی کا باعث ہے۔ امام جعفر صادق (ع) واضح طور پر فرماتے ہیں صَلَۃُ الرَّ حِمِ تھُو نُ الْحِسَابَ یومَ الْقِیٰمَۃِ صلہ رحمی آخرت کے حساب کو آسان بنا دیتی ہے۔

امام جعفر صادق (ع) کا دشمن رشتہ دار

امام جعفر صادق (ع) نے وقت آخر وصیت فرمائی کہ میرے چچازاد بھائی حسن اَفْطَس کو ستر دینار پہنچا دیں! آپؑ سے سوال کیا گیا مولا آپؑ اس پر عنایت فرما رہے ہیں جس نے آپ پر تلوار سے حملہ کیا تھا؟ امام (ع) نے جواب میں فرمایا کیا تم نہیں چاہتے کہ میں ان لوگوں میں قرار پاؤں جن کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ (سورہ رعد آیت ۲۱)

اور وہ لوگ جن سے تعلقات یعنی صلہ رحمی کے قائم رکھنے کا حکم خدا نے دیا ہے انہیں قائم رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پروردگار عالم نے بہشت کو خلق فرمایا اور اسے پاک وپاکیزہ اور خوشبودار بنایا۔ اس کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی لیکن عاق والدین اور قطع رحمی کرنے والے اس سے محروم ہوں گے۔

صلہ رحمی کے بارے میں احادیث

صلہ رحمی کے واجب ہونے کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں ان میں سے ایک حدیث جسے امام محمد باقرؑ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

اُوْصِی الشَّاھِدَمِنْ اُمَّتِیْ وَالْغَائِبَ مِنْھُمْ وَ مِنْ فِیْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَ اَرْ حَامَ النِّسَآءِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَنْ یَّصِلَ الرَّحِمَ وَ لَوْکَانَ مِنْهُ عَلٰی مَسِیْرَةِ سَنَةٍ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنَ الدِّیْنِ (بحارالانوار جلد ۱۱ص ۱۰۶)

میں اپنی اُمّت کے حاضرین غائب لوگوں اور آنے والی قیامت تک کی نسل جو مردوں کے اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں ہے، سب کو وصیت کرتا ہوں وہ صلہ رحمی کریں اگر چہ کہ وہ ایک سال کی مسافت کے فاصلے پر رہتے ہوں۔ کیونکہ صلہ رحمی ان امور میں سے ہے جسے خدا نے دین کا جزء (ایک اہم اور ضروری حکم) قرار دیا ہے۔

صلہ رحمی کرنے والا باآسانی پُل صراط سے گذر جائے گا

امام محمد باقر (ع) نے حضرت ابوذر غفاریؒ سے اور انہوں نے رسول اللہ (ص) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ

حَافَّتَا الصِّرَاطِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَلرَّحِمُ وَ الاَ مَا نَةُ،فَاِذَا مرَّ الْوَصُوْلُ لِلرَّحِم اَلْمُؤَدِّی لِلْاَمَا نَةِ نَفِذَ اِلَی الْجَنَّةِ وَ اِذَا مَرَّ الْخَآئِنُ لِلاَمَانَةِ اَلْقَطُوْ عُ لِلرَّحِمِ لَمْ یَنْفَعْ مَعَهُمَا عَمَلٌ وَتکفَّا بِهِ الصِرَّا طُ فِي النَّارِ

صراط (جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس پر سے ہر ایک کو گذرنا پڑے گا) اس کے دونوں طرف صلہ رحمی اور امانت ہوگی۔ صلہ رحمی اور امانت کو ادا کرنے والے با آسانی پُل صراط سے گذر کر جنّت میں پہنچ جائیں گے۔ امانت میں خیانت کرنے اور قطع رحمی کرنے والوں کو ان کا کوئی عمل فائدہ نہیں پہنچائے گا اور وہ پُل صراط سے جہنم کی آگ میں گر پڑیں گے۔

صلہ رحمی کا دنیا میں فائدہ

بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ صلہ رحمی کا فائدہ اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً طولِ عمر، موت کا ٹل جانا، بلاؤں کا دور ہو جانا، رزق میں برکت فقر و فاقہ کا دور ہو جانا اور نسل کا زیادہ ہو جانا وغیرہ۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے منصور دوانقی کے دربار میں، رسول اکرم (ص) سے تین حدیثیں نقل فرمائی ہیں:

(۱) اِنَّ الرَّ جلَ لَیَصِلُ رَ حِمَهُ وَ قَدْ بَقِیَ مِنْ عُمُرِهٖ ثَلٰثُ سِنِیْنَ فَیُصِیرُہُ اللّٰہُ ثَلٰثِیْنَ سَنَةً وَ یَقْطَعُهَا وَبَقِیَ مِنْ عُمُرِهٖ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً فَیُصَیِّرُ ہُ اللّٰہُ ثَلٰثَ سِنِیْنَ ثُمَّ قَالَ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ (بحارالانوار)

ایک شخص جس کی عمر تین سال سے زیادہ باقی نہیں رہی صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے خداوند عالم اس کی عمر بڑھا کر تیس سال کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی عمر تیس باقی رہتے ہے لیکن قطع رحمی کی وجہ سے اس کی عمر گھٹ کر تین سال رہ جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے۔

یعنی انسان کے اعمال کی وجہ سے اس کی زندگی کے بعض امور میں خدا اگر چاہے تو تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) صِلَةُ الرَّحِمِ تَعْمُرُ الدِّیَارَ فِي الْاَعْمَارِ وَ اِنْ کَانَ اَھْلُھَا غیرَ اَخْیَارِ

رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی گھروں کو آباد کر دیتی ہے اور اس سے عمریں طولانی ہو جاتی ہیں خواہ رشتے داروں کے حقوق کا ادا کرنے والا فاسق ہو۔

(۳) صِلَةُ الرَّحِمِ تَھُوْنُ الْحِسَابَ وَ تَقِی مَیْتَةَ السُّوْءِ

صلہ رحمی بروز قیامت حساب و کتاب میں آسانی کا باعث ہے اور یہ ناگہانی موت سے بچاتی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق (ع) نے میسر سے فرمایا:

قَدْ حَضَرَ اَجَلُکَ غَیْرَ مَرَّةٍ کُلَّ ذٰلِکَ یُؤَخِّرُاللّٰہُ بِصِلَتِکَ لِرَ حِمِکَ وَ بِرِّکَ قَرَابَتَکَ

(اے میسر) کئی مرتبہ تمہاری موت کا وقت آیا مگر اللہ نے صلہ رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ اچھے سلوک کی وجہ سے اسے مؤخر کر دیا۔

صلہ رحمی طویل عمر کا باعث ہے

Aliwalay.com

امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

يَا مُيَسِّرُ لَقَدْ زِيْدَ فِي عُمُرِكَ فَاَيَّ شَيٍّ تَعْمَلُ؟

اے میسر واقعاً تمہاری عمر بڑھ گئی ہے تم کون سا ایسا کام کرتے رہے ہو؟ قُلْتُ ۔میسر نے جواب میں کہا:

اَنَا غُلامٌ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَكُنْتُ اُجْرِيْهَا عَلٰى خَالِيْ.

میں جوانی میں مزدوری کرکے پانچ درہم کمایا کرتا تھا اور وہ اپنے ماموں کو دے دیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ یعقوب مغربی حضرت امام موسیٰ ابن جعفر صادق (ع) کی خدمت میں آئے تو آپؑ نے فرمایا:

وَقَعَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اَخِيكَ شَرٌّ فِيْ مَوْضِعِ كَذَا وكَذَا حَتّٰى شَتَمَ بَعْضُكُمْ بَعْضاً وَ لَيْسَ هَذَا دِيْنِي وَلا دِينَ آبَآئِي وَلا نَامُرُ بِهٰذا اَحَداً مِّنَ النَّاسِ فَاتَّقِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ،فَاِنَّكُمَا سَتَفْتَرِقَانِ بِمَوْتٍ اَمَا اَنَّ اَخَاكَ سَيَمُوْتُ فِيْ سَفَرِهِ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى اَهْلِهٗ وَ سَتَنْدَمُ اَنْتَ عَلٰى مَاكَانَ وَذٰلِكَ اَنكما تَقَاطَعْتُمَا فَبَتَرَ اللّٰهُ اَعْمَالَ كُمَا.

تمہاری اپنے بھائی سے فلاں مکان پر تُو تُو میں میں ہوگئی یہاں تک کہ تم نے ایک دوسرے کو گالی دی اور قطع تعلّق کرلیا۔ایسا کرنا نہ میرے دین میں ہے نہ میرے اباء اجداد کے دین میں۔ پس خوفِ خدا کرو۔عذابِ الٰہی سے ڈرو۔اس عمل کی وجہ سے موت عنقریب تمہیں جدا کردے گی۔ تمہارا بھائی اپنے اس سفر میں مر جائے گا اور تم اپنے کئے پر پشیمان ہوجاؤ گے۔

فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ فَاَنَا جُعِلْتُ فِدَاكَ مَتٰى اَجَلِي

اس شخص (یعقوب) نے کہا مولا میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں! مجھے کب موت آئے گی؟

فَقَالَ اَمَا اِنَّ اَجَلَكَ قَدْ حَضَرَ حَتّٰى وَصَلْتَ عَمَّتَكَ بِمَا وَ صَلْتَهَا بِهِ فِي مَنْزِلِ كَذَا كَذَا فَزِيْدَ فِيْ اَجَلِكَ عِشْرُوْنَ

امام (ع) نے جواب میں فرمایا:تمہاری موت بھی آچکی تھی لیکن تم نے اپنی پھوپھی کے ساتھ ایک مقام پر صلہ رحمی اور حسن سلوک کیا،جس کی وجہ سے تمہاری عمر بیس سال (یا ماہ) بڑھ گئی!۔

قَالَ شُعَيْبٌ فَاَخْبَرَنِي الرَّجُلُ وَلَقِيْتُهٗ حاجّاً اَنَّ اَخَاهُ لَمْ يَصِلُ اَنٰى اَهْلِهٖ حَتّٰى دَفَنَهٗ فِي الطَّرِيْقِ (سفینۃ البحار جلد ا ص ۵۱۶)

آخر کار یعقوب کے بھائی کا وہی انجام ہوا جس کی خبر امام (ع) نے دی تھی کہ وہ اپنے وطن پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا اور اسے راستے ہی میں دفن کردیا گیا۔

صلہ رحمی کا آخرت میں فائدہ

صلہ رحمی کا نہ صرف اس دنیا میں فائدہ ہے بلکہ آخرت میں بھی اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور روحانی معنوی کمالات بھی حاصل ہوتے ہیں۔امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

صَلَةُ الْاَرْحَامِ تُحَسِّنُ الْخُلْقَ و تُسمِحُ الْكَفَّ وَ تُطَيِّبُ النَّفْسَ (سفینۃ البحار جلد ا ص ۵۶۱)

صلہ رحمی سے اخلاق بہتر ہوجاتے ہیں سخاوت پیدا ہوتی ہے۔کیونکہ جب صلہ رحمی کو انجام دیتا ہے تو اسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اخلاق اور نرمی سے پیش آنا پڑتا ہے۔اس طرح بار بار کرنے کی وجہ سے اس کے اخلاق بہتر ہوجاتے ہیں،اور اسی طرح رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کی امداد کرنے سے انسان میں سخاوت کی صفت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔اور نفس (حسد دشمنی اور دیگر گناہوں سے) پاک و پاکیزہ ہوجاتا ہے۔

صلہ رحمی تمام اعمال قبول ہو جانے کا سبب

امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں:

صَلَةُ الْاَرْحَامِ تُزَكِّى الْاَعمَالَ و تُنمِى الْاَمْوَالَ وَ تَدْمَعُ الْبُلْوٰى وَتَيَسِرُ الْحِسَابَ وتُنسِى الْاَجَلَ (کافی)

صلہ رحمی کی وجہ سے اعمال پاک و پاکیزہ ہوجاتے ہیں (یعنی صلہ رحمی کرنے والا جو عمل انجام دیتا ہے اس کی خامیاں دور ہوجاتی ہیں اس طرح اس کے اعمال بارگاہِ احدیت میں قبول ہوجاتے ہیں) مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔مصیبتیں اور بلائیں دُور ہوتی ہیں۔آخرت کا حساب و کتاب آسان ہوجاتا ہے اور آئی ہوئی موت بھی ٹل جاتی ہے۔

قطع رحمی کرنے والے کی طرف دوستی کا ہاتھ

Aliwalay.com

حضرت سیّد سجّاد (ع) فرماتے ہیں:

مَامَنْ خُطْوَةٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مَنْ خُطوَ تَیْنِ خَطْوَةٌ یَسُدُّ بِهَا الْمُومِنُ صَفاً فِی اللّٰہِ وَخُطْوَةٌ اِلٰی ذِیْ رَحِمٍ قَاطِعٍ (بحارالانوار)

دو کاموں کی طرف قدم بڑھانے سے زیادہ بہتر خدا کے نزدیک کوئی اور قدم (عمل) نہیں۔ایک وہ قدم جو اللہ کی راہ میں قائم ہونے والی صف (مثلاً صفِ جہاد اور نماز جماعت) کی طرف بڑھتا ہے دوسرے وہ قدم (وہ دوستی کا ہاتھ) جو کسی ایسے رشتہ دار کی طرف بڑھتا ہے جو اس سے تعلقات توڑنا چاہتا ہے۔

رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ دَرَجَةً اَلَّا یَبْلُغھا اَلَّا اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ ذُو رَحِمٍ وَصُولٌ اَوْ ذُوْ عَیَالٍ صَبُوْرٍ (بحارالانوار)

بے شک بہشت میں ایک ایسا درجہ ہے جسے تین قسم کے لوگوں کے علاوہ کوئی اور نہیں پا سکے گا۔اوّل عادل امام، دوسرے صلہ رحمی کرنے والا اور تیسرے ایسا بال بچے دار شخص جو فقر و فاقہ میں صبر کرنے والا ہو۔

صلہ رحمی کا ثواب

ایک مقام پر رسول اللہ (ص) نے صلہ رحمی کا ثواب کچھ اس طرح بیان فرمایا:

مَنْ مَّشیٰ اِلٰی ذِیْ قَرَابَةٍ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ لِیَصِلَ رَحِمَهٗ اَعْطَاهُ اللّٰہُ تعالیٰ اَجْرَماَ ةِ شَھِیدٍ وَلَهٗ بِکُلِّ خُطْوَةٍ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَةً وَیُمْحیٰ عَنْهُ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ سَیِّةً وَتُرْفَعُ لَهٗ مِنَ الدَّرُجَاتِ ذٰلِکَ وَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ تَعَالیٰ مِاَةَ سَنَةٍ (بحارالانوار)

جب کوئی شخص اپنے رشتہ دار کی طرف جاتا ہے تاکہ اپنی جان و مال کے ذریعے رشتہ داری کے حق کو ادا کرے تو خدا اسے ایک سو شہید کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔اس کے ہر قدم پر چالیس ہزار حسنہ (نیکیاں) لکھتا ہے۔اس کے چالیس ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اس کے چالیس ہزار درجات بلند کر دیتا ہے اور وہ شخص ایسا قرار پاتا ہے گویا اس نے سو سال خدا کی عبادت کی ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر رسالت مآب (ص) فرماتے ہیں:

اَلصَّدَقَةُ بِعَشرَةٍ وَالْقَرْضُ بِثَانِی عَشَرَةٍ وَصِلَةُ الْاَخْوَانِ بِعِشْرِیْنَ وَ صِلَةُ الرَّ حِمِ بِاَرْبَعٍ وَّ عِشْرِیْنَ (بحارالانوار)

راہ خدا میں صدقہ کرنے کا ثواب دس درجہ قرض دینے کا بارہ درجہ (کیونکہ قرض میں قرض لینے والے کی عزت محفوظ رہتی ہے) اور برادران دینی کے ساتھ حسن سلوک کا بیس درجہ اور صلہ رحمی (رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ثواب چوبیس درجہ ہے۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی کے معنی

چونکہ شریعت مقدّسہ نے صلہ رحمی اور قطع رحمی کے کوئی خاص معنیٰ ذکر نہیں کئے ہیں لہٰذا عام لوگوں کی نظر میں صلہ رحمی اور قطع رحمی کا جو مفہوم ہو وہی کو معتبر سمجھا جائے گا۔باپ کی طرف سے رشتہ داری ہو یا ماں کی طرف۔اسی طرح براہ راست رشتہ داری ہو یا چند واسطوں کے ذریعے (دور کی رشتے داری) ہو، سب کو رشتہ دار سمجھا جائے گا۔اسی طرح بیٹے اور بیٹی کی جو نسل ہو وہ بھی محترم ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (سورۂ رعد آیت ۲۱)

یعنی اور جن تعلقات (صلہ رحمی) کے قائم رکھنے کا حکم خدا نے دیا ہے وہ لوگ قائم رکھتے ہیں۔

عروہ ابن یزید نے امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت کے معنیٰ دریافت کئے۔آپ نے جواب میں فرمایا. ھِیَ قَرَابَتُکَ. یعنی تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔خواہ وہ محرم ہوں یا نامحرم۔دور کے رشتہ دار ہوں یا قریبی۔آپس میں براہ راست رشتہ داری ہو یا کئی نسلوں کے فاصلے کے ذریعے رشتہ داری ہو۔

مال دار اور غریب رشتہ داروں میں کوئی فرق نہیں

عام طور پر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کوئی مال و دولت اور شہرت رکھنے والا رشتہ دار ہو تو لوگ اسے اپنا عزیز سمجھتے ہیں اور اسکے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔لیکن اگر کوئی غریب رشتہ دار ہو تو اس سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔شریعت مقدّسہ میں مالدار اور غریب رشتہ داروں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔جتنا قریبی رشتہ دار ہو اتنی ہی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور اس کے حقوق کا خیال رکھنا اتنا ہی ضروری ہو جاتا ہے۔

صلہ رحمی کیا ہے؟

ہر وہ کام جو لوگوں کی نظر میں خاندان کے عزیز و اقارب کے ساتھ مناسب سمجھا جاتا ہو، صلہ رحمی ہے۔ بظاہر ایک معمولی سا کام جیسے اپنے کسی عزیز کو سلام کر لینا یا اسے خوش اخلاقی سے سلام کا جواب دے دینا بھی صلہ رحمی ہی میں شمار کیا جائے گا۔

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ وَ الْبِرِّ لَيَهُو نَانِ الْحِسَابَ وَ يَعْصِمَانِ مِنَ الذُّنُوبِ فَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ وَبَرُّوْا اَخوانكم وَلَوْ بِحُسْنِ السَّلَامِ وَرَدِّ الْجَوَابِ (کافی)

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور برادارانِ دینی کے ساتھ نیکی، آخرت کے حساب و کتاب میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ تو تمہیں چاہئے کہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور برادرانِ دینی کے ساتھ نیکی کرو خواہ وہ نیکی گرم جوشی کے ساتھ سلام۔ اور جواب سلام ہی کے ذریعے کیوں نہ ہو۔

ایک اور مقام پر چھٹے امامؑ فرماتے ہیں:

صِلْ رَحِمَكَ وَلَوْ بِشُرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ (وسائل الشیعہ کتاب النکاح باب ۱۹ ص ۱۴۱)

اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرو چاہے تھوڑا سا (ایک گلاس) پانی پلا کر ہی سہی۔

صلہ رحمی کے درجات

شہید ثانی عَلَیْہِ الرَّحمہ صلہ رحمی کے درجات کو کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ رشتہ دار کو اپنے نفس کی طرح سمجھ کر اس کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ یعنی آدمی جو کچھ خود اپنے لئے چاہے وہی اپنے عزیز و اقارب کے لئے بھی چاہے۔

اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ رشتہ داروں پر اگر کوئی مصیبت یا پریشانی آئے تو اسے دور کرے۔ اس کے بعد تیسرا درجہ انہیں فائدہ پہنچانا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے رشتہ دار جہاں تک ہو سکے جائز اور حلال طریقے سے فائدہ پہنچانے کی فکر میں رہے (خواہ اسے ملازمت اور کاروبار دلا کر مالی فائدہ پہنچائے یا دینی اور مذہبی باتیں سمجھا کر آخرت کے فائدے کا ذریعہ بنے) اس کے بعد چوتھا درجہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ایسے متعلقین کے ساتھ جن کا نان نفقہ ان پر واجب ہوتا ہے (مثلاً بھابی اور سوتیلی ماں کہ ان کا نفقہ، بھائی اور باپ پر واجب ہوتا ہے) ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے۔

صلہ رحمی کا معمول درجہ سلام کرنا ہے اس سے کم درجہ سلام پہنچانا ہے۔ اس کے بعد سب سے کم ترین درجہ رشتہ دار کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنے اور اس کے سامنے اچھی باتوں پر اس کی حوصلہ افزائی کرنے کا ہے۔

قطع رحمی کسے کہتے ہیں

جس طرح سے صلہ رحمی کو سمجھنے کے لئے لوگوں کی نظر اور رائے کو معتبر سمجھا گیا ہے اسی طرح قطع رحمی میں لوگوں کی نظر اور رائے کا احترام کیا جائے گا۔ اب اگر عام لوگوں کی نظر میں سلام نہ کرنا، منہ پھیر لینا، بات چیت ترک کر دینا اور ادب و احترام نہ کرنا، قطع رحمی سمجھا جاتا ہو تو شریعت میں بھی یہ قطع رحمی ہے۔ اسی طرح اگر لوگ خط کا جواب نہ لکھنے، ملاقات نہ کرنے، بیمار ہو جانے کی صورت میں عیادت نہ کرنے اور سفر سے لوٹنے کی صورت میں ملاقات کے لئے نہ جانے کو رشتہ داروں کے حقوق سے انحراف کہیں تو یہ بھی قطعِ رحمی ہی کے زمرے میں آئے گا۔

قریبی اور دور کے رشتہ داروں سے قطع رحمی کا معیار

اس میں کوئی شک نہیں کہ صلہ رحمی اور قطع رحمی کا معیار لوگوں کی نظر میں قریبی اور دور کے رشتہ داروں کے ساتھ مختلف ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک عمل کسی ایک رشتہ دار کے ساتھ قطعِ رحمی کہلائے لیکن دوسرے رشتہ دار کے ساتھ قطعِ رحمی نہ کہلائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی پڑھے لکھے اور متقی رشتہ دار کے ساتھ کوئی کام قطع رحمی ہو تو دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔ ہاں البتہ اگر کسی مقام پر شک ہو کہ یہ رویّہ قطع رحمی کا موجب تو نہیں تو ایسے موقع پر اسے انجام نہیں دینا چاہئے، اور اس بات سے ڈرتے ہوئے احتیاط کرنا چاہیے کہ کہیں یہ گناہِ کبیرہ نہ سرزد ہو جائے۔

غریب رشتہ داروں کے ساتھ تکبّر قطع رحمی ہے

بدترین قطع رحمی یہ ہے کہ کوئی شخص مال و دولت اور مقام و مرتبہ رکھنے کے باوجود اپنے غریب رشتہ دار کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے اور اسے اپنا رشتہ

Aliwalay.com

دار نہ سمجھے، اور اس کے ساتھ تکبّر سے پیش آئے اور مالدار رشتہ دار کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ایسا کرنے والا درحقیقت رشتہ داری کے حقوق کو نہیں ادا کر رہا ہے بلکہ اسکی نظر میں مال دینا ہے۔ اس نے تو بس اس حقیر اور ذلیل دنیا کو معتبر سمجھا ہے۔ یہ رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کہاں ہوئی۔

صلہ رحمی کس حد تک واجب ہے

اس حد تک صلہ رحمی تو واجب ہے کہ اگر اسے انجام نہ دیا جائے تو لوگوں کی نظر میں وہ قطع رحمی کہی جانے لگے۔ پس ہر وہ عمل جسے اگر بجا نہ لایا جائے تو لوگ قطع رحمی کرنے والا کہنے لگیں۔ بجالانا شرعاً واجب ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی مفلس رشتہ دار جو اپنی ضروریات زندگی کو پورا نہ کر سکتا ہو۔ علاج معالجہ یا قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں اپنے باحیثیت اور دولت مند عزیز سے سوال کرے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ یہاں اگر اس نے اپنے غریب رشتہ دار کی حاجت کو پورا نہ کیا تو قطع رحمی کی ہے جو گناہ ہے۔

اسی طرح سے اس وقت بھی اپنے رشتہ دار کی حاجت پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ میرے عزیز کو فلاں چیز کی ضرورت ہے اور وہ اس ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ البتہ اگر رشتہ دار کی ضرورت زندگی پورا کرنے کی وجہ سے تنگ دستی، پریشانی اور سختی میں مبتلا ہو جانے کا ڈر ہو تو پھر اس پر ایسا واجب نہیں۔ اسی طرح اگر رشتہ دار کی ضرورت پوری کرنے کے سبب یا صلہ رحمی کو انجام دینے کی وجہ سے خود گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو، تب بھی صلہ رحمی واجب نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کا کوئی عزیز طولانی سفر کر کے لوٹا ہے لیکن اگر صلہ رحمی کرنے والا اس کے گھر جائے (جو کہ لوگوں کی نظر میں ضروری سمجھا جا رہا ہو) تو اسے گناہ کا ارتکاب کرنا پڑے گا (مثلاً گانا سننا پڑیگا یا بے پردگی ہوگی) تب ایسی صورت میں صلہ رحمی واجب نہیں۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی کا معیار

جب کبھی یہ شک ہو کہ اس مقام پر صلہ رحمی واجب ہے یا نہیں، تو یہ دیکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی رائے میں یہ عمل کیسا ہے۔ پس اگر عام لوگ اسے قطع رحم قرار دیں تو ایسا کرنے سے خود کو باز رکھے۔ مختصر یہ کہ صلہ رحمی اور قطع رحمی کا معیار عام لوگوں کی رائے ہے۔ لوگ اگر سلام نہ کرنے، تھوڑی بہت نیکی نہ کرنے، معمولی سی حاجت کو پورا نہ کرنے اور ملنے جلنے کے لئے نہ جانے کو قطع رحمی قرار دیں تو یہ قطع رحمی ہے، اور اس کے انجام دینے کو صلہ رحمی قرار دیں تو یہ صلہ رحمی ہے۔

بعض رشتہ داروں کے ساتھ اگر صلہ رحمی واجب نہیں تو مستحب ہے

کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بعض دور کے عزیزوں کے ساتھ کوئی کام لوگوں کی نظر میں قطع رحمی نہ ہو۔ ایسی صورت میں یہ بات تو یقینی ہے کہ اس کام کا انجام دینا واجب نہیں ہے لیکن بہر حال اگر یہ واجب نہیں تو مستحب قرار پائے گا۔ اس کے علاوہ جب کسی عمل کے بارے میں شک ہو جائے کہ ایسا کرنا واجب ہے یا نہیں تو جہاں تک ہو سکے ایسا طریقہ کرنا چاہیے کہ اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ گناہ کبیرہ ہم سے سرزد نہیں ہوا ہے۔

قطع رحمی کرنے والوں سے بھی قطع رحمی حرام ہے

اکثر و بیشتر یہ (دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی کا کوئی رشتہ دار اپنے کسی دوسرے رشتے دار کے حق کو پورا نہیں کرتا ہے اور قطع رحمی کرنے لگتا ہے تو جواباً پہلا شخص بھی اپنے خاندانی تعلقات توڑ لیتا ہے اور اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔ ایسا کرنا شرعی نقطہ نظر سے حرام ہے۔ رسول اکرم (ص) ارشاد فرماتے ہیں. لَا تَقْطَعْ رَحِمَکَ وَ اِنْ قَطَعَکَ. اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی مت کرو خواہ وہ تم سے قطع رحمی کریں۔

امام جعفر صادق (ع) کا ایک فرمان

عبداللہ ابن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا:

اِنَّ لِیْ اِبْنُ عَمٍّ اَصِلُهُ فَیَقْطَعُنِی وَ اَصِلُهُ فَیَقْطَعُنِی حَتّٰی لَقَدْ هَمَمْتُ لِقَطِیْعَةِ اِیَّایَ:

میرا ایک چچا زاد بھائی ہے۔ میں اس سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہوں لیکن وہ مجھ سے قطع رحمی کرتا اور تعلقات توڑنا چاہتا ہے (مولا) میں تو تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلقات توڑنا چاہتا ہے! اب تو میں تنگ آ کر اس رویّہ کی وجہ سے اس سے تعلقات ختم ہی کر لینا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں؟

امام (ع) نے جواب میں فرمایا:

اِنَّکَ اِنْ وَصَلْتَهُ وَقَطَعَکَ وَصَلَکُمَا اللّٰہُ جَمِیعاً وَ اِنْ قَطَعْتَهُ وَقَطَعَکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی (کافی)

Aliwalay.com

(یادرکھو)اگرتم نے اپنے اس رشتہ دار کی قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کی (تو ہوسکتا ہے کہ ایک نہ ایک دن اس پر اثر پڑے اور وہ بھی رشتہ داری کے حق کو ادا کرنے لگے)اس طرح تم دونوں پر رحمت الٰہی ہو اور اگر تم نے بھی اپنے چچازاد بھائی سے قطع تعلق کرلیا تو تم دونوں رحمت الٰہی کے سزاوار قرار پاؤ گے۔

برائی کا بدلہ نیکی

رسول اللہ (ص) فرماتے ہیں:

لَا تَخُنْ مَنْ خَانَکَ فَتَکُوْنَ مِثْلَهُ وَلَا تَقْطَعْ رَحِمَکَ وَ اِنْ قَطَعَکَ (بحارالانوار)

اگر کوئی تمہارے ساتھ خیانت کرے تو تم اسکے ساتھ خیانت مت کرو ورنہ تم بھی اسی کی طرح ہو جاؤ گے۔اسی طرح اپنے رشتہ دار کے ساتھ ترک تعلق مت کرو چاہے وہ تم سے بے تعلقی اختیار کرے۔ایسا کرنے کی صورت میں تم اپنے اسی رشتہ دار کی طرح ہو جاؤ گے جو تم سے قطع تعلق کر رہا ہے۔

اسی طرح رسول اکرم (ص) برائی کے بدلے نیکی کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلَا اَدُلُّکُم عَلیٰ خَیْرِ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃِ؟

کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایسی باتیں بتاؤں جو دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ مفید ہیں؟

قَالُوْا بَلیٰ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

لوگوں نے کہا اللہ کے رسول (ص) ضرور ارشاد فرمائیے۔

قَالَ مَنْ وَّ صَلَ مَنْ قَطَعَهُ وَ اَعْطیٰ مَنْ حَرَمَهُ وَ عَفَا مَنْ ظَلَمَه (کافی)

آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ تین خصلتیں ہیں۔اوّل جو قطع رحمی کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔دوسرے جس نے تمہیں محروم رکھا ہو اسے عطا کرنا،تیسرے جس نے تم پر ظلم وستم کیا ہو اسے معاف کردینا۔

قطع رحمی اور کافر یا مسلمان رشتہ دار

روایات معصوم سے اس بات کی طرف نشاندہی ہوتی ہے کہ رشتہ داری کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔خواہ رشتہ دار شیعہ ہو یا سنی،متقی اور پرہیز گار ہو یا فاسق وفاجر۔یہاں تک کہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر،سب کے حق کو ادا کرنا اور صلہ رحمی کرنا ضروی ہے۔کسی مسلمان رشتہ دار کے کافر ہو جانے سے بھی حق رشتہ ختم نہیں ہو جاتا۔ابن حمید نے امام جعفر صادق (ع) سے سوال کیا:

تَکُوْنُ لِیَ الْقَرَابَةُ عَلیٰ غَیْرِ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ عَلَیَّ حَقٌّ

میرے رشتہ دار میرے مذہب پر نہیں ہیں کیا ان کا مجھ پر کوئی حق ہے یا نہیں؟

قَالَ نَعَمْ حَقُّ الرَّحِمِ لَایَقْطَعُهُ شَیْءٌ وَاِذَا کَانُوْا عَلیٰ اَمْرِکَ کَانَ لَھُمْ حَقَّانِ حَقُ الرَّحِمِ وَحَقُ الاِسْلَامِ (کافی)

حضرت نے جواب میں فرمایا:کیوں نہیں،رشتہ داروں کے حقوق کسی بھی وجہ سے ختم نہیں ہوتے (خواہ رشتہ دار کافر ہی کیوں نہ ہوں)ہاں اگر رشتہ دار مسلمان ہوں تو انہیں دو حق حاصل ہوتے ہیں۔پہلا حق رشتہ داری کی وجہ سے اور دوسرا حق،مسلمان ہونے کی حیثیت سے۔

چھٹے امامؑ کے صحابی داؤد رقی

داؤرقّی کہتے ہیں کہ:

کُنْتُ جَالِساً عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰه(ع)اِذْ قَالَ لِیْ مُبْتَدِءً مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ

میں حضرت امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ (ص) نے خود گفتگو شروع کی اور فرمایا:یَا دَاوُدُ لَقَدْ عُرِضَتُ عَلَیّٰ اَعْمَالُکُم یَوْمَ الْخَمِیْسِ اے داؤد جمعرات کے دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے گئے۔

فَرَاَیْتُ فِیْمَا عُرِضَ عَلَیَّ مِنْ عَمَلِکَ صِلَتَکَ لِاَبْنِ عَمِّکَ فُلَانٍ فَسَرَّنِیْ ذٰلِکَ اِنِّیْ عَلِمْتُ اَنَّ صِلَتَکَ لَهُ اَسْرَعُ فِیْ فَنَاءِ عُمُرِهِ و قَطَعَ اَجَلِهِ:

میں نے جب تمہارے اعمال میں اس صلہ رحمی کو بھی دیکھا جو تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ کی تھی تو مجھے یہ دیکھ کی خوشی ہوئی۔البتہ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری یہ صلہ رحمی (اس کی قطع رحمی کی وجہ سے)اس کی جلد موت کا سبب ثابت ہوگی۔

Aliwalay.com

امام جعفر صادق (ع) کے صحابی داؤد کہتے ہیں کہ: میرا چچازاد بھائی مجھ سے دشمنی رکھتا تھا وہ بہت کمینہ اور ذلیل شخص تھا۔ جب مجھے اس کی تنگ دستی کا علم ہوا تو میں مکہ پہنچا۔ مکہ پہنچ کر میں نے اتنی رقم دے دی تا کہ وہ گذر اوقات کر سکے۔ یہ وہ عمل تھا جو امام (ع) کی خدمت اقدس میں پیش ہوا اور مدینہ پہنچنے پر آپؑ نے مجھے اس کی خبر دی۔

دشمن رشتہ داروں کے ساتھ چھٹے امام (ع) کا سلوک

دشمن اور کافر رشتہ داروں سے بھی تعلقات نہیں توڑنے چاہئیں۔ اس بات کی تائید میں ہمارے آئمہ کی زندگی کے متعدد واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ آئمہ کے بعض ایسے رشتہ دار تھے جو نہ صرف یہ کہ حق سے منحرف ہو چکے تھے بلکہ جانی دشمن ہو گئے تھے۔ اور امام سے دشمنی کفر ہے۔ لیکن پھر بھی امام جعفر صادق (ع) نے وصیت فرمائی کہ ستر دینار حسن افطس کو دے دیئے جائیں۔ حسن افطس امامؑ کا ایسا دشمن رشتہ دار تھا جس نے آپؑ پر تلوار کھینچی تھی۔ دشمن کے ساتھ چھٹے امامؑ کا یہ سلوک رشتہ داری کے حق کی وجہ سے تھا۔

عبداللہ ابن حسن، چھٹے امامؑ کا ایک ایسا رشتہ دار تھا جس نے آپؑ کو بُرا بھلا کہا تھا اور جھگڑا کیا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے اپنے بیٹے محمد کے لئے آپؑ سے بیعت کا مطالبہ تک کیا تھا۔ اس کے باوجود تاریخ میں کہیں بھی یہ نہیں ملتا کہ کسی بھی موقع پر آپ اس کے خلاف کچھ کیا ہو یا ایسی بات کہی ہو جس میں قطع رحمی کا شائبہ تک پایا جاتا ہو۔

عبد اللہ حسنی سے چھٹے امامؑ کی گفتگو

ایک روز عبداللہ جو چھٹے امامؑ کا رشتہ دار تھا چھٹے امامؑ سے مدینہ کی ایک گلی میں ملا۔ اس نے امام جعفر صادق (ع) سے بے جا بحث کی اور آپؑ کے خلاف باتیں بناتا رہا۔ یہ صورت حال دیکھ کر لوگ ارد گرد جمع ہو گئے۔ عبداللہ کی اس قطع رحمی اور الٹی سیدھی باتوں کا جواب امامؑ نے انتہائی اخلاق سے دیا۔ وہ اس طرح کہ امامؑ اس کی ہدایت کرنے کے دوسرے دن اس کے گھر پہنچے اور فرمایا: کل شب میں نے قرآن مجید میں آیت وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآاَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ (اور وہ لوگ جن تعلقات یعنی رشتہ داری اور صلہ رحمی کے قائم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے انہیں قائم رکھتے ہیں) کی تلاوت کی اس سے مجھے انتہائی خوف محسوس ہوا! عبداللہ یہ سُن کر سمجھ گئے کہ امامؑ میری ہدایت فرما رہے ہیں: روتے ہوئے کہا میں نے اس آیت کو بھلا دیا تھا، اس کے بعد امام جعفر صادق (ع) اور عبداللہ ایک دوسرے سے گلے مل گئے۔ (کتاب کافی)

سادات حسنی پر ظلم اور حضرت جعفر صادق (ع) کا رنج و غم

جب منصور دوانقی نے عبداللہ محض اور دوسرے بہت سے حسنی سادات کو قید کر کے کوفے کے زندان میں ڈال دیا تو امام جعفر صادق (ع) کو اس کا انتہائی صدمہ ہوا حالانکہ یہ لوگ امامؑ کے مخالف تھے، رنج و غم کا وہ عالم تھا کہ امام (ع) بیس دن تک بستر سے نہ اٹھ سکے تھے۔ افسوس اور تسلی پر مشتمل ایک طولانی خط لکھ کر زندان کو فہ ارسال فرمایا اور ان کے حالات سے مسلسل آگاہی حاصل کرتے رہتے تھے۔ ان کے قید کر دیئے جانے والے حالات پر وہ اکثر گریہ فرمایا کرتے تھے۔

بعض کافر رشتہ داروں سے صلہ رحمی میں کوئی حرج نہیں

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اسلام میں صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحمی حرام ہے۔ یہاں تک کہ بعض کافر رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ حقیقت میں کافر اور مسلمان اسی طرح فاسق اور متقی رشتہ داروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ کافر کے ساتھ بغض رکھنے کا حکم ملا ہے، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ساتھ صلہ رحمی بھی کی جائے؟ بات صرف یہ ہے کہ صلہ رحمی کا تعلق ایسے حُسن سُلوک اور عمل سے ہے جسے دیکھ کر لوگ کہیں کہ اس نے رشتہ داری کے تعلق کو نہیں توڑا ہے اور کافروں سے بغض رکھنے کا تعلق باطن یعنی دل سے ہوا کرتا ہے۔ یعنی آدمی کو چاہئے کہ وہ عملی طور پر صلہ رحمی کرے لیکن رشتہ دار کے کافر ہونے کی وجہ سے دل میں اس سے بغض اور نفرت بھی رکھے۔

اگر کافر رشتہ داروں کی ظلم میں مدد نہ ہو

البتہ اگر کافر رشتہ دار سے صلہ رحمی اس کے کفر میں پختہ ہو جانے کا سبب بنے، یا کسی فاسق رشتہ دار کے فسق و فجور اور گناہوں میں اضافے کا سبب بنے تو اگر صلہ رحمی نہ کرنے کی صورت میں کفر یا گناہ کے کم ہونے کا احتمال بھی ہو تب قطع رحمی واجب ہے۔ یہ مسئلہ نہی عن المنکر کی رو سے ایسا بن جاتا ہے۔ اگر آدمی صلہ رحمی نہ کرے تب بھی کفر و ظلم اور گناہ و عصیان میں کوئی فرق نہ آتا ہو یا فرق آنے کا احتمال بھی نہ ہو تب صلہ رحمی نہ کرنا حرام ہوگا۔

Aliwalay.com

دشمن دین سے بیزاری

ایک اورصورت میں بھی قطع رحمی واجب ہوجاتی ہے۔یہ وہ صورت ہے جب کافر یا فاسق رشتہ دار دین اسلام سے دشمنی پر تلا ہو۔سورہ مجادلہ میں ارشادخداوندی ہے کہ

لَا تَجِدُ قَوماً یُّومِنُونَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآ دُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآ ئَھُمْ وْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْاِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ(سورہ مجادلہ ۵۹:آیت ۲۲)

یعنی جولوگ خدااورروزآخرت پرایمان رکھتے ہیں تم ان کوخدااوراس کے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے اگرچہ کہ وہ ان کے باپ یا بیٹے کیوں نہ ہوں۔اس آیۃ شریفہ سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر رشتہ دارخدااوررسول (ص)اوردین اسلام کادشمن ہوتواس سے قطع واجب ہےخواہ وہ کتناہی قریبی رشتہ دارکیوں نہ ہو!۔

اگر کھلی دشمنی نہ کرے تو صلہ رحمی واجب ھے

سورہ ممتحنہ میں ارشادہے کہ:

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یقَا تِلُول کُمْ فَیْ الدِّیْنَ وَلَمْ یُخْرِجُرکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّ وْھُمْ وَ تُقْسِطُوْآ اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ.اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الّذِیْنَ قَتَلُوْکُمْ فِي الدِّیْنِ وَ اَخْرَجُوکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَ ظٰھَرُوا عَلٰی اِخْراجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃممتحنہ ۶۰آیت ۸۔۹)

یعنی جولوگ تم سے تمہارادین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑےاورنہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالاان لوگوں کےساتھ احسان کرنے اوران کےساتھ انصاف کرنے سے خداتمہیں منع نہیں کرتا۔بے شک خداانصاف کرنے والوں کودوست رکھتا ہے۔خداتو بس ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتاہے جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اورتم کو تمہارے گھروں سے نکالاکر باہرکیا تمہارے نکالنے میں(اورانکی)مددکی اورجو لوگ ایسوں سے دوستی کرینگے وہ لوگ ظالم ہیں۔ان دوآیتوں سے معلوم ہوتاہے کہ اگر رشتہ دارکھلی دشمنی نہ کرے توصلہ رحمی واجب ہے۔

طولانی سفر کر کے بھی صلہ رحمی کا حکم

اسلام کی مقدس شریعت صلہ رحمی کے سلسلے میں اتنی تاکید کرتی ہے کہ رشتہ داروں سے ملنے کے لئے اگر دوردراز کاسفربھی کرناپڑےتواسے مستحب قراردیتی ہے۔رسولؐ خدا نے حضرت علی(ع)سے فرمایا:

یَا عَلَیُّ سِرْ سَنَتَیْنِ بَرّوَا لِدَیْکَ سِرْ سَنَۃً صِلْ رَحِمَکَ سَرْ مِیلاً عُدْمَرِیْضاً.سِرْ مِیْلَیْنِ شَیِّعُ جَنَازَۃً.سِرْ اَرْبَعَۃَ اَمِیْالاً زُرْاَخاً فِي اللّٰہِ

یعنی اے علی(ع)اپنے والدین سے نیکی کرنے کے لئے اگردوسال کابھی سفرکرناپڑےتوکرو۔اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی خاطر اگرایک سال کابھی کرناپڑےتوکرو۔اگرکسی مریض کی عیادت کے لئے ایک میل بھی سفرکرناپڑےتوکرو۔اگرتشیع جنازہ کیلئے دومیل بھی چلناپڑےتوچلواوراگرمومن بھائیوں سے ملاقات کی خاطرچارمیل دوربھی جاناپڑےتوجاؤ۔(بحارالانوارجلد۱۶:صفحہ۳۰)

گزشتہ روایتوں میں نقل ہوچکا ہے کہ جوشخص اپنے رشتہ داروں سے ملنے کیلئے سفرکرتا ہےایک ایک قدم کے فاصلے پراسے چالیس ہزارنیکیوں کا ثواب ملتاہے،اس کے چالیس ہزارگناہ معاف ہوجاتے ہیں۔اوراس کے درجات میں چالیس ہزاردرجوں کااضافہ ہوجاتا ہے۔

رشتہ داروں کی دوری اور میل جول

مروی ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی(ع)نے اپنے دورحکومت میں اپنے کارندوں کوخط میں کچھ یوں تحریرفرمایاتھا!

مُرُّوالْاَقَارِبَ اَنْ یتَزَاوَرُوْ اوَلَایَتَجَا وَرُوْا

امیرالمومنینؑ سے منسوب اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ رشتہ داروں کوحکم دو کہ وہ آپس میں ملتے رہیں لیکن ایک دوسرے کے پڑوس میں نہ رہیں۔مرحوم نراقی اپنی کتاب معراج السعادۃ میں اس جملے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پڑوس میں رہنابغض وحسداورقطع رحمی کا سبب بنتا ہے۔آج کل اکثرایساہی ہوتا ہے۔لیکن جب رشتہ داردوردوررہتے ہیں توان کی دوستی زیادہ قائم رہتی ہےاورایک دوسرے کی طرف زیادہ مائل رہتے ہیں۔ہاں یہ

Aliwalay.com

ایک فارسی ضرب المثل ہے دوری و دوستی یعنی دوری اور دوستی لازم و ملزوم ہیں۔

روحانی والد سے صلہ رحمی

اہل بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انسان صلاحیت کے اعتبار سے دو پہلو رکھتا ہے۔ایک روحانی پیدائش اور ایک جسمانی پیدائش جس کیلئے انسان کے حقیقی ماں باپ ہوتے ہیں جب کہ روح کو پروان چڑھانے کیلئے روحانیت پیدا کرنے کیلئے اور باقی زندگی۔ بلکہ حقیقی اور آخروی زندگی میں سعادت حاصل کرنے کیلئے کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔استاد روحانی باپ ہوتا ہے۔مسلمانوں کے روحانی والد اپنے اپنے وقت حضرت محمد (ص) اور حضرت علی (ع) ہیں۔ان کی محبت اور فرمانبردافری اور اطاعت کی برکت سے انسان روحانی کمال حاصل کرتا ہے۔یہاں تک کہ خداوندِ تعالےٰ سے مربوط ہوجاتا ہے جو شخص محمد (ص) اور حضرت علی (ع) ہیں ان کی محبت اور فرمانبرداری اور اطاعت کی برکت سے انسان روحانی کمال حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ خداوندتعالیٰ سے مربوط ہوجاتا ہے جو حضرت محمد (ص) اور حضرت علیؑ جیسے روحانی استادوں کی روحانیت کے محکم قلعے میں آجاتا ہے اس کی روحانیت عملی مظاہرے کرنے لگتی ہے اور چھپی ہوئی روحانیت ظاہر ہوجاتی ہے۔علوم و معارف کے دروازے اس پر کُھل جاتے ہیں۔حکمت اور حقیقت کے چشمے اس کے قلب میں جاری ہوجاتے ہیں۔وہ ایک پاک و طیب اور انسانیت بھری زندگی پالیتا ہے۔اگر یہ بزرگ اور مقدس ہستیاں نہ ہوتیں تو انسان کی روح حیوانیت اور حیوانی زندگی سے آگے نہیں بڑھ پاتی۔اور انسانیت پروان نہ چڑھ پاتی۔

بعثت رسول (ص) عظیم ترین نعمت

جب تک انسان ان پاکیزہ ہستیوں کا روحانی فرزند نہ بنے اور ان کی محبت و ولایت جیسی نعمت سے بہرہ مند نہ ہو اس وقت تک روح کا کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُوْمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْعَلَیْھِمْ آیَا تِہٖ وَ یُعَلِّمُھُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ

(سورہ آل عمران ۳: آیت ۱۶۴)

یعنی: خدانے تو ایمان داروں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے واسطے انہیں کی قوم کا ایک رسولؐ بھیجا جو انہیں خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کی (طبیعت) کو پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب (خدا) اور عقل کی باتیں سکھاتا ہے۔اگر چہ وہ پہلے کُھلی ہوئی گمراہی میں پڑے تھے۔

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول (ص) کا بھیجا جانا ایک اتنی بڑی نعمت ہے کہ خداوند تعالے خود مومنین پر اس کی منت رکھ رہا ہے۔پس رسول خدا (ص) جیسے روحانی باپ کا بھیجا جانا خدا کا مومنین پر بہت بڑا احسان ہے۔

ولایت اہل بیت ؑ اور دنیاوی نعمتیں

یونس ابنِ عبدُ الرَّحمان نے حضرت امام جعفر صادق (ع) سے عرض کیا کہ: آپؑ اہل بیت کی ولایت و محبت کو خداوندِ تعالےٰ نے آپؑ کا ہم پر حق قرار دیا ہے۔میرے نزدیک یہ نعمت (اہلِ بیتؑ کی محبت) دنیا اور دنیا میں موجود (تمام چیزوں سے بہتر ہے۔امامؑ نے سنکر ناراض ہوتے ہوئے فرمایا:

قِسْتَنَا بِغَیْرِ قِیَاسٍ مَا الدُّ نْیَا وَ مَا فِیھَا؟ ھَلْ ھِیَ اِلَّا سَدُّ فَوْرَۃٍ اَوْ سَتْرُ عُوْرَۃٍ؟ وَ اَنت لَکَ بِمَحَّبَتِنَا الْحَیٰوۃِ الدَّائِمَۃ

یعنی تم نے غلط قیاس کیا ہے دنیا اور دنیا میں موجود ہر چیز کیا ہے؟ کچھ وقتی کھانے پینے اور کچھ پہننے کے سوا کیا ہے؟ اور تم اس کا مقابلہ ہماری محبت سے کررہے ہو جو کہ ایک دائمی و لامتناہی حیات ہے۔ (سفینۃ البحار جلد ۲: صفحہ ۶۹۱)

حقوق والدین کے موضوع میں مختصر طور پر ذکر ہوا کہ روحانی باپ سے بھی انسان عاق ہوجاتا ہے۔جو شخص اپنے روحانی باپ کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کرے وہ خود بخود اپنے روحانی باپ کی جانب سے عاق ہوجاتا ہے۔البتہ روحانی باپ کا حق ادا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔پس عام انسان یہی کرسکتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں کو حتی الامکان حق ادا کرنے کی کوشش کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی عاجزی اور بے بضاعتی کا بھی اعتراف کرے۔

روحانی رشتہ دار کون ہیں؟

پس روحانی رشتہ داروں کے ساتھ بھی صلہ رحمی واجب ہے۔جس طرح جسمانی والدین اور دیگر رشتہ داروں سے قطع رحمی حرام ہے اسی طرح

روحانی والد سے بھی قطع رحم حرام ہے۔ روحانی شخصیتوں کو روحانی رشتہ دار کہا جاتا ہے۔ ان سب کا ہم مومنین پر بہت حق ہے۔ ان روحانی رشتہ داروں میں سر فہرست تو خود روحانی باپ (پیغمبرؐ یا امامؑ) ہوتا ہے اور دیگر روحانی رشتہ داروں کی دو قسمیں ہیں ایک ان روحانی شخصیتوں کی جسمانی اولاد کا سلسلہ ہے۔ یعنی سلسلہ سادات ہے اور روحانی رشتہ داروں کی دوسری قسم مومنین اور شیعہ حضرات ہیں یہ سب روحانی شخصیتوں کے روحانی فرزند ہیں اور اسی رشتے سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤمِنُوْنَ اِخْوۃٌ (سورہ حُجرات ۴۹: آیت ۱۰) یعنی تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ظاہر ہے ان سب کا سلسلہ کسی نہ کسی روحانی باپ سے ملتا ہے۔

سادات کے حقوق

علّامہ حلّی نے اپنی کتاب قواعد الاحکام اپنے فرزند فخر المحققین کیلئے تالیف فرمائی تھی۔ اپنی اس کتاب کے آخر میں وہ اپنے بیٹے کونصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تیرا فریضہ سادات کی پاک نسل کے ساتھ صلہ رحمی بھی ہونا چاہیے۔ خداوند تعالیٰ نے اس امر پر اتنی تاکید فرمائی ہے کہ سادات کی دوستی کو اجر رسالت یعنی رسول اللہ (ص) کی تبلیغ کا اجر قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ

یعنی (اے رسول (ص)) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہل بیتؑ) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ اور رسول خدا (ص) نے فرمایا: (سورہ شوریٰ ۴۲: آیت ۲۳)

اِنِّی شَافِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِاَرْبَعَۃِ اَصْنَافٍ

میں چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

وَلَوْجَاءُوا بِذُنُوبِ اَهْلِ الدُّنْیَا،

اگر چہ کہ وہ تمام دنیا والوں کے گناہ اپنے ساتھ لے آئیں۔

رَجُلٌ نَصَرَ ذُرِّیَّتِی

(۱) ایسا شخص جس نے میری ذریت اور نسل کی مدد کی۔

رُجُلٌ بَذَلَ مَالَهُ لِذُرِّیَّتِی عِنْدَ الْمَضِیْقِ

(۲) اور ایسا شخص کہ جس نے میری نسل پر اس وقت اپنا مال صرف کیا جب ان کو تنگی تھی۔

وَرَجُلٌ اَحَبَّ ذُرِّیَّتِی بِاللِّسَانِ وَ الْقَلْبِ

(۳) اور ایسا شخص جس نے زبان اور دل سے میری نسل کے ساتھ محبت کی۔

وَ رَجُلٌ سَعیٰ فِی حَوائِجِ ذُرِّیَّتِی اِذَا طُرِدُوْا اَوْ شُرِرُوْا

(۴) اور ایسا شخص جس نے میری ذریت کی حاجتوں کا اس وقت خیال رکھا جب وہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار تھے یا بے گھر ہو گئے تھے۔

کیا پیغمبرؐ پر کسی کا کوئی حق ہے؟

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ نَادیٰ مُنَادٍ اَیُّهَا الْخَلَائِقُ اَنْصِتُوْا فَاِنَّ مُحَمَّداً یُکَلِّمُکُمْ

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو! خاموشی اختیار کرو۔ اس لئے کہ محمد (ص) تم سے کچھ کہنے والے ہیں

فَیَقُوْمُ النَّبِیُّ فَیَقُوْلُ: یَا مَعَاشِرَ الْخَلَائِقِ مَنْ کَانَتْ لَهُ عِنْدِیْ یَدٌ اَوْ مِنَّۃٌ اَوْمَعْرُوْفٌ فَلْیَقُمْ حَتّٰی اُکَافِیَهُ

یعنی پھر نبی (ص) کھڑے ہوں گے اور فرمائیں گے: اے لوگو جس شخص کا کوئی حق، کوئی احسان، یا کوئی کار خیر میری گردن پر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے میں اس کا بدلہ دلاؤں گا۔

فَیَقُوْلُوْنَ بِآبَآئِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا اَیُّ یَدٍ وَّ اَیُّ مِنَّۃٍ وَّ اَیُّ مَعْرُوْفٍ لَّنَا؟ بَلِ الْیَدُوَالْمِنَّۃُ وَ الْمَعْرُوْفُ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ عَلیٰ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ

Aliwalay.com

یعنی وہ لوگ کہیں گے: ہمارے ماں باپ آپ (ص) پر قربان ہمارا کیسا حق کیسا احسان، اور کیسا کارِ خیر بلکہ حق، احسان اور کارِ خیر تو خدا اور اس کے رسول (ص) کا تمام مخلوق پر ہے۔

سادات کی خدمت اور بہشت میں اعلٰی مقام

فَیَقُوْلُ بَلْ مَنْ آوٰی اَحداًمِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ اَ وْ بَرَّ هُمْ اَوْکَسَا هُمْ مِنْ عُرًی اَوْ اَشْبَعَ جا ئِعَهُمْ فَلْیَقُمْ حَتّٰی اُکَافِیَه

یعنی آنحضرت (ص) پھر فرمائیں گے! نہیں بلکہ حق ہے۔ جس شخص نے ٹھکانا اور سہارا فراہم کیا ہو میرے اہلِ بیتؑ میں سے کسی کو بھی، یا ان کے ساتھ نیکی کی ہو، یا ضرورت کے وقت ان کو لباس فراہم کیا ہو یا بھوک میں ان کو کھانا کھلایا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تاکہ میں اس کا بدلہ دلاؤں۔

فَیَقُوْمُ اَنَاسٌ قَدْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ:

پس کچھ لوگ کھڑا ہوں گے جنہوں نے ایسے کام کئے تھے۔

فَیَاتِی النِّدَاءُ مِنْ عِنْدِ اللّٰه

پس خدا کی جانب سے آواز آئے گی۔ یا مُحَمَّدُ (ص)

یَا حَبِیْبِیْ قَدْ جَعَلْتُ مَکَافَاتِهِمْ اِلَیْکَ فَاُسْکِنْهُمْ مِنْ الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْتَ

اے محمد (ص) اے میرے حبیب (ص)! میں نے تمہارا خیال کرتے ہوئے ان کی نیکی کا بدلہ مقرر کر دیا ہے۔ پس میں انہیں جنت میں ایسی جگہ دوں گا جیسی تم چاہو گے۔

فَیُسْکِنُهُمْ فِی الْوَ سَیْلَةِ حَیْثُ لَا یَحْجَبُوْنَ عَنْ مُحَمَّدٍ (ص) وَاَهْلِ بَیْتِه

پس خدا ان کو آنحضرت (ص) کے ہمسائے میں اس طرح جگہ دے گا کہ محمد (ص) و آلِ محمد ؑ اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوگا۔

برادرانِ ایمانی کے حقوق

مومنین اور برادرانِ ایمانی کے حقوق سے متعلق کئی روایات موجود ہیں۔ ہم ان میں سے بعض پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

مُعَلّٰی بن خُنَیس نے امام جعفر صادق (ع) سے سوال کیا کہ مومن بھائیوں کے حقوق کیا ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: مومن کے سات حقوق واجب ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے ایک حق ادا نہ کرے تو بھی وہ خدا کی اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور پروردگار کی جانب سے اسے کچھ نہیں ملتا۔ معلّٰی نے عرض کیا کہ وہ سات حقوق کیا ہیں؟ فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان کو یاد تو کر لو مگر ان پر عمل نہ کرو معلّٰی نے کہا:

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

(انشاءاللہ ایسا نہیں ہوگا) امام جعفر صادق (ع) نے پھر فرمایا:

اَیْسَرُ حَقٍّ مِّنْهَا اَنْ تُحِبَّ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَهَ لَهُ مَا تَکْرَهُ لِنَفْسِکَ

(کتاب کافی)

اُن میں سے سب سے آسان حق یہ ہے کہ تم مومن بھائی کیلئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور وہی چیز ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

امام (ع) نے باقی چھ حقوق کچھ یوں فرمائے:

(۲) دوسرا حق یہ ہے کہ تم اس کو غصّہ دلانے سے پرہیز کرو، اس کی مرضی حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کی بات مان لیا کرو۔

(۳) تیسرا حق یہ ہے کہ تم اس کی جان و مال سے، زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے مدد کرو۔

(۴) چوتھا حق یہ ہے کہ تم اس کی رہنمائی کرو اور اس کو ایسی باتیں بتاؤ جن میں اس کی بہتری ہو۔

(۵) پانچواں حق یہ ہے کہ اس وقت تک سیر ہو کر نہ کھاؤ جب تک کہ تمہارا مومن بھائی بھوکا ہو، اس وقت تک سیراب نہ ہو جب تک کہ وہ پیاسا ہو۔ اور اس وقت تک ڈھنگ کا لباس نہ پہنو جب تک کہ وہ لباس سے محروم ہو۔

(۶) چھٹا حق یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی خادم ہے تو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اور اس کا کام بھی کر دینے کے لئے بھیج دیا کرو۔

Aliwalay.com

(۷) اور مومن بھائی کا ساتواں حق یہ ہے کہ اگر وہ قسم کھائے تو اس کی بات درست سمجھو، اگر وہ دعوت دے تو قبول کر لو۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ، اور اگر تم کو اس کی کوئی ضرورت معلوم ہو جائے تو اس کے کہنے سے پہلے اسے پورا کر دو۔

آئمہ ؑ کے ساتھ صلہ رحمی

حضرت امام علی رضا (ع) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَقْدِرْ اَنْ یَّزُوْرَنَا فَلْیَزُرْ مَوَالِیَنَا یُکْتَبُ لَہٗ ثَوَابُ زِیَارَتِنَا

یعنی جو شخص ہماری زیارت نہ کر سکے تو وہ ہمارے چاہنے والے نیک دوستوں کی زیارت کر لے۔ اسے ہماری زیادت کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

وَمَنْ لَّمْ یَقْدِرْ عَلیٰ صِلَتِنَا فَلْیَصِلْ صَالِحِی مَوَالِیْنَا یُکْتِبُ لَہٗ ثَوَابُ صَلَتِنَا

اور جو شخص ہم سے صلہ رحمی کر لینا چاہے اور نہ کر سکے تو اسے بھی ہمارے ماننے والے صالح دوستدار کیساتھ صلہ رحمی کر لینا چاہیے۔ اسے ہمارے ساتھ صلہ رحمی کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔

مومن بھائی کی عزت اور اس کا احترام، پدر روحانی (آئمہ معصومین ؑ) کا احترام ہے۔ اسی طرح مومن بھائی کی بے عزتی اور توہین پدر روحانی (آئمہ معصومین ؑ) کی توہین ہے۔

یہی وجہ ہے برادر مومن کی عزت یا بے عزتی کرنے کے گہرے اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ بحث طولانی ہو جائے گی لہذا ہم اس تفصیلی بحث سے اجتناب کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم ہم سب کو صلہ رحمی کرنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

یتیم کا مال کھانا

گناہانِ کبیرہ میں سے آٹھواں گناہ یتیم کا مال کھانا ہے۔ یتیم سے مراد وہ بچہ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو اور اس کا باپ مر گیا ہو۔

حضرت محمد (ص) امیر المومنین حضرت علی (ع) حضرت موسیٰ کاظم (ع) اور حضرت محمد تقی - یتیم کا مال کھانے کو گناہ کبیرہ قرار دیتے ہیں۔ یہ ایسا گناہ ہے جس کے انجام دینے والے کو خدا نے آتش جہنم کا مستحق قرار دیا ہے۔ بلکہ خداوندِ عالم نے اس کے گناہ کبیرہ ہونے اور اس پر عذاب جہنم دیئے جانے کا اعلان کچھ یوں کیا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْماً اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِی بُطُوْنِھِمْ نَاراً وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیراً (سورہ نساء۴: آیت نمبر ۱۰)

جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھا جایا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہوں گے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ روز قیامت یتیم کا مال کھانے والا اس حالت میں محشور ہوگا کہ اس کے منہ، ناک، کان اور آنکھ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں یتیم کا مال کھایا کرتا تھا۔ آیت میں سَیَصْلَوْنَ سَعِیراً عنقریب واصل جہنم ہوں گے سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم کا مال ناحق کھا لینا ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے آتش جہنم میں جلایا جائے گا۔ خواہ اس نے کوئی اور گناہ نہ کیا ہو۔ اور بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ شمار کیا گیا ہے۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

وَاٰتُوْ الْیَتٰمٰی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوْ الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ

وَ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْباً کَبِیْراً.

Aliwalay.com

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز (مالِ حرام) کو بھلی چیز (مالِ حلال) کے بدلے میں نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

خداوند تبارک وتعالٰے اس بات کی وضاحت فرمارہا ہے۔کہ اگر تم یتیموں کے سرپرست ولی یا وصی قرار پائے ہو تو جب تک یہ یتیم کم سن اور نابالغ ہیں، مال ان پر خرچ کیا جائے اور ان پر تنگی نہ کی جائے۔ پھر جب یہ بالغ ہو جائیں تو تمام مال ان کو دے دیا جائے۔ اللہ تعالٰی نے ہم پر یہ واضح کر دیا کہ کہیں تم پاک چیز کے بدلے نجس چیز کو مت لینا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے پاک اور حلال مال کو خرچ کرنے کے بجائے تم اس یتیموں کا مال شامل کر کے اسے اپنے لئے نجس اور حرام بنالو۔ مختصر یہ کہ یتیم کے مال میں ہر اس تصرف سے منع کیا گیا ہے جس سے اسے نقصان پہنچے۔ اس کے قیمتی مال کی جگہ اپنا گھٹیا بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ اسی سورہ نساء کی نویں آیت میں ارشاد ہوا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْتَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

اور ان لوگوں کو ڈرنا (اور خیال کرنا) چاہئے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد (ننھے ننھے) ناتواں بچے چھوڑ جاتے تو ان پر (کسی قدر) ترس آتا۔ اس لئے ان کو (یتیم) اور غریب بچوں پر سختی کرنے کے سلسلے میں) خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیے۔ تفسیر المیز ان میں ہے کہ جو شخص بھی یتیموں کے مال میں خیانت کرے گا اور ان پر ظلم کرے گا تو یہی اس کی اولاد کے ساتھ بھی ہوگا۔ یہ ایک ایسی حیرت انگیز حقیقت ہے جس پر سے قرآن نے پردہ ہٹایا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی ایسی متعدد آیتیں ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ انسان کے اچھے اور برے اعمال کا اثر اس دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور انسان اپنے اعمال کے نتائج کو دیکھ لیتا ہے۔ مختصراً یہ کہ اچھے اور برے عمل کر ردِ عمل ہوا کرتا ہے اور عمل کرنے والے کو اس کا ردِ عمل (نتیجہ یا عکس کار دالعمل) برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سورہ نساء کی اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا ردالعمل اور اس کی بازگشت فقط عمل کرنے والے تک محدود نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اس کے اثرات اس کی اولاد پر بھی پڑیں۔

اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ اچھا یا برا عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اسے اپنے لئے بھی پسند کرتا ہے کیونکہ دوسرے لوگ بھی تو آخر اس کی طرح انسان ہیں۔ مسئلہ کسی فرد یا ذات کے ساتھ سلوک کرنے کا نہیں بلکہ انسانیت کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے ساتھ نیکی کی ہے تو گویا وہی نیکی اس نے اپنے لئے پسند کی ہے۔ اس نے نیکی کر کے ایک ایسی دعا کی ہے جو کبھی رد نہیں ہوگی بلکہ ضرور قبول کی جائے گی اور اگر کسی نے دوسرے کے ساتھ بُرائی کی ہے تو گویا وہی برائی اس نے اپنے لئے پسند کی ہے۔ بالکل اسی طرح جو کچھ بھی اچھائی یا برائی وہ دوسروں کے یتیم بچوں کے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی کچھ درحقیقت اس نے اپنے بچوں کیلئے بھی پسند کیا ہے۔

ایک ہی خاندان کے خونی رشتہ دار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب میں ایک ہی خون گردش کر رہا ہے۔ اگر کسی حصے میں کوئی جگہ خالی ہوگی تو خون وہاں پہنچنے لگے گا اسی طرح اگر کسی حصہ میں کوئی چیز رکھی جائے گی تو اس کا اثر بھی جسم کے تمام حصّوں پر پڑے گا۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو کچھ بھی انسان کسی کے ساتھ کرتا ہے یا کسی کے بچوں اور خاندان کے ساتھ کرتا ہے اس کا ردِ عمل اس پر اس کے بچوں اور خاندان پر ہوتا ہے یا اور ہے کہ اس کے کسی اچھے عمل کی وجہ سے جو اس نے اس دنیا میں انجام دیا ہو۔ خدا اس کے بعض بُرے اعمال کو نظر انداز کر دے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

(سورہ شوریٰ ۴۲: آیت ۳۰)

اور جو مصیبت تم پر پڑی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں پڑتی ہے۔ اور (اس کے باوجود) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ یتیموں پر ظلم نہ کریں۔ یتیموں کے بارے میں خوفِ خدا ہمارے دلوں میں ہونا چاہیے۔ ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسے بھی اپنے بچوں کا خیال ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس کے مرنے کے بعد کوئی ان پر ظلم وستم نہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسرے یتیم بچوں کا خیال رکھے۔ دامن تقویٰ سے وابستہ رہے۔ یتیموں پر ظلم کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔ کیونکہ دوسرے تیتم بچوں پر ظلم کرنے کا مطلب خود اس کے اپنے بچوں پر ظلم ہے۔ جو کچھ بھی دوسرے یتیم بچوں پر کرے گا اور ان کے حقوق کو جس طرح سے پامال کرے گا وہی کچھ اس کے یتیم بچوں اور پسماندگان پر بھی کیا جائے گا۔

سورہ نساء کی اس آیت میں واضح طور پر یتیم کا مال کھانے اور ان کے حقوق کو سلب کر لینے کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے خوفناک انجام کو بیان کیا گیا ہے۔

Aliwalay.com

مال یتیم کھانے کا بدلہ اسی دنیا میں

امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ پروردگار عالم نے یتیم کا مال کھانے کی دو سزائیں رکھی ہیں۔

اَمّا اَحَدُ هُما فعقُوبَةُ الاٰخِرةِ النَّارُ

پہلی سزا آخرت میں دی جانے والی سزا ہے اور وہ آتش جہنم ہے

وَاَمّا عُقُوبَةُ الدُّنْیا فهُو قَوْلَه عَزّوَجلَّ: وَلیَخشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰافاً خَافُوا عَلَیْهِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰه وَلْیَقُولُوا قَوْلاً سَدِیداً

دوسری سزا دنیا میں دی جانے والی سزا۔ جس کی طرف قرآن مجید نے کچھ یوں نشاندہی کی ہے: اوران لوگوں کو ڈرنا (اور خیال کرنا) چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے بعد (ننھے ننھے) ناتواں بچے چھوڑ جائے تو ان پر (کس قدر) ترس آتا ہے۔ اس لئے ان کو (یتیم اور غریب بچوں پر) سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیے۔ یتیموں کے اوصیاء کو حکم دیا گیا ہے وہ یتیموں کے معاملے میں محتاط رہیں اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا اپنے بچوں کیلئے چاہتے ہوں۔

پروردگار عالم نے اس کے بعد یہ بھی حکم دیا کہ:

فَلْیَتَّقُوْا اللّٰه وَیقُوْلُوا قَوْلاً سَدِیْدًا

پس ان کو یتیم اور غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیے۔

یعنی یتیموں کے ساتھ بھی اپنی اولاد کی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے اور ان سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرنی چاہیے۔

جو کچھ قرآن مجید کی اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہی حضرت امیر المومنین (ع) امام جعفر صادق (ع) اور امام علی رضا (ع) سے بھی مروی ہے اور دوسری تفاسیر میں بھی یہی کچھ لکھا ہے۔

حضرت علی (ع) فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ آ کِلَ مَالِ الْیَتِمِ سَیُدْرِکُهُ وَبَالَ ذٰلِکَ فِی عَقِبِه وَ یَلحَقُهُ وَبَالُ ذٰلِکَ فِی الاٰخِرَةِ (بحارالانوار)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یتیم کا مال کھانے والے کی اولاد کو اسی دنیا میں اس کا بدلہ جلد ہی مل کر رہے تا۔ اور خود اسے آخرت میں سزا ملے گی۔

حضرت علی (ع) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

اَحْسِنُوافِی عَقِبِ غَیْرِکُمْ تُحْسِنُوْا فِیْ عَقِبِکُمْ

دوسروں کی اولاد کے ساتھ نیکی کرو تا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ (تمہارے مرنے کے بعد) نیکی کی جائے۔

ان روایات کی روشنی میں یہ معلوم ہوکہ یتیموں پر جو بھی ظلم کرے گا یا ان کا مال کھائے گا تو اس کے نتیجے میں اس ظلم کرنے والے کی اولاد پر بھی ظلم ہو گا۔ اب جو شخص بھی یہ چاہتا ہو کہ اس کی اولاد پر اس کے مرنے کے بعد ظلم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے یتیم بچوں پر ظلم وستم نہ کرے۔

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

مَنْ ظَلَمَ سَلَّطَ اللّٰه عَلَیْهِ مَنْ یَظْلَمُهُ اَوْ عَلیٰ عَقِبِهِ اَوْ عَلیٰ عَقِبِ عَقِبِهِ (کتاب کافی)

جو شخص بھی ظلم کرے گا تو خداوند عالم اس پر یا اس کی اولاد پر یا اس اولاد پر ایک ظلم کرنے والا مسلّط کردے گا۔

یہ عدل الٰهی کے خلاف نہیں ہے

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ظلم تو کسی اور نے کیا یتیم کے مال کو کسی اور نے کھایا ہے۔ آخر ان بچوں کا کیا قصور ہے! انہیں کس جرم کی سزا دی جارہی ہے! ان بچوں کا تو کوئی جرم نہیں ہے۔ کیا یہ عدل الٰہی کے خلاف نہیں؟

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ ظلم کرنے والے کی اولاد پر خدا نے جو ظالم مسلّط کرنے کا حکم دیا ہے اس سے مُراد یہ نہیں ہے کہ خدا ظلم کرنے والے کی اولاد پر اپنی طرف سے ایک ظالم مسلّط کردے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اس کی اولاد پر ظلم کرے گا تو خداوندِ عالم اس کی اولاد کو نہیں بچائے گا۔ اس کی اولاد کو ظلم سے بچانا ایک فضل وکرم الٰہی ہے۔ احسان پروردگار ہے۔ یہ فضل وکرم اور احسان اس وجہ سے اس کی اولاد کے ساتھ نہیں کیا

Aliwalay.com

جارہا کہ باپ نے یتیموں پرظلم وستم کیا ہے۔ باپ نے اس فضل واحسان کو پسند نہیں کیا۔

حضرت امام جعفرصادق (ع) فرماتے ہیں کہ اگر باپ نیک ہوتو خداوند عالم اس کی اولاد کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِوَکَانَ تَحتہ۔ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحاً فَاَرَادَرَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآاَشُدَّ ھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنزَ ھُمَا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ

(سورہ کہف ۱۸ آیت ۸۲)

اوروہ دیوار (جیسے حضرت خضر (ع) نے تعمیر کی) شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اوراس کے نیچے انہیں دولڑکوں کا خزانہ (گڑا ہوا) تھا اور (چونکہ) ان لڑکوں کا باپ نیک آدمی تھا تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں تو تمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ فضل وکرم پروردگار عالم کی جانب سے اس لئے تھا کہ ان بچوں کے والد نیک اورصالح تھے۔ معلوم ہوا کہ باپ کے نیک ہونے کی وجہ سے پرودگار عالم اس کے بچوں پر فضل وکرم کیا گیا ہے۔ اسی طرح باپ اگرظالم ہوتو یہی چیز پروردگار عالم کے فضل وکرم کوروکنے کا سبب بن جایا کرتی ہے۔

مال یتیم کھانے کی احادیث میں مذمت

عمر بن زرارہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفرصادق (ع) سے گناہان کبیرہ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

مِنْھَا اَکْلُ مَالِ الْیَتِیمِ ظُلْماً (بحار الانوار)

گناہان کبیرہ میں سے ایک گناہ یتیم کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانا ہے۔

اورامام محمد باقر (ع) اپنے جد بزرگوررسول خدا (ص) سے نقل فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ یُبْعَثُ نَاسٌ عَنْ قُبُوْرِ ھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تاجُجُ اَفْوَاھُھُمْ ناراً

رسولؐ اللہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی قبروں سے اس حالت میں نکلیں گے کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔

فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ مَنْ ھٰؤُلَاءِ؟

لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ وہ کون ہوں گے

قَالَ (ص) اَلَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامیٰ ظُلْماً (بحار الانوار)

آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے کھانے والے لوگ ہوں گے۔

امام علی رضا (ع) سے سوال کیا گیا:

کَمْ اَدْنیٰ مَا یُدْخَلُ بِہ النَّارَمِنْ اَکْلِ مَالِ الْیَتِمِ؟

وہ کم سے کم یتیم کا مال کتنا ہے جس کے کھانے کی وجہ سے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا؟

قَالَ کَثِیْرُہ وَقَلِیْلُہ وَاحِدٌ اذَا کَانَ مِنْ نِیَّتِہِ اَنْ لَّا یَرُدَّہ،

آپ نے فرمایا کہ جب یتیم کا مال واپس لوٹانے کی نیت کے بغیر کھالے تو کم اورزیادہ میں کوئی فرق نہیں۔

رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

لَمَّا اَسْرٰی بِیْ اِلَی السَّمَآءِ رَاَیْتُ قَوماً یَقْذِفُ اَجْوَافِھِمُ النَّارُ وَتَخرُجُ مِنْ اَدْبَارِھِم

شب معراج جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جنکے شکم میں آگ ڈال رہے ہیں! اوران کے پاخانے کے مقام سے آگ نکل رہی ہے

!فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرَئیلؑ ؟

پس میں نے جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟

فَقَالَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامیٰ ظُلْماً (وسائل الشیعہ، کتاب التجارۃ باب ۹۹)

توجبرائیل (ع) نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیم کا مال ظلم وستم کرکے کھایا کرتے تھے۔

Aliwalay.com

قرض دینے والے کی موت اور اس کے کم سن بچے

اگر کسی شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں۔ اب اگر وہ اپنے اس قرض کی وصولی کا انتظام نہ کرے اور اس دنیا سے کوچ کر جائے تو ایسا مقروض شخص بھی یتیم کا مال کھانے والا شمار کیا جائے گا۔ البتہ جتنا حصہ یتیم بچوں کا اس مال میں ہوتا ہے اسی کی نسبت ظالم قرار پائے گا۔ کیونکہ باپ کے مرنے کے بعد اس کا مال اس کے بچوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

امیر المومنین (ع) کی آنکھ میں شدید درد

حضرت علیؑ ابن ابی طالب (ع) کو آنکھوں کا درد لاحق ہوا۔ درد اتنا شدید تھا کہ آپؑ کی آہیں بلند ہو رہی تھیں! رسول اللہ (ص) عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: یہ آہ وزاری بے صبری کی وجہ سے ہے یا شدید درد کی وجہ سے ہے؟ امیر المومنین (ع) نے جواب دیا: مجھے کبھی اتنا شدید درد نہیں ہوا۔ رسول اللہ (ص) نے ایک ایسی خوفناک حدیث بیان فرمائی کہ امیر المومنینؑ (ع) اپنی آنکھوں کی تکلیف بھول گئے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

ایک خوفناک حدیث

رسول اللہ (ص) فرماتے ہیں:

یَا عَلِیّ اَنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ اِذَا نَزَلَ لِقَبْضِ رُوْحِ الْکَافِرِ مَعَهُ سَفُوْدٌ مِّنْ نَّارٍ فَیَنْزِعُ رُوْحَهُ بِهٖ فَتَصِیْحُ جَهَنَّمُ .

اے علیؑ جب ملک الموت (عزرائیلؑ) کافر کی روح نکالنے کے لئے آئے گا تو اس کے پاس آگ کا گُرز ہوگا اور اسی سے وہ اس کی روح سختی کے ساتھ نکالے گا۔ پس جہنّم (یہ دیکھ کر) زور سے چیخے گی! (تاکہ اسے جلدی سے لے لے)۔

فَاسْتَوٰی عَلِیٌّ جَالِساً

یہ سنکر علیؑ سیدھے بیٹھ گئے۔

فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَعِدْ عَلَیَّ حَدِیْثَکَ فَقَدْ اَنْسانِیْ وَجْعِیْ مَا قُلْتَ

اور آپؑ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول (ص) اس حدیث کو مجھے دوبارہ سنایئے۔ آپؐ کی یہ بات سنکر تو اپنا درد بھول گیا ہوں!

ثُمَّ قَالَ هَلْ یُصِیْبُ ذٰلِکَ اَحَداً مِّنْ اُمَّتِکَ؟

پھر حضرت علی (ع) نے دریافت فرمایا کہ کیا اس طرح سختی سے آپ (ص) کی اُمّت میں سے بھی کسی کی روح نکالی جائے گی اور اس پر ایسا عذاب ہوگا؟

قَالَ نَعَمْ حَاکِمٌ جَائِرٌ وَآکِلُ مَالِ الْیَتِیْمِ ظُلْماً وَشَاهِدُزُوْر

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہاں! مسلمان میں سے تین گروہ ایسے ہیں جن کی روح اس طرح سختی سے نکالی جائیگی۔ پہلا گروہ ظالم حکمرانوں کا ہے، دوسرا یتیم کا مال ناحق کھانے والوں کا اور تیسرا جھوٹی گواہی دینے والوں کا ہے۔

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک

جس طرح یتیموں پر ظلم وستم کرنے کے سبب دنیا اور آخرت میں سخت سزائیں ہیں اسی طرح یتیموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے ساتھ احسان کا دنیا وآخرت میں بڑا اجر ہے۔ خاص طور پر یتیموں کی حفاظت ان کی کفالت کے بارے میں بہت سے احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

مَنْ کَفَلَ یَتِیْماً اَوْجَبَ اللّٰہ لَهُ الْجَنَّةَ کَمَا اَوْجَبَ جَهَنَّمَ عَلیٰ آکِلِ مَالِه

جو شخص یتیم کی کفالت کرے خدا اس پر جنت واجب کر دیتا ہے جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے۔

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِمِمِ فِیْ الْجَنَّةِ اِذَا لَقِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَ الْوسْطٰی

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، جنت میں پروردگار عالم کے حضور ایک ساتھ ہوں گے۔ جسطرح یہ دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔ اور آپ

(ص) نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ مجھ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے میں کوئی جدائی اور پردہ حائل نہیں ہوگا اور ہم دونوں جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آپکا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

لَا یَلِیْ اَحَدُ کُمْ یَتِیماً فَیُحْسِنُ وَلَا یَتَهُ وَوَضَعَ یَدَهُ عَلٰی رَاسِهِ اَلّا کَتَبَ اللّٰه بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَ مَحٰی عَنْهُ بِکُلِّ شَعْرِةٍ سَیَّةً وَرَفَعَ لَهُ بِکُلِّ شَعْرٍ دَرَجَةً

تم میں سے جو شخص بھی یتیم کا سرپرست بنے اور وہ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اس کے کاموں کو اچھی طرح انجام دے۔ اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے تو خداوند عالم لازمی طور پر اس کے سر کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ سر کے بالوں کی تعداد کے برابر اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور سر کے بالوں کی تعداد کے برابر اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ (ص) ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ اذا بکی الیتیم اھتز بکآءَ العرش۔ جب کوئی یتیم روتا ہے تو اس کے گریہ کے سبب عرش الٰہی لرز اٹھتا ہے۔

فیقول اللّٰه تعالی یا ملائکتی ھذا ایتیم الذی غیب اَبُوْہ فی التراب!

پس پروردگار عالم یہ ارشاد فرماتا ہے کہ ملائکہ! یہ وہی یتیم رو رہا ہے جس کا باپ زمین میں دفن کیا جا چکا ہے!

فیقول الملئکة !انت اعلم؟

ملائکہ جواب دیں گے پروردگار! تو خوب جانتا ہے۔

فیقول اللّٰه تعالی یا ملائکتی انی اشھد کم ان لمن اسکته و ارضاه ان ارضییه یوم القیٰمة .

پھر اللہ تعالیٰ کہے گا کہ اے ملائکہ! تم گواہ رہنا کہ جو بھی اس یتیم کو چپ کرائے گا اور اس کو خوش کرے گا قیامت کے دن میں اسے خوش کروں گا۔

یتیموں کے سر پر دست شفقت پھیرنے سے قساوت قلبی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس بات کا تذکرہ بہت سی روایات میں کیا گیا ہے۔ ہم یہاں پر بس انہی چند روایتوں کے ذکر کو کافی سمجھتے ہیں۔

نابالغ بچوں کا ولی

وہ لڑکا جو ابھی پندرہ برس کا نہیں ہوا ہے، اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ لڑکی جو نو برس کی نہیں ہوئی ہے اپنا مال خرچ نہیں کر سکتی۔ نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے مال کو کسی بھی طرح استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کے مال کو ان کا ولی ان کی بھلائی اور اچھے کاموں کیلئے خرچ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ نابالغ بچوں کا ولی شرعی سب سے پہلے ان کا باپ یا دادا ہے ماں، نانی، بھائی، چچا اور دوسرے رشتہ دار شرعاً ولی نہیں ہیں۔

دوسرے مرتبے پر یعنی جب باپ اور دادا زندہ نہ ہوں تو جو شخص ان کی طرف سے قیم بنایا گیا ہو، بچوں پر ولایت (سرپرستی) کا حق رکھتا ہے۔

تیسرے مرتبہ پر معنی جب باپ اور دادا نے اپنی زندگی میں کسی کو اپنے بچوں پر قیم (بچوں کے امور کی نگرانی کے لئے کسی شخص نگراں) نہ بنایا ہو تو اس کا ولی حاکم شرع ہے۔ یا پھر وہ شخص ہے جسے حاکم شرع بچوں پر قیم قرار دے۔

چوتھے مرتبے پر یعنی جب حاکم شرع بھی موجود نہ ہو تو یتیم بچوں کے امور کی نگرانی عادل مومنین کریں گے۔ (جیسے شرعی اصطلاع میں عدول المومنین کہتے ہیں) اس کا بیان اپنے مقام پر کیا جائے گا۔

یتیم کے کاموں کو سوچ سمجھ کر انجام دینا چاھیئے

یتیم کے امور کی نگرانی کرنے والا (قیم) یتیم کے مال میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے۔ اسے یتیم کے لباس اور غذا کے معاملے میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ فضول خرچی سے بھی بچنا چاہیے۔ میانہ روی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے یتیم بچے کے معیار کے مطابق اس کے لئے لباس اور غذا کا انتظام کرنا چاہئے۔

یتیم کے امور کی نگرانی کرنے والے کو چاہیے کہ اس کے لباس کا حساب و کتاب علیحدہ رکھے اور اسے اپنے بچوں کے اخراجات کے ساتھ نہ ملائے۔ ہاں البتہ غذا کے سلسلے میں ضروری نہیں کہ اس کے لئے جداگانہ انتظام کرے بلکہ اپنے مال کے ساتھ ملا کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس کی غذا کا بندوبست کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر اس کے کھانے کا خرچ سو روپے ہوتا ہے اور اس کے اہل خانہ کی تعداد نو ہے اور یتیم بچے کو ملا کر کل دس افراد ہوتے

Aliwalay.com

ہیں تو ایسی صورت میں یتیم کے مال سے دس روپے لے کر کھانے کے خرچ میں ملا سکتا ہے اور اگر خرچ میں ملا سکتا ہے اور اگر بچے کے مال سے کچھ کم لے تو زیادہ بہتر ہے اور یہ احتیاط والا طریقہ ہے۔

اپنی غذا میں بچے کے مال کو شامل کر کے اس کیلئے غذا تیار کروانا اس کے لئے علیحدہ غذا تیار کروانے سے بہتر اور آسان ہے اور اس میں خرچ بھی کم ہوتا ہے۔

جی ہاں! جب یتیم بچے اور اہل وعیال کی غذا میں بہت زیادہ فرق ہو مثلاً! یتیم بچہ گھر والوں کے مقابلے میں نصف غذا کھاتا ہو، اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے بچہ گوشت اور چاول نہ کھاتا ہو تو پھر ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اپنی اہل خانہ کے ساتھ اس کی غذا کا انتظام کرنا بہت مشکل ہے۔ بہرحال یتیم کے مال کی حفاظت اور اس کی بھلائی کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا:

و یسئلونک عن الیتٰمی قل اصلاح لھم خیر وان تخالطوھم فاخوانکم واللّٰہ یعلم المفسد من المصلح(سورہ بقرۃ ۲: آیت ۲۲۰)

اور تم سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تم (ان سے) کہہ دو کہ ان کی اصلاح (اور دوستی) بہتر ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو (کچھ حرج نہیں آخر) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں اور خدا فسادی کو خیر خواہ سے (الگ خوب) جانتا ہے۔

اس آیت کی شان نزول میں یہ کہا گیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان پر یتیم کے مال کے بارے میں سخت خوف لاحق ہوا۔ وہ یتیم کا مال کھانے اور اس کے عذاب سے اتنا زیادہ ڈرنے لگے کہ یتیم اور اس کا مال کھانے کا کیا ذکر اس کے قریب تک نہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جو کوئی بھی یتیم کی سرپرستی کرتا اور اس کے مال کی نگرانی کرتا، یہ لوگ اس کے اپنے سے جدا کر دیتے تھے اور اس کے لئے علیحدہ کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے۔ اگر یتیم کی نگرانی کرنے والے کی غذا بچ جاتی تو یہ لوگ اسے ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ چیز خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ایسا کرنے سے وہ پریشان ہو گئے اور رسول خدا (ص) کی خدمت میں آ کر سوال کیا تو پروردگار عالم نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ (اے رسول (ص)) تم ان سے کہہ دو کہ ان کی اصطلاح بہتر ہے اور تم ان سے مل جل کر رہو تو (کچھ حرج نہیں) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں، ظاہر ہے کہ ایک برادر دینی کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے۔ پروردگار عالم تمہارے دلوں کے حال کو جانتا ہے اور تمہاری نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے کہ کون یتیموں کا مال کھانے والا ہے اور کون ان کی اصلاح چاہتا ہے۔

یتیموں کے امور کی نگرانی کرنے والا دولت مند شخص

یتیموں کے امور کی نگرانی کرنے والا شخص اگر دولت مند ہے یعنی اس کی ضروریات زندگی آسانی کے ساتھ پوری ہو جایا کرتی ہیں تو اس کیلئے بہتر یہی ہے کہ یتیم کے کاموں کو مفت انجام دے، اور آخرت کے اس اجر و ثواب پر اکتفاء کرے جو پروردگار عالم اسے عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ارشاد ہے۔ و من کان غنیا فلیستعفف (سورہ نسآء ۴: آیت ۶) اور جو (ولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو اسے چاہئے کہ وہ (مال یتیم اپنے تصرف میں لانے سے بچتا رہے۔

غریب شخص جو یتیموں کے امور کی نگرانی کرے

اگر یتیم کے امور کی نگرانی کرنے والا شخص غریب ہو تو وہ اپنی خدمات کی اجرت لے سکتا ہے۔ خدمات کا عوض لینے کے بارے میں علمائے کرام کے تین قول ہیں۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ اجرۃ المثل لے سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عام لوگوں سے معلوم کرے گا کہ اس قسم کے کام کی کتنی اجرت ہونی چاہیے۔ لوگ جتنی اجرت بتائیں اتنا مال وہ یتیم کے مال سے لے لے۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ صرف اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے وہ یتیم کے مال سے لے سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

تیسرا نظریہ یہ ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اجرۃ المثل کم ہوتی ہے یا اس کی ضروریات زندگی کے اخراجات کم ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں جو مقدار بھی کم ہو اسی کو لے لے۔ یہ تیسرا نظریہ احتیاط سے زیادہ قریب اور بہتر ہے۔

یتیم کے بالغ ہونے تک اس کے مال کی حفاظت کی جائے

Aliwalay.com

یتیم بچہ جب تک بالغ نہ ہوجائے اوراس کے ساتھ ساتھ جب تک اس میں دولت تصرف کرنے کی قابلیت پیدا نہ ہوجائے، مال اس کے قبضہ میں دے دینا جائز نہیں ہے۔اور اگر یتیم کے مال کی نگرانی کرنے والے نے اس حکم کی مخالفت کی اور یتیم بچے کا مال اسے دیدیا تو مال ضائع ہوجانے کی صورت میں وہ ضامن ہوگا۔اور یتیم کے بالغ اور سمجھدار ہوجانے کے بعد یہ واجب ہے کہ اس مال کا عوض اسے دے۔

بالغ ہو جانے کی علامتیں

بالغ ہوجانے کوان تین علامتوں کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے۔

(۱) چاندکی تاریخ کے حساب سے لڑکے کا پورے پندرہ سال اور لڑکی کا نو سال کا ہوجانا۔

(۲) زیرناف بالوں کا نکل جانا۔

(۳) منی کا خارج ہونا، احتلام کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے۔

رشید سے کیا مراد ھے؟

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: **فان انستم منھم رشدا فادفعوآ الیھم اموالھم** ۔پس جب تم (یتیموں کے بڑے ہوجانے کے بعد) ان میں رشدو ہوشیاری پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو۔

رشید یا رشد سے مراد دراصل معاشی امور میں سمجھ بوجھ پیدا ہونا ہے۔جب یتیم بچہ بڑا ہوکر اس قابل ہوجائے کہ اپنی روزمرہ زندگی کے معاملات کو انجام دینے لگے لین دین میں آسانی سے دھوکہ نہ کھائے اور اپنی رقم بیجا صرف نہ کرے تو اس کا مال اس کے حوالے کردیا جائے گا۔

بہ الفاظ دیگر بالغ اور رشید ہونے کی صورت میں یتیم کا مال اسے واپس کردیا جاتا ہے۔

۱ اسلامی شریعت میں بلوغ کی حد مذکر کے لئے پندرہ سال (قمری) کا مکمل ہونا ہے۔

۲ شیعہ کے ہاں ازدواج اور بیع سَلَم میں بھی گواہوں کا ہونا شرط نہیں ہے۔ان کے بغیر بھی عقد صحیح ہے۔(مترجم)

سودخوری

نواں گناہ کبیرہ جس کے کبیرہ ہونے کی صراحت موجود ہے سود کھانا ہے حضرت رسولؐ خدا حضرت امیرالمومنین -،امام جعفر صادق (ع) امام موسیٰ کاظم (ع) اور امام محمد تقی (ع) سے جو احادیث موصول ہوئی ہیں ان میں اسے صاف الفاظ میں ایک گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔سود کا مال کھانا ایک ایسا گناہ ہے جس پر عذاب بلکہ شدید عذاب کی بات قرآن مجید کی ہے۔سود کھانے کا جو عذاب قرآن مجید میں جو ذکر ہے وہ دیگر بہت سے گناہ کبیرہ کے عذاب سے بڑا ہے۔

سورہ آل عمران میں ارشاد ہے کہ:

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوآ اضعافامضعفہ واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون و اتقوا النار التی اعدت للکفرین

اے ایماندار! اپنے مال میں اضافہ کے لئے بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو تا کہ تم چھٹکارہ پاؤ اور جہنم کی آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔(سورہ آل عمران ۳،آیت نمبر ۱۳۰ اور ۱۳۱)

یعنی جو آگ کافروں کے لئے بھڑکائی گئی ہے جہنم میں وہی سودخوروں کے لئے بھی ہے!

سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ:

الذین یاکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ذالک بانھم قالوا انماالبیع مثل الربوا واحل اللّٰہ البیع و حرم الربوا فمن جاء ہ موعظہ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف و امرہ الی اللّٰہ ومن عاد فاؤلئک اصحب النار ھم فیھا خالدون (سورہ بقرہ ۲: آیت ۲۷۵)

یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے نہ ہوسکیں گے مگر اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسکو شیطان نے لپٹ کر مخبوط الحواس

Aliwalay.com

بنا دیا ہو، یہ اس وجہ سے کہ وہ اس کے قائل ہو گئے کہ جیسا بکری کا معاملہ ویسی ہی سود کا معاملہ حالانکہ بکری کو تو خدا نے حلال اور سود کو حرام کر دیا پس جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت ممانعت آئی اور وہ باز آ گیا تو اس حکم کا نازل ہونے سے پہلے جو سود لے چکا وہ تو اس کا ہو چکا اور اس کے امر کا معاملہ خدا کے حوالے ہے۔ اور جو مناہی کے بعد پھر سود لے یا بکری اور سود کے معاملہ کو یکساں بتائے جائے تو ایسے ہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود آدمی ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

تفسیر المیزان میں علامہ محمد حسین طباطبائی فرماتے ہیں کہ: سود سے متعلق ان آیتوں میں خداوند تعالٰے نے بہت سختی فرمائی ہے۔ اتنی سختی اور اتنا سخت عذاب فروع دین میں سے کسی اور بات کی نافرمانی پر نہیں ہے، البتہ ایسا عذاب بس ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو دین کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں! زنا، شراب پینے، جوا کھیلنے یہاں تک کہ قتل جیسے گناہانِ کبیرہ پر اگر بہت شدید عذاب کی بات سختی سے کی گئی ہے۔ لیکن اتنی شدت اور سختی ان کے بارے میں نہیں ہے جتنی سود خوری کے خلاف موجود ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ سود کے برے اثرات معاشرے پر دیگر گناہوں کے اثرات کی نسبت زیادہ پڑتے ہیں۔ اسی طرح دین کے دشمنوں سے دوستی بھی سود ہی کی طرح انتہائی خطرناک ہے۔ اسلامی معاشرے کا نظام ان دو گناہوں کی وجہ سے درہم برہم ہو جاتا ہے۔ انسان کی فطرت کے سامنے یہ دونوں گناہ پردہ بن جاتے ہیں پھر اس کو اپنی فطرت اور انسانیت نظر نہیں آتی۔ کتاب خدا کی تائید تاریخ کے واقعات کرتے ہیں۔ دین کے دشمنوں سے دوستی نے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ اسلام دشمن عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ اور سازش کر کے کچھ بے ضمیر مسلمانوں نے تمام مسلمانوں کو مسلم معاشرے اور اسکی خوبیوں سے محروم کر دیا ہے۔ دین اور اسلامی آئین برائے نام ہے۔ انسانیت کے فضائل اور اسلامی اخلاقی اور اسلامی اخلاق ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو خود اپنے مال پر اختیار نہیں رہا۔ بلکہ مسلمانوں کی جان اور عزت تک محفوظ نہیں ہے۔

یہی بات سود کور، ذخیرہ، اندوزی، مال پر مال جمع کرتے جانے اور اسے بے مصرف طور پر جمع کر کے رکھنے جیسے مذموم کاموں کا نتیجہ ہے۔ لوگ دو طبقوں میں بٹ گئے ہیں۔ بعض لوگ بہت امیر ہو گئے ہیں تو بہت سے لوگ بہت غریب ہیں۔ اس کی وجہ سے فتنہ و فساد اور جنگوں کو ہو ملتی ہے۔ یہاں تک کہ عالمی جنگیں چھڑ جاتی ہیں۔ بموں سے پہاڑوں کو اڑا دیا جاتا ہے۔ اور زمین کو لرزا دیا جاتا ہے۔ انسانیت ختم ہونے کو ہے اور دیگر جو کچھ ہو چکا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں گناہوں اسلام دشمن عناصر سے دوستی اور سود خوری کے بارے میں قرآن مجید کے بیانات پیشن گوئی کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اگر یہ دونوں گناہ پھیلے تو اسلامی معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔

سود خوری عقل و شریعت کے خلاف ھے

سورہ بقرہ کی جو آیت سود کے خلاف ابھی پیش کی گئی اس میں بیان ہوا کہ سود خور لوگ مخبوط الحواس لوگوں اور دیوانوں کی طرح محشور ہوں گے۔ حشر کے میدان میں لوگ ان کی دیوانگی کو دیکھ کر انہیں پہچانیں گے کہ یہ سود خور رہے ہیں۔ ان کی عقل اس لیے خراب ہوگی کہ وہ دنیا میں عقل اور شریعت کے خلاف کام کرتے تھے، انسانیت اور انسانی زندگی کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیتے تھے، دوسرے انسانوں کے ساتھ مہربانی انصاف اور باہمی تعاون کے اصولوں سے کام نہیں لیتے تھے۔ درحقیقت سود خور لوگ دنیا میں بھی ایک طرح کے پاگل اور مخبوط الحواس قسم کے افراد تھے جو شیطان کے اشاروں پر ایسی مجنونانہ حرکتیں کرتے رہے ہیں۔

کیا سود اور تجارت ایك ھیں ؟

جب بھی لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ سود کیوں کھاتے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ سود بھی ایک طرح کی تجارت ہے۔ دیگر معاملوں اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پس چونکہ تجارت کے دیگر معاملات جائز ہیں اس لئے سود بھی جائز ہے۔

ایسے مجنون لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ سود اور تجارت میں بہت فرق ہے۔ تجارت ایک ایسا معاملہ ہے جس میں آدمی اپنے ایسے مال کو دے دیتا ہے جس کی فی الحال اسے ضرورت نہیں ہے۔ لینے اور دینے والے دونوں افراد ایک دوسرے کی ضرورت کا بھی اپنی ضرورت کی طرح لحاظ کرتے ہیں۔ اسی لئے تجارت کا ایسا معاملہ عقل اور عدل پر مبنی ہوتا ہے اور ایسے ہی معاملوں سے انسان کی معاشرتی زندگی چلتی ہے۔ جب کہ سود میں معاملہ برعکس ہے۔ آدمی جب اصل رقم سود سمیت لوٹاتا ہے تو سود کی رقم سے وہ بے نیاز نہیں ہوتا۔ پھر بھی مجبوراً مقررہ وقت پر دے دیتا ہے۔ یا مہلت بڑھا لیتا ہے۔ جہاں تک اصل

Aliwalay.com

قرض لوٹانے کی بات ہے، عقل اور عدل کا تقاضا یہی ہے کہ جس کا مال ہے اس کو واپس مل جائے۔ بس سود میں ناحق زیادتی ہوتی ہے۔

سود اور معاشرے میں طبقاتی فرق

بے شک سود ایک ظالمانہ اور غیر عادلانہ معاملہ ہے۔ انسان کی فطرت اور اس کے ضمیر کے خلاف ہے۔ سود کی وجہ سے معاشرتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ایک طرح سود کو آدمی کی تجوری بھرتی رہتی ہے۔ تو دوسری طرف سود پر قرض لینے والے آدمی کی غربت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مالدار آدمی مزید مالدار ہو جاتا ہے، جب سود کی وجہ سے غریب آدمی مزید غربت کا شکار ہو جاتا ہے غریب لوگ امیروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس کا نقصان پورے معاشرے پر عائد ہوتو ہے۔ بڑا خون خرابہ ہوتا ہے اور طبقاتی اختلافات کے نتیجے میں خونی انقلابات تک بر پا ہو جاتے ہیں اسی لئے بعض محقق اور دانشور حضرات سود ہی کو عالمی جنگ (جنگ عظیم) کے اسباب میں سے ایک شمار کرتے ہیں۔

اسلام وصلح جہانی، نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

اسلام کہتا ہے کہ عوض یا مزدوری صرف کام اور کوشش کے نتیجے میں ہونی چاہیئے، چونکہ سرمایہ خود کوئی کام یا کوشش نہیں ہے اس لئے دولت مند کے پاس موجود مال بیٹھے بٹھائے اضافے اور سود کا مئوجب نہیں بننا چاہیے۔

اگر چہ سرمایہ داری نظام میں سرمائے کو بڑھانے کا بہترین طریقہ سود ہے لیکن اسلام چاہتا ہے کہ اس طرح سرمایہ بڑھایا نہ جائے، اس طرح مال پر مال جمع نہ کیا جائے کہ مجبوراً آدمی کو مزید غریب ہونا پڑے سود وہ لعنت ہے جس کی وجہ سے معاشرے کا اقتصادی توازن بگڑ جاتا ہے اور عدل وانصاف یا انسانیت کے اصول پامال ہو جاتے ہیں۔ سود کے موضوع پر پاکستان کے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک جامع اور دلچسپ کتاب لکھی ہے جس میں سود سے متاثر حالات کے بارے میں اطلاعات اور اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے ہیں۔

بلا سود قرض حسنہ

ہونا یہ چاہیے کہ ضرورت مندوں کو قرض تو دیا جائے مگر اس پر سود نہ لیا جائے تاکہ دوستی، مہربانی، خلوص اور باہمی تعاون کی فضا پروان چڑھ سکے، قرض دے کر اس پر سود لینا نہ صرف یہ کہ معاشرتی اور اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے بلکہ مغض وعداوت اور حسد و نفرت جیسے مہلک جذبات کو ہوا دیتا ہے۔

سود خور کی نیکی سے محروم

سود خوری کے نقصانات بہت زیادہ ہیں سود خور کے مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جب کہ محنت کی کمائی میں بہت برکت ہوتی ہے، رسول خدا (ص) کا ارشاد ہے: العبادة سبعون جزا افضلها طلب الحلال یعنی عبادت کی ستر قسمیں ہیں۔ ان میں افضل ترین قسم حلال روزی کی طلب ہے۔ (کتاب وسائل الشیعہ، باب تجارت، چوتھی فصل، صفحہ ۵۲۹)

آنحضرت (ص) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: التاجر الصدوق یحشر مع الانبیاء و وجهه کالقمر لیلة البدر (کتاب محجة البیضا مجلد ۳ صفحہ ۱۴۰) یعنی سچا اور سچ بولنے والا تاجر انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا اور قیامت کے دن اس کا چہرہ ایسے چمکے گا جیسے چودھویں کا چاند ہو۔

سود خور خدا پر توکل نہیں رکھتا

سود خوری کا ایک اور نقصان یہ ہے کہ آدمی کو خدا پر بھروسہ اور توکل نہیں رہتا ہے وہ خدا سے تضرع اور التجا نہیں کرتا اور برکت طلب نہیں کرتا، سود خور کی تمام امید اسی سود سے وابستہ ہوتی ہے جو وہ بے چارے قرض دار سے وصول کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی شرک کی قسم ہے اور اس کی تفصیل شرک والے موضوع میں آ چکی ہے۔

سود کا ایک اور نقصان یہ ہے کہ اس میں نقصان کا امکان نہیں رہتا جب کہ تجارت میں فائدے اور نقصان دونوں کا امکان رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تجارت کرنے والا شخص اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ اسے فائدہ ہو اور نقصان نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ وہ خدا سے بھی دعا کرتا ہے کہ اسے برکت دیدے اور فائدے کے سلسلے میں ناامید نہ کرے۔ جب کہ سود خور آدمی ایمان کے اس اصول سے محروم رہتا ہے۔

قرض دینے کا ثواب صدقہ کرنے سے زیادہ ہے

سود پر قرض دینے والا آدمی ثواب سے محروم ہو جاتا جو بلا سود قرض دینے میں ہے۔ صدقہ کرنے اور واپسی کی بات کئے بغیر مستحق کو مال دیدنے

Aliwalay.com

میں اگر دس نیکیاں ہیں تو بلا سود قرض دینے میں اٹھارہ نیکیاں ہیں۔یعنی قرض دینے کا ثواب راہ خدا میں صدقہ اور خیرات دینے کے ثواب سے زیادہ ہے اور جو شخص اپنے قرض دار کو قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں مہلت دیتا ہے اور سود بھی طلب نہیں کرتا اس کے نامہ اعمال میں جتنے دن کی وہ مہلت دیتا ہے ان تمام دنوں میں ہر دن اتنا مال راہ خدا میں خیرات کرنے کا ثواب لکھا جاتا رہتا ہے، جتنے کی اس نے مہلت دی ہے۔ظاہر ہے کہ سود خود شخص کو ایسے ثواب نہیں ملتے بلکہ اسے کنجوسی اور لالچ کا مرض لاحق ہو جاتا ہے جو روز بروز بڑھتا رہتا ہے۔یقیناً کنجوسی اور لالچ کا نتیجہ دوزخ ہے۔

سود خور کا درد ناک انجام

سودخوری کے نقصانات دنیاوی بھی ہیں اور اخروی بھی۔اس کے نقصانات خود سود خور شخص کو بھی ہوتے ہیں تو پورے معاشرے کو بھی ہوتے ہیں اس کے نقصانات دیگر تمام گناہوں کے نقصانات سے زیادہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور اہل بیت ؑ کی روایات میں اس کی جتنی مذمت ہوئی ہے اتنی شدت سے کسی اور گناہ کی مذمت نہیں ہوئی ہے۔اسلام سودخوری کو ہر گناہ سے بڑا گناہ قرار دیتا ہے اور اس کا عذاب بھی بہت بڑا بتایا ہے۔اگر سود خور آدمی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہو تو کافروں اور ایسے لوگوں کے ساتھ عذاب چکھتا ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے،سود خور کو کبھی جہنم سے نجات نہیں ملے گی۔

فمن جاء ہ موعظۃ من ربہ فانتھیٰ فلہ ماسلف و امرہ الی اللّٰہ ومن عادفاولئک اصحاب النار ھم فیھا خٰلدون

(سورہ بقرہ ۲: آیت ۲۷۵)

یعنی پس جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت (ممانعت) آئی اور وہ باز آ گیا تو اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے جو سود لے چکا وہ تو اس کو ہو چکا اور اس کا امر (معاملہ) خدا کے حوالے ہے اور جو منا ہی کے بعد پھر سود لے یا بکری اور سود کے معاملہ کی یکساں بتائے جائے تو ایسے لوگ جہنمی ہیں وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

البتہ گناہ سے باز آجانے اور توبہ کر لینے کے بھی چند طریقے ہیں۔بعض گناہ ایسے ہیں جن میں محض توبہ کر لینے سے بخشش ہو جاتی ہے۔مثلاً شرک کرنے سے اگر مشرک آدمی توبہ کرلے اور مسلمان ہو جائے تو اس کا اتنا بڑا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور اپنے کئے کی تلافی میں اسے مزید کچھ نہیں کرنا پڑتا۔لیکن بعض گناہ ایسے ہیں جن میں توبہ کے علاوہ تلافی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔مثلاً نماز روزہ چھوڑ دینے والے آدمی کو توبہ کے ساتھ ساتھ قضا بھی کرنی پڑتی ہے اور مالی معاملات مثلاً سود میں توبہ کے علاوہ جو مال سود کے عنوان سے لیا ہے وہ قرض دار کو واپس کرنا پڑتا ہے۔

سود کے مال میں برکت نہیں

اس کے بعد ارشاد ہے کہ:یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقات و اللّٰہ لایحب کل کفار اثیم یعنی خدا سود کے مال کو کم اور بے برکت بنا دیتا ہے، جب کہ صدقات کو پروان چڑھاتا ہے اور جتنے لوگ ناشکرے گنہگار ہیں خدا انہیں دوست نہیں رکھتا۔جی ہاں سود کا مال جتنا بھی ہو آخر کار ختم ہو جاتا ہے اور سود خور آدمی بد بخت ہو کر رہ جاتا ہے، یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ سود کا مال ہمیشہ محفوظ نہیں رہتا۔یا تو سود خور کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے یا اس کی اولاد اور اس کے وارثوں کے پاس جا کر ضائع ہو جاتا ہے۔

اور صدقات صرف آخرت ہی میں پروان چڑھتے، بلکہ دنیا میں بھی مالی اعتبار سے برکت کا سبب بنتے ہیں۔جب کہ سود کا مال اصل مال کی برکت بھی سود خور کے لئے ختم کر دیتا ہے۔صدقات امن وسکون اور رحمت ومحبت کو معاشرے میں پھیلاتے ہیں جب کہ سود سے امن وسکون غارت ہو جاتا ہے اور رحم دلی کے جذبات سنگدلی میں بدل جاتے ہیں۔جب معاشرے میں سود اپنی جڑیں پھیلا دیتا تو لوگ ایک دوسرے کا مال غصب کرنے لگتے ہیں ایسی حرکتیں ہونے لگتی ہیں جن سے مال ایک دم فنا ہو جاتا ہے۔لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ایک دوسرے سے بدگمانی کرتے ہیں اور انتقام کی فکر میں رہتے ہیں۔اتحاد باقی نہیں رہتا۔جسموں کی طرح ذہن میں منتشر رہتے ہیں۔ذہنی ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے۔تعاون کا جذبہ غائب ہو جاتا ہے۔جب کہ صدقات وخیرات میں اس کے برعکس تمام خوبیاں موجود ہیں۔آدمی نیکی کے بدلے نیکی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

(ماخوز از تفسیر المیز ان)

خدا اور رسول (ص)سے جنگ

ایک جگہ اور ارشاد ہے کہ:یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ و ذروا مابقی من الربو آن کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ (سورہ بقرہ ۲: آیت ۲۷۸) یعنی اے ایمان دارو،خدا سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمے باقی رہ گیا ہے،اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم

Aliwalay.com

نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسولؐ سے لڑنے کیلئے تیار رہو۔

ظاہر ہے کہ ایمان کی دلیل حکم خدا کی اطاعت ہے۔اسی آیت میں پھر ارشاد ہے کہ:

وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولاتظلمون

یعنی اور اگر تم نے توبہ کی ہے تو تمہارے لئے اصل مال ہے اس طرح نہ تم کسی پر ظلم کرو گے اور نہ ہی تم پر ظلم ہوگا تم اصل مال سے زیادہ طلب ہی نہیں کرو گے تو تمہیں اصل مال سے کم نہیں دیا جائے گا۔خلاف ورزی کی صورت میں خدا اور رسول (ص) سے جنگ کیلئے تیار رہو!تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے سود کا گناہ کتنا بڑا ہے!یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ دنیا میں اگر رسول کے سامنے تم جاؤ گے تو رسول (ص) کی تلوار تمہارے مد مقابل ہوگی اور آخرت میں جہنم کی آگ خدا حکم سے تمہیں جلاتی رہے گی،گویا یہ خدا کی جنگ کرنی چاہیے جب تک وہ حکم خدا کے آگے خم نہ کر دے۔روایت میں ہے کہ سورۃ بقرہ کی ان آیات کے نزول کے بعد رسول (ص) نے مکہ کے عامل (کمشنر) کو حکم دیا:اگر قبیلہ بنی مغیرہ کے لوگ سود خوری سے توبہ نہ کریں تو اس کے ساتھ جنگ کرو۔

آنحضرت (ص) نے مکہ معظّمہ میں اپنے خطبے کے دوران یہ بھی فرمایا تھا:ان کل ربافی الجاهلية موضوع تحت قدمی هاتين و اول ربا اضعةربا العباس ابن عبد المطلب:یعنی جان لو کہ زمانہ جاہلیت میں جو جو سود لاگو رہا ہے وہ سب معاف ہو چکا ہے۔سب سے پہلے جو سود میں معاف کر رہا ہوں وہ (میرے چچا)عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے (جو تم لوگوں کی گردن پر چڑھا ہوا تھا)

سود کی مذمت میں روایات

حضرت امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ:درهم ربا اشد عند اللّٰه من سبعين زنية كلها بذاب محرم (کافی تہذیب اور الفقیہ)یعنی سود کا ایک درہم خدا کی بارگاہ میں اتنا برا ہے کہ محرم عورتوں سے ستر مرتبہ زنا بھی اتنا برا نہیں ہے!

عن علی قال امام علی(ع) فرماتے ہیں کہ لعن رسول اللّٰه (ص) آکل الربا وموکله وبايعه و مشتريه و کاتبه و شاهديه (وسائل الشیعہ،کتاب تجارت سود کے ابواب،باب۴،صفحہ ۵۹۸)یعنی رسول خدا (ص) نے سود کھانے والے،سود کھلانے والے،سود خریدنے والے،سود بیچنے والے،سود کا معاملہ لکھنے والے اور اس معاملے پر گواہی دینے والے دو عادل پر لعنت فرمائی ہے۔

ابن بکیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق (ع) کو ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ سود کا مال کھاتا ہے اور سود کے مال کو ماں کے دودھ کیطرح کی حلال اور مرغوب قرار دیتا ہے۔

بلغ ابا عبد اللّٰه رجل انه کان یاکل الرباو یسمیه اللباء فقال لئن امکننی اللّٰه تعالیٰ منه لاضربن عنقه (کافی)

یعنی امام نے فرمایا،اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس شخص پر قابو دے دے تو میں ضرور اس کی گردن اڑادوں!

ظاہر ہے سود کو حرام سمجھنا ضروریات دین میں ہے اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے اور کہے کہ سود حرام نہیں ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور شرعی لحاظ سے مرتد واجب القتل ہے۔

قرآن میں سود کی مذمت

سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے اس بات کا سبب پوچھا کہ خداوند عالم نے کئی مقامات پر سود کے حرام ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔امام(ع) نے فرمایا

(قال)لئلا یمتنع الناس من اصطناع المعروف (وسائل الشیعه)

تا کہ لوگ نیکی اور خیرات کے کام (مثلاً قرض دینے) کو ترک نہ کریں۔

امام باقر (ع) کا ارشاد ہے کہ

عن ابی جعفر قال اخبث المکاسب کسب الربا

یعنی خبیث ترین اور بدترین معاملہ سود کا معاملہ ہے (وسائل الشیعہ)

دین ہاتھ سے نکل جاتا ھے

Aliwalay.com

يمحق الله الربو و يربی الصداقات

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قرآنی جملے کے بارے میں امام جعفرصادق (ع) سے دریافت کیا (جس کے معنی ہیں خدا سود کے مال کو کم اور بے برکت بنادیتا ہے جب کہ صدقات کو پروان چڑھاتا ہے۔زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں تو دیکھتا ہوں کہ سود کھانے والے شخص کا مال بڑھتا رہتا ہے،

فقال ای محق من درهم يا يمحق الدين و ان تاب منه ذهب ماله و افتقر

(وسائل الشیعہ)

امام نے فرمایا، اس سے زیادہ کبھی اور کیا کمی ہوگی کہ سود کے ایک درہم کے عوض اس کا دین رخصت ہوجاتا ہے اگر دنیا میں اپنے گناہ سے توبہ کرلے تو اس کا مال نابود ہوجاتا ہے اور وہ تنگ دست ہوجاتا ہے۔

سود خور کا شکم آگ سے پُر ہو گا

پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے:

(عن النبی) من آکل الربا ملا الله بطنه نارا بقدر ما اکل منه فان مالالم يقبل الله من عمله و لم يزل فی لعنة الله و الملئكة مادام عنده منه قيراط (مستدرک الوسائل)

جو شخص سود کھائے گا خدا اس کے شکم کو اسی مقدار میں آگ سے بھی بھردے گا جس مقدار سے اس نے سود کھایا ہو، اور اگر اس نے سود کے مال سے مزید کچھ کمایا ہو تو خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا اور اس وقت تک خدا اور فرشتوں کی لعنت اس پر ہوتی رہے گی جب تک اس کے پاس ایک قیراط (رتی بھی) بھی سود کا مال باقی ہو۔

سود کھانے والے کو برزخ میں عذاب

آنحضرت (ص) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

لما اسری بی الی السماء رايت اقواما يريد احد هم ان يقوم ولا يقدر عليه لعظم بطنه.

شب معراج میں نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن میں سے ہر شخص کھڑا ہونا چاہتا تھا مگر کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔ان کے پیٹ بہت بڑے بڑے تھے۔

فقلت من هولاء يا جبرئيل؟

میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرئیل؟

قال هولاء الذين ياكلون الربالا يقومون الا كما يقوم الذی يتخبطه الشيطان من المس

جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھایا کرتے تھے۔اب یہ بس اسی طرح کھڑے ہوسکتے ہیں جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے چھوکر شیطان نے مخبوط الحواس بنادیا ہو۔

و اذا هم بسبيل آل فرعون يعرضون علی النار غدو او عشيا يقولون ربنا متی تقوم الساعة

آنحضرت (ص) فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پھر وہ لوگ اس راہ پر لگادیئے گئے جس پر فرعون کے ماننے والے لوگ موجود تھے۔ان کو صبح وشام جہنم کے قریب فرعونیوں کی طرح لے جایا جاتا ہے اور آگ کی شدت دیکھ کر وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اے خدا پھر قیامت کب ہوگی؟ (ظاہر ہے کہ جس آگ کے قریب انہیں لے جایا جاتا ہے وہ برزخ کی آگ ہے)

سو د خور آلِ فرعون کے قدموں تلے

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب وہ فرعونیوں کو دیکھتے تھے تو ان سے دور بھاگنے کے لئے اٹھنا چاہتے تھے لیکن اپنے بڑے بڑے پیٹوں کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتے تھے اور گرپڑتے تھے۔فرعون کی قوم کے افراد (قرآن کی اصطلاح میں آل فرعون) کو انہیں کچلتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔

پیغمبر اکرم (ص) سے مروی ہے کہ

اذا ظهر الزنا و الربا فی قرية اذن فی هلاكها

جب کسی بستی میں زنا اور ربا (سود) بہت عام ہوجاتے ہیں تو اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک کردینے کی اجازت فرشتوں کو مل جاتی ہے! اسی طرح

Aliwalay.com

آنحضرت (ص) کا یہ ارشاد بھی ہے کہ اذا اکلت امتی الربا کانت الزلزلة و الخسف (مستدرک الوسائل) جب میری امت کے لوگ سود خور ہو جائیں گے تو زلزلے اور زمین پھٹ جانے کے واقعات بہت ہوں گے۔ (مستدرک الوسائل)

سود زنا سے بد تر ھے

آنحضرت (ص) کا ارشاد ہے

الربا سبعون جزء ایسر ھا مثل ان ینکح الرجل امه فی بیت اللّٰه الحرام

(وسائل الشیعه ابواب تجارت، باب ا ص ۵۹۸)

ایک شخص اپنی ماں سے خانہ خدا میں زنا کرے، یہ کام سود کھانے سے ستر گنا ہلکا ہے۔

امام جعفر صادق (ع) کا ارشاد ہے:

درهم ربا اشد عند اللّٰه من ثلثین زنیة کلها بذات محرم مثل عمة و خاله

(وسائل الشیعه ابواب تجارت، باب ا۔ص ۵۹۸)

خدا کے نزدیک سود کا ایک درہم لینا تیس مرتبہ محرم عورتوں مثلاً پھوپھی اور خالہ سے زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے! (اس سے پہلے ایک روایت گذر چکی ہے جس میں ستر مرتبہ کی بات ہے) ایک اور روایت میں محرم عورتوں سے بیس مرتبہ زنا کو ایک درہم سود لینے سے ہلکا قرار دیا گیا ہے۔ (وسائل الشیعه)

تعداد کا یہ فرق زمانے، جگہ حالات اور اشخاص کے لحاظ سے ہے۔ آج کی دنیا میں بھی سود کا رواج اتنا بڑھ گیا ہے کہ اقتصاد تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور دنیا کو اس کا نقصان بھگتنا پڑ رہا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ترقی کیلئے سود بہت ضروری ہے۔ یا تو یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے اگر صحیح ہو تو اسلام سود کو حرام قرار نہ دیتا۔ یقیناً اقتصادی ترقی کیلئے سود لازمی نہیں ہے۔ یہ بات سب پر واضح ہے کہ آج دنیا میں دو بڑے اقتصادی نظریے موجود ہیں جن کی بنیاد سود پر نہیں ہے۔ اسلام اور کمیونزم کی بنیاد سود پر نہیں ہے جب کہ سرمایہ دارنہ نظام (امپیریالزم کی بنیاد سود پر ہے اسلام اور کمیونزم کے نظریات میں بھی اتنا زیادہ فرق ہے کہ ایک طرف کمیونسٹ طاقتیں اپنے اقتصادی نظام کو عملی جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہیں اس کے باوجود ابھی راستے میں ہیں۔

جب کہ اسلام کی طاقت ابھی منظّم نہیں ہے اس کے باوجود اسلام کا اقتصادی نظام جہاں جہاں رائج ہے وہاں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اسلام اپنی باقاعدہ حکومت کا آغاز کرتا ہے تو پہلی ہی فرصت میں اقتصادی نظام سود سے پاک رکھ کر پیش کرتا ہے۔ اقتصادی ضروریات اسلام کو اتنا عاجز نہیں بنا دیتیں کہ وہ مجبوراً سود کا قانون بھی منظور کرے کمیونسٹ طاقتوں کا اقتصادی نظام سود سے مربوط نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود ناکام نہیں جا رہا۔ پس سود اقتصاد کے لئے کوئی ضروری چیز نہیں۔ ہاں کچھ خود غرض کنجوس اور لالچی سرمایہ داروں کیلئے ضروری ہے جو پوری دنیا کے غریبوں کا خون چوسنا چاہتے ہیں اور ان کو مزید غریب بنا کر اپنے سرمایوں میں اضافہ چاہتے ہیں۔ جو پوری دنیا کے غیر سرمایہ دار لوگوں کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ ہم سرمایہ دار دنیا کی منطق بخوبی سمجھتے ہیں۔

(ماخوذ از کتاب، اسلام و نابسا ما نیهائی روشنفکران بقلم سید قطب)

سود پر قرض

سود پر قرض یہ ہے کہ ایک آدمی اپنا مال دوسرے کو بطور قرض دے اور یہ شرط لگائے کہ ایک مدت کے بعد وہ اس قرض کے مال سے زیادہ واپس کر دے گا خواہ وہ زیادتی اسی جنس سے ہو مثلاً آدمی دس روپے دے اور شرط رکھے کہ گیارہ روپے واپس لے گا یا دس من چاول ادھار دے اور شرط رکھے کہ اس کے عوض میں گیارہ من چاول واپس لے گا۔

خواہ زیادتی کام کے لحاظ سے ہو مثلاً دس روپے بطور قرض دے اور شرط رکھے کہ دوسرا آدمی دس روپے بھی واپس کرے گا اور ایک جوڑا لباس کا بھی دھو دے گا۔

اسی طرح اور فائدہ قرض کے مال کے علاوہ قرض دینے والا شخص اٹھالے تو وہ بھی سود اور حرام ہے۔ مثلاً ایک ہزار روپے قرض دے اور یہ شرط لگائے کہ ایک ہزار روپے واپس لے گا۔ مگر ایک سال تک کرایہ دیئے بغیر مقروض کے گھر میں بھی رہے گا۔

چیز کی خوبی اور خامی کے اعتبار سے بھی سود ہو جاتا ہے۔ مثلاً آدمی پانچ تولے سونا ڈلوں کی شکل میں دے دے اور لینے والے سے چاہے کہ وہ مفت

میں اس کے عوض اس کا کوئی زیور بنا کے دے دے۔

یقیناً یہ اس قسم کے معاملات سود اور حرام ہیں قرض دیتے وقت خواہ آدمی جبھی شرط لگائے یا پہلے شے شرط لگا لے اور اسی بنیاد پر قرض دے، ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

چند اہم نکات

(۱) جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ اصل سود کا معاملہ ہی حرام اور باطل ہے۔ پس سود پر قرض لینے والا شخص قرض کے مال کا حق دار نہیں بن جاتا بلکہ وہ قرض دینے والے ہی کا رہتا ہے۔ اگر اس کے باوجود سود پر قرض لینے والے نے اس قرض کو استعمال کیا اور کچھ منافع کمایا تو اس منافع کا اصل مالک قرض دینے والا شخص ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سود پر کچھ گندم لے لے اور اسے کھیت میں بو دے تو گندم کی جو فصل اُگے گی اس کا مالک سود پر گندم دینے والا شخص ہوگا ہاں البتہ سود پر قرض دینے والے کو معلوم ہو کہ ایسا قرض دینے والا شخص اپنے مال پر اس کے تصرف سے راضی ہے تو سود دینے والے شخص کے منافع کو استعمال کرنا جائز ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم کو معلوم ہو کہ زید اس بات پر راضی ہے کہ ہم اس کی چیز استعمال کی لیں تو وہ چیز ہماری تو نہیں ہو جاتی مگر اس کا استعمال ہمارے لئے جائز ہو جاتا ہے۔

(۲) اگر انسان کسی تاجر کو کچھ رقم دے تاکہ کسی دوسرے شہر میں وہ تاجر اسے کچھ کم کرکے رقم لوٹا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً لاہور میں تاجر کو ایک ہزار روپے دے تاکہ وہ کراچی میں اسے نوسو نوے روپے واپس کر دے تو یہ جائز ہے۔ اس معاملے کو صرف برائٹ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہاں سود نہیں ہے آدمی زیادہ دے کر کم لے رہا ہے۔ جب کہ سود یہ ہے کہ آدمی کم دے کر زیادہ طلب کرے۔ پس اگر وہ نوسو نوے روپے لاہور میں دے کر کراچی میں ایک ہزار روپے طلب کر لے تو یہ سود اور حرام ہے۔

(۳) اگر قرض دیتے وقت سود یا زیادتی کی کوئی بات نہیں ہوئی ہو لیکن قرض لینے والا آدمی احسان مندی کے لحاظ سے اپنی مرضی سے کچھ زیادہ لینا چاہے تو یہ حرام نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے۔ مستحب ہے کہ آدمی قرض معین وقت یا قرض خواہ کے طلب کرنے سے پہلے ادا کر دے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ قرض لینے والا شخص جب قرض لوٹائے تو اس کے ساتھ کوئی اور چیز تحفے کی نیت سے دے دے۔ البتہ تحفے کی نیت ہونی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سود سمجھا جائے۔ دوسری طرف کو قرض خواہ کیلئے مستحب ہے کہ قرض واپس لیتے وقت اس کے ساتھ جو چیز یا رقم تحفے میں ملی ہے اسے اصل قرض کی رقم میں حساب کر لے اور باقی لوٹانے کی کوشش کرے۔

سودی معاملہ

معاملہ کوئی بھی ہو اگر اس میں مندرجہ ذیل دو چیزوں میں سے کوئی بھی پائی جاتی ہو تو وہ سود کا معاملہ ہو جاتا ہے اور باطل اور حرام ہو جاتا ہے

(۱) جو چیز لی جا رہی ہو اور جو چیز دی جا رہی ہو وہ دونوں ایک ہی جنس سے ہوں اور ایک کم ہو تو دوسری زیادہ۔ مثلاً چاول لئے جا رہے ہیں مگر یا تو وزن میں ان میں سے کوئی زیادہ ہے یا کوالٹی اور معیار کے اعتبار سے کوئی بہتر ہے اور وزن میں بھی برابر ہے تو یہ سود ہے۔

(۲) ایک ہی پیمانہ یا وزن کا نظام استعمال کیا گیا ہو۔ مثلاً ایک کلوگرام گھی کی جگہ ڈیڑھ کلوگرام گھی واپس لیا گیا ہو۔ یا ایک میٹر کپڑے کی جگہ ڈیڑھ میٹر کپڑا واپس لیا گیا ہو۔ پس اگر دیتے وقت معاملہ کلوگرام میں ہو لیکن لیتے وقت اسی وزن کا مال سیر یا پاؤنڈ کے حساب سے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح جو چیز میٹر کے حساب سے ملی، اسی لمبائی کی چیز اگر فٹ اور گز کے حساب سے واپس کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور معاملہ صحیح ہے۔

سود کے اعتبار سے فرق نہیں ہے کہ آدمی ایک من گندم دے کر ڈیڑھ من گندم واپس لے۔ یا ایک من دے کی ایک من گندم اور ایک سیر چاول واپس لے۔ ایسا معاملہ بھی سود اور حرام ہے۔

ایک سال کے لئے اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے کو ایک من گندم دے اور دوسرا آدمی پہلے والے آدمی کو دو ماہ کیلئے ایک من گندم دے تو یہ بھی سود ہے۔ اس لئے کہ مدت کی بھی کچھ اہمیت ہوتی ہے۔

تین نکتے

(۱) سود کے معاملہ میں جو اور گندم یا ک ہی چیز شمار ہوتے ہیں۔ پس اگر آدمی ایک من گندم دے کر ڈیڑھ من جو واپس لے تو یہ سود اور حرام ہے۔

Aliwalay.com

اسی طرح ہر جنس کی اصل اس کی فرع کے ساتھ ایک ہی شمار ہوتی ہے۔ مثلاً دودھ اور دہی دونوں سود کے لحاظ سے ایک ہی چیز شمار ہوتے ہیں۔ پس اگر آدمی ایک کلو دہی دے کر ڈیڑھ کلو دودھ لے تو یہ بھی سود اور حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آدمی ایک کلو انگور کا سرکہ دے کر تین کلو انگور واپس لے یا ایک کلو شکر دے کر دس کلو گنا واپس لے تو یہ بھی سود اور حرام ہو جائے گا۔

(۲) اگر آدمی ایک من گندم اور ایک رومال دے کر ڈیڑھ من گندم واپس لے تو یہ سود اور حرام نہیں ہے۔ ایک من گندم ایک من گندم کے بدلے شمار ہو جائے گا اور وہ ایک رومال باقی آدھا من گندم کے بدلے شمار ہو جائے گا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی ایک من گندم اور ایک رومال کے عوض ایک من گندم اور کوئی بھی ایک چیز لے لے۔ مثلاً رومال یا صابن لے لے۔ ایسی صورت میں بھی آدمی سود سے بچا رہے گا۔ اگر آدمی پہلی مرتبہ اپنا ایک من گندم دو روپے میں بیچے اور اس کے بعد دوسرے کا ڈیڑھ من گندم دو روپے میں خریدے تو یہ سود اور حرام نہیں ہوگا۔ یہ دو الگ الگ معاملے کہلائیں گے۔ اس طرح بھی آدمی سود سے بچ سکتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ زید ایک من گندم خالد کو بیچے اور خالد اپنا آدھا من گندم زید کو تحفے کے طور پر دے دے یہ بھی جائز ہے اور سود نہیں ہے۔

وہ مقامات جہاں سود لینا دینا جائز ہے

چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے۔

(۱) باپ اور بیٹا۔ باپ بیٹے میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ سود کا معاملہ کر سکتا ہے۔ لیکن ماں اور بیٹے کے درمیان سود کا معاملہ حرام ثابت ہے۔

(۲) میاں بیوی۔ میاں بیوی آپس میں سود کا معاملہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً سو روپے دے کر ڈیڑھ سو روپے لے سکتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

(۳) کافر حربی ایسا کافر جو مسلمان اور شرعی حکومت میں نہ ہو کے ساتھ مسلمان سود کا معاملہ کر سکتا ہے۔ البتہ زیادہ لے سکتا ہے مگر کافر حربی کو زیادہ دینا جائز نہیں ہے، اور جہاں تک کافی ذمی کا تعلق ہے یعنی وہ کافر جو شرعی حکومت کی پناہ میں ہو اس سے سود کا معاملہ کرنا حرام ہے۔ سود لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے۔

زنا

گناہانِ کبیرہ میں سے دسواں گناہ جس کے بارے میں نص معصومؑ ہے وہ زنا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام علی رضا (ع) اور حضرت امام محمد تقی (ع) نے اس کے گناہ کبیرہ ہونے کی وضاحت فرمائی ہے اور سورہ فرقان کی آیت ۶۸ سے استدلال فرمایا ہے۔ اس آیت میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

والذین لایدعون مع اللّٰہ الھا اخرو لایقتلون النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما. یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ و یخلدفیہ مھانا

(خدا کے نیک بندوں کی صفات یہ ہیں کہ) وہ لوگ خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے (یعنی مشرک نہیں ہیں)۔ اور اس نفس (جان) جس کے مارنے کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے ہیں اور زنا نہیں کرتے ہیں، اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا، قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا۔

اثام اور غیّ کے معنی

کتاب، منہج الصادقین میں ہے کہ اس آیت میں اثاما سے مراد دوزخ کی ایک وادی ہے۔ دوزخ کی اسی وادی میں زنا کاروں کو سزا دی جائے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اثاماً سے مراد دوزخیوں کی شرمگاہوں سے بہنے والا خون اور پیپ کی مانند سیال مادہ ہے۔

بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ اس آیت

آثاما اور دوسری آیت **فسوف یلقون غیا** (سورہ مریم ۱۹ آیت ۵۹)

عنقریب ہی یہ لوگ (اپنی) گمراہی (کے خمیازے) سے جا ملیں گے۔ میں غی سے مراد جہنم کے دو دو کنوئیں ہیں۔ جہنم کے یہ کنوئیں اتنے زیادہ ہو

Aliwalay.com

لناک اور گہرے ہیں کہ اگر کوئی پتھر اس میں پھینکا جائے تو وہ ستر سال بعد تہہ تک پہنچے گا!
سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا:

ولا تقربو الزنیٓ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

اور تم زنا کے قریب بھی نہ جانا کیونکہ بے شک وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷: آیت ۳۲)

زنا اس لئے برا طریقہ ہے کہ اسی کے نتیجے میں نسب ثابت نہیں ہوتا اس کی وجہ سے اچانک فتنہ فساد پیدا ہو جاتا ہے! اس سے پیدا ہو جانے والے کے لئے میراث نہیں ہوا کرتی! اس سے پیدا ہونے کی صورت میں باپ اور بیٹے کے جو حقوق ہوتے ہیں وہ ثابت نہیں ہوا کرے۔

شہوت پوری کرنے کا بد ترین راستہ

کتاب بلا ھای جتماعی میں اس آیت کی شرح میں یوں لکھا ہے کہ: زنا کے قریب ہرگز نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہ ایک انتہائی پست کام ہے۔ یہ بہت ہی گھناؤنا کام ہے اور گمراہ کر دینے والا راستہ ہے۔

قرآن مجید نے زنا کی جو شدید مذمت کی ہے شاید وہ یہی جملہ وساء سبیلا ہے یعنی اور یہ (زنا) بدترین طریقہ ہے (سورہ بنی اسرائیل ۱۷: آیت ۳۲) کیونکہ یہ جملہ اسلام کے بنیادی نقطۂ نظر کو واضح کر دیتا ہے کہ وہ فحاشی اور بے حیائی کے کاموں کا کتنا سخت مخالف ہے۔ یہ جملہ یہ بتا دیتا ہے کہ زنا ایک قبیح عمل ہے جنسی شہوت پوری کرنے کا خطرناک راستہ ہے۔

جب کوئی معاشرہ اس خطرناک راستے پر چلنے لگتا ہے اور زنا کے ذریعے اپنی خواہشات کو پوری کرنے لگتا ہے تو وہ تباہی کے ہولناک موڑ پر پہنچ جاتا ہے پروردگار عالم نے انسانی نسل کی بقاء کے لئے جنسی شہوت کو رکھا ہے اور اس نے مرد اور عورت میں انس اور محبت کے جذبات ودیعت فرمائے ہیں۔ یہی جذبات اگر ایک محدود اور معین حدود میں رہیں تو اس سے نسل انسانی بھی باقی رہتی ہے اور گھروں کا سکون بھی برقرار رہتا ہے۔ اس طرح پورا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زنا نہ صرف یہ کہ نسل کو خراب کر دیتا ہے بلکہ اس کے نتیجے میں معاشرہ کو فناک کھائی میں گر جاتا ہے جس میں لاکھوں جنسی مریضوں ہوتے ہیں اور ان پر کروڑوں ڈالر علاج کے لئے بجٹ رکھا جاتا ہے اور اس میں لاکھوں لاوارث بچے نظر آتے ہیں۔ (بلا ھای اجتماعی صفحہ ۱۴۳)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۱ پر یوں لکھا ہے کہ فحاشی کے بڑھ جانے اور ناجائز تعلقات قائم ہونے کی وجہ سے ہزاروں طرح کے نقصانات دیکھنے میں آرہے ہیں۔ ایسی تباہی اور ایسی پریشانی جس کی نظیر بلاشک وشبہ بیسویں صدی میں نہیں ملتی۔

آج کل انسان ہزاروں زحمتیں اٹھا کر معمولی سی چیزوں اور ذروں کی توانائی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ آخر وہ خداوند عالم کی دی ہوئی صلاحیت اور شہوت ولذت کو فحاشی اور زنا جیسے بدترین کاموں میں کیوں تباہ کر رہا ہے! حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف تو وہ اپنے اعضاء وجوارح سے فائدہ اٹھا کر ترقی کرنا چاہتا ہے تو دوسری طرف ایسے کام کرتا ہے جو زنا اور فحاشی کی صوعت میں اسے تباہی کے گھاٹ اتار دیتے ہیں:

آج کل سائنس نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ ایٹم کی قوت سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ علم طب نے بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ ہزاروں مفکرین ریسرچ میں مشغول ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج دریافت کیا جا رہا ہے۔ اس تحقیق پر کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس طبی تحقیق کے مقابلے میں ہر سال جنسی مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس کی وجہ سے جنسی بیماریوں میں مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ان کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہر ملک میں لاکھوں افراد اس بیماری میں مبتلا ہو کر ہسپتالوں میں داخل ہو رہے ہیں! ان کی زندگیاں تباہ ہو چکی ہیں! یہ لوگ مفلوج اور اپاہج کی طرح ہو کر رہ گئے ہیں اور معاشرہ پر بوجھ بن گئے ہیں۔ ہر ملک اپنی اقتصادی ترقی کیلئے نئے نئے پروگرام بناتا ہے لیکن چند لمحوں کی لذت اور جنسی شہوت کو پورا کرنے کے نتیجے میں اور تھوڑی دیر کے لئے ناجائز جنسی تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے کئی ملین (ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) لاوارث بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ لاوارث بچے مملکت کی اقتصادی ترقی میں مشکلات کا سبب بنتے ہیں اور ابھی مملکت ان بچوں کی پرورش کا انتظام نہیں کر پاتی کہ پھر کئی ملین اور ایسے ہی بچے وجود میں آجاتے ہیں۔ یہ لاوارث بچے صحیح تربیت نہ ملنے کی وجہ سے بھیانک جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ حکومت کی انتظامیہ اور عدلیہ ہے کے لئے ہمیشہ خوف وہراس کا سبب بنے رہتے ہیں۔

یہ متضاد اور پریشان کن صورت حال فحاشی اور جنسی انحراف کے پھیل جانے کی وجہ سے ہے۔ ہم ان تباہوں اور نقصانات کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جو جدید تہذیب کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ہیں۔

Aliwalay.com

برطانیہ کی دائرہ المعارف جلد۲۳ کے صفحہ ۴۵ پر ہے کہ تحقیقات کے مطابق امریکہ میں نوے فیصد لوگ جنسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔امریکہ کے سرکاری ہسپتالوں میں علاج کرانے والوں کی تعداد تین لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔امریکہ کے ہسپتالوں میں سے چھ سو پچاس ہسپتال صرف جنسی بیماریوں کے علاج معالجے کے لئے مخصوص ہیں۔مذکورہ بلا تعداد سے ڈیڑھ گنا زیادہ لوگ اپنے فیملی ڈاکٹر سے علاج کرواتے ہیں۔

کتاب قوانین جنسی کے صفحہ۳۰۴ پر ہے کہ امریکہ میں ہر سال تیس سے چالیس ہزار بچے وراثت میں جنسی بیماری حاصل کرنے کی وجہ سے مرجاتے ہیں اوراس بیماری سے جو جانیں ضائع ہوتی ہیں ان کی شرح (ٹی بی کی بیماری کے علاوہ) دوسری تمام بیماریوں میں مرنے والوں سے زیادہ ہے۔

اخبار کیہان کے شمارہ نمبر ۵۳۵۶ کچھ یوں لکھتا ہے: ڈاکٹر مولن زجو جنوبی لندن میں لوگوں کا علاج کرتا تھا وہ اپنے مقالے میں لکھتا ہے کہ لندن میں ہر سال پچاس ہزار ناجائز بچوں کے حمل ساقط کروائے جاتے ہیں اور جو بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں بیس میں سے ایک بچہ ناجائز ہوا کرتا ہے۔

اخبار اطلاعات کے شمارہ نمبر ۱۴۱۴ میں ہے کہ ۱۹۵۷ء میں ناجائز بچوں کی تعداد امریکہ میں ۲۰۱۷۰۰ تھی ۔اور گزشتہ بیس سال میں پانچ فیصد اضافہ ہوا ہے اسی سال ان ماؤں کی تعداد جو غیر قانونی شادی کے حاملہ ہوئیں تھیں ۲۴۰۰۰ تھی اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان عورتوں میں اکثریت اٹھارہ سال سے کم تھی ۔پیرس میں ۴۳۵۱۵ بچوں میں سے ۴۱۴۵ بچے غیر قانونی ہوتے ہیں اور سویڈن میں ہر سال ۱۷۰۰۰ ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں۔

زنا کے دنیا و آخرت میں اثرات

امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں:

للزانی ست خصال ثلاث فی الدنیا وثلاث فی الاخرۃ اما التی فی الدنیا فیذھب بنور الوجہ و یورث الفقر و یعجل الفناء:

زنا کے چھ قسم کے اثرات ہیں۔تین دنیا میں اور تین آخرت میں وہ تین اثرات جو دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے پہلا اثر یہ ہے کہ زانی کے چہرے میں وہ تین اثرات جو دنیا میں ظاہر ہوتے ان میں سے پہلا اثر یہ ہے کہ زانی کے چہرے کا نور ختم ہوجاتا ہے۔دوسری بات یہ کہ وہ فقروفاقہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔تیسری چیز یہ کہ اس کی موت قریب آجاتی ہے

و اماالتی فی الاخرۃ فسخط الرب و سوء الحساب و الخلود فی النار (فروع کافی باب زنا)

وہ تین اثرات جو آخرت میں ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے پہلا اثر یہ ہے کہ پروردگار عالم کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے۔دوسرا یہ کہ اس حساب سختی سے لیا جائیگا۔تیسرا یہ کہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔

زنا کار عالم برزخ میں

پانچویں امام (ع) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص بھی مسلمان، یہودی، نصرانی، یا مجوسی عورت سے زنا کرے گا خواہ وہ عورت آزاد ہو یا کنیز اس پر اصرار کرتے ہوئے، توبہ کئے بغیر اس دنیا سے اٹھ جائے گا۔تو پروردگار عالم تین سو عذاب کے دروازے اس کی قبر میں کھول دیتا ہے!اور ہر دروازے سے کئے سانپ، بچھو اور اژدھے آگ سے نکل آئیں گے اور اسے قیامت تک جلاتے اور تکلیفیں پہنچاتے رہیں گے۔

روزِ محشر اور زانی

امام محمد باقر (ع) مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ زنا کرنے والا روز محشر جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کا انتہائی برا حال ہوگا! آپؑ فرماتے ہیں کہ:

فاذا بعث من قبرہ تاذی الناس من نتن ریحہ فیعرف بذلک و بما کان یعمل فی دار الدنیا

جب زانی اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کے جسم کی بدبو سے اہل محشر کو اذیت پہنچے گی۔اس سے اہل محشر سمجھ لیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کیا کرتا تھا۔

حتی یومربہ الی النار الا و ان اللہ حرم الحرام و حدا الحدود فما احد غیر من اللہ تعالی و من غیرتہ حرم الفواحش

یہاں تک کہ پروردگار عالم حکم دے گا کہ اسے آگ میں ڈال دو پھر امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے حرام چیزوں کو خود اپنی طرف سے حرام قرار دیا ہے اور اس نے زندگی گزارنے کے قواعد وضوابط معین فرمائے ہیں۔کوئی شخص بھی خدا سے زیادہ غیرتمند نہیں ہے! یہ اس کی غیرت ہی ہے کہ اس نے فحاشی کو حرام قرار دیا ہے۔

زنا کاروں کی بدبو سے اھل محشر کو اذیت پھنچے گی

حضرت علی (ع) فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمة اهب اللّٰه ریحا منتنة یتسازی بهآ اهل الجمع حتی اذا هبت تمسک بانفاس الناس

روز قیامت خداوندِ عالم کے حکم سے ایسی گندی بدبو پھیل جائے گی جس سے اہل محشر کو اذیت پہنچے گی۔ یہاں تک کہ جب وہ پھیلے گی تو اس عالم میں اہل محشر کا سانس لینا مشکل ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ پھیلے گی تو اس عالم میں اہل محشر کا سانس لینا مشکل ہو جائے گا!

ناداهم مناد هل تدرون ماهذا الریح التی قدآ اذتکم؟

ایسے میں ایک منادی ندا دے گا! اے اہل محشر کیا تم سمجھ رہے ہو کہ یہ بدبودار ہوا جو تمہیں اذیت پہنچا رہی ہے کیسی ہے؟

فیقولون لا وقد اذتنا و بلغنت بنا کل مبلغ

اہل محشر جواب دیں گے: ہمیں نہیں معلوم! البتہ اس بدبو نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا ہے!

پھر حضرتؑ نے جواب میں فرمایا:

هذه ریح فروض الزناة الذین لقو اللّٰه بالزنا ثم لم یتوبوا فالعنو هم لعنهم اللّٰه فلایبقی فی الموقف احد الا قال اللهم لعن الزناة(وسائل الشیعه)

یہ ان زنا کاروں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے جنھوں نے زنا کیا تھا اور اس کی توبہ نہیں کی تھی۔ اے لوگو! خدا ان پر لعنت بھیجتا ہے، تم بھی ان پر لعنت بھیجو۔ پس محشر میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو یہ نہ کہتا ہو کہ پروردگار تو ان پر لعنت (غضب) بھیج!

زنا اور اچانك موت

رسول اکرم (ص) ارشاد فرماتے ہیں:

اذا اکثر الزنا من بعدی کثر موت الفجاة

جب میرے بعد کثرت سے زنا ہونے لگے گا تو ناگہانی اموات بھی کثرت سے ہوں گی! (وسائل الشیعہ)

نیز آپؐ فرماتے ہیں کہ:

الزنا یورث الفقر ویدع الدیاربلاقع

زنا فقر و فاقہ کا موجب ہے اور اس سے آبادیاں ویران ہوجاتی ہیں!

نسل سے بے خبری

حضرت امام جعفر صادق (ع) کے مکتوب میں ہے کہ:

حرم اللّٰه الزنا لمافیه من الفساد من قتل النفس و ذهاب الاتساب و ترک التربیة للاطفال و فساد المواریث

خداوند عالم نے زنا کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً بے گناہ جان کا قتل، حسب و نسب کا ثابت نہ ہونا، بچوں کی عدم تربیت اور میراث کا عدم ثبوت۔

پاك دامن عورتوں سے زنا

ویسے تو شریعت مقدسہ میں زنا کی سزا سو کوڑے ہے لیکن اگر پاک دامن شوہر دار عورت سے زنا کیا جائے تو اس کی سزا بہت بڑھ جاتی ہے! اور زنائے محصنہ (زنا محصنہ سے مراد یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ امکان جماع رکھتے ہوئے زنا کرے اسی طرح بیوی شوہر رکھتے ہوئے زنا کرے) کی سزا سنگسار اور موت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں۔

ثلاثة لایکلمهم اللّٰه یوم القیمة! ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم منهم المرة لوطی فراش زوجها

تین ایسے گروہ ہیں جن سے پرودگار عالم قیامت کے دن بات تک نہیں کرے گا! اور ان کا تزکیہ نہیں فرمائے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ان ہی تین گروہ میں سے ایک عورتوں کا ہوگا جو اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کسی اور سے زنا کرے۔

Aliwalay.com

رسول اللہ (ص) ارشاد فرماتے ہیں:

من فجر بامراة ولها بعل انفجر من فرجها من صديد جهمنم و ادمسيره خمسماة عام يتاذى اهل النار من نتن ريحها و كانت من اشد الناس عذابا

جو شخص شوہردار عورت سے زنا کرے تو مرد اور عورت دونوں سے شرمگاہ سے ایسی بدبو اٹھے گی جو پانچ سو سال کی مسافت تک پہنچے گی! اس بدبو سے اہل جہنم کو سخت اذیت ہوگی، اور ایسے زناکاروں پر شدید ترین عذاب ہوگا!

تمام پہلوؤں پر اسلام کی نظر

کتاب برہان قرآن میں اس موضوع پر یوں لکھا ہے، اسلام میں زنا کی سزا کافی سوچ سمجھ کر انسان کی جنسی خواہش اور اس کے سرکش جذبات کا خیال رکھتے ہوئے رکھی گئی ہے اور اس جنسی شہوت کو پورا کرنے کے لئے اور اس جذبے کی تسکین کیلئے آسان طریقے وضع کئے ہیں اپنے ماننے والوں کی آغاز جوانی ہی میں شادی کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے بہتر قرار دیا ہے۔ شادی کی تاکید کرتے ہوئے رسول اکرم (ص) ارشاد فرماتے ہیں۔ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو شخص بھی میری اس سنت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شادی کے قواعد وضوابط کو آسان بنادیا ہے۔ حکومت اسلامی اس بات کی پابند ہے کہ اگر کوئی شخص شادی نہ کرسکے تو بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔ اس طرح معاشرہ اور ماحول شہوت پرستی اور ہوس بازی سے پاک وپاکیزہ ہوجائے گا۔ اسلام میں جوانی کیسرکشی اور جوانی کے جذبات کا لگام دینے کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ مثلاً ایک طرف آن پڑھ لوگوں کی تعلیم کی خیال رکھا ہے۔ غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کا حکم دیا ہے۔ لوگوں کے پست معیار زندگی کو بہتر کرنے کی کوششیں کی ہیں تو دوسری طرف انسانی جذبات کو معتدل رکھنے کیلئے روزے واجب کئے نمازیں فرض کیں اور مستحب نماز، روزوں اور اعتکاف کا حکم دیا ہے۔ یہ احکامات اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ اس کے شہوانی جذبات کم ہوجائیں، وہ شیطانی خیالات سے محفوظ رہے اور خدا کے بارے میں غوروفکر کرے۔ ان احکامات کی مدد سے گناہوں سے بچا جاسکتا ہے، اور اس راستے پر چل کر اپنے نفس کی حفاظت کی جاسکتی ہے اور جذبات پر قابو حاصل کیا جاسکتا ہے ان تمام اقدامات کے ساتھ ساتھ اسلام نے گنہگار کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہیں لیا ہے۔ سزا کا حکم اس لئے ہے کہ معاشرے کا نظام گناہ کرنے کی وجہ سے درہم برہم نہ ہو حد اس وقت جاری کی جاتی جب گناہ کرنے والا بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ چار عادل گواہوں کی موجودگی میں کسی کی آبروریزی کرے اور جانوروں کی طرح اپنی جنسی خواہش کو پورا کرے۔ اسلام زنا کی سزا اس وقت دیتا ہے جب یہ چار عادل گواہ پورے یقین کے ساتھ گواہی دیں کہ ہم نے بالکل واضح طور پر اس عمل کو دیکھا ہے۔ اسلام زناکار کو اس وقت سزا دیتا ہے جب وہ معاشرے کی عزت سے کھیل جائے!

حیرت کی بات یہ ہے کہ اس مرحلے پر بھی ایسے مجرم کے ساتھ اسلام رعایت اور نرمی کا حکم دیتا ہے اور گنہگار کے حالات اور اس کی مجبوریوں کا خیال رکھتے ہوئے اسے سزا دیتا ہے۔ جب زنا کرنے والا غیر شادی شدہ ہو تو زنا کے ثابت ہونے پر اسے سو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ سنگسار کرنے کا حکم ایسے زانی کیلئے ہے جس کی بیوی موجود ہو اور وہ بلاضرورت اپنی عیاشی اور ہوس رانی کی وجہ سے اس بھیانک عمل کا ارتکاب کرے۔

یہاں پر یہ نکتہ قابل ذکر ہے جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ آج کل ہمارے زمانے میں اقتصادی اور اخلاقی صورت حال کچھ ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان نہ صرف یہ کہ شادی کرنے سے فرار اختیار کررہے ہیں بلکہ فحاشی کی طرف مائل ہونے پر مجبور ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ آج ہمارے نوجوان اقتصادی مشکلات اور اخلاقی مسائل کا شکار ہیں۔ لیکن آخر ان مشکلات کے کیا اسباب ہیں؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اسلامی قوانین وضوابط کا خیال نہیں رکھا گیا اور انہیں نافذ نہیں کیا گیا اگر یہ قوانین نافذ ہوتے تو ہم ان مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رہتے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو شہوت اور ہوس بازی پیدا کرنے والے امور کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتی، اور شادی کرنے کے وسائل مہیا کرتی اور لوگوں کے ضروریات زندگی مہیا کرنے کی کوشش کرتی۔ نوجوانوں کو جو کسی بھی حکومت میں مستقبل کی امید ہوتے ہیں، اس خوفناک کھائی میں گرنے سے بچاتی۔

اسلامی قانون کی حکمرانی میں فحش فلمیں، بے حیائی پھیلانے والی نشریات، بے غیرتی اور جنسی شہوت کو ابھارنے والی ثقافت، شراب خانے اور نائٹ کلب وغیرہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اسلامی قانون کی رو سے ہر وہ کام جس سے فسق وفجور پھیلنے میں مدد ملے ممنوع ہے۔ اسلامی نظام میں نوجوان کو مختلف

Aliwalay.com

مسائل پیدا کر کے غیر شادی شدہ رہنے پر مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ ایک ایسا ماحول اور معاشرہ وجود میں آجاتا ہے جس میں لوگ متقی اور پاک دامن رہ کر زندگی گذار سکیں۔ اسلام فقط لوگاں کو سزا دینے کیلئے نہیں ہے اس کے قوانین تو معاشرے کو پاک اور پاکیزہ بنانے کیلئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق زنا کرنے والے کی حالت اور اس کی مجبوری کو دیکھا جاتا ہے اور اس کے بعد اسے سزا دی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے زنا نہیں مرتکب ہونے والوں کی سات اقسام کے گروہ بنائے گئے ہیں اور ان کی سزا بیان کی گئی ہے۔

۱) سنگسار کرنا

۲) سنگسار اور کوڑے، دونوں سزائیں۔

۳) سو کوڑے اور سر منڈھوا کر شہر بدر کر دینا۔

۴) پچاس کوڑے۔

۵) پچھتر کوڑے

۶) ضغث یعنی چند مرتبہ کوڑا ہاتھ میں اٹھا کر ایک مرتبہ لگانا۔

۷) حد زنا اور تعزیر دونوں۔

یہاں ہم محترم پڑھنے والوں کی مزید معلومات ان اصول وقواعد اور شرائط کو فقہ اور احادیث کی روشنی میں بیان کر رہے ہیں۔

۱) زنا ثابت ہونے کے لئے چار عادل مردوں یا تین عادل مردوں اور دو عادل عورتوں، یا دو عادل مردوں اور چار عادل عورتوں کی گواہی کی ضرورت ہے اور جب دو عادل مرد اور چار عادل عورتیں گوہی دیں تو جب زنا کرنا والا مرد بیوں رکھتا ہو، اسی طرح زنا کرنے والی عورت شوہر دار ہو تو انہیں سنگسار کرنے کی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ صرف کوڑے لگائے جائیں گے۔

۲) زنا کی گواہی دینے والے ایک ہی جگہ پر زنا کے واقع ہونیکی گواہی دیں۔

۳) زنا کی گواہی دینے والے ایک ہی وقت میں زنا کے واقع ہونیکی گواہی دیں۔

۴) گواہی دینے والے ایک ہی نشست میں گواہی دیں۔

۵) جب کبھی چار عادل دوسرے کسی چار عادل کی گواہی کو نقل کریں تو یہ کافی نہیں ہے۔

۶) جب کبھی چار عادل کسی عورت کیساتھ زنا واقع ہونے کی گواہی دیں لیکن وہ اسے نہ پہچانتے ہوں تو ان کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عورت اس مرد کی بیوی ہو اور گواہی دینے والے اسے نہ پہچانتے ہوں۔

۷) جب کبھی چار گواہی دینے والوں میں سے تین گواہی دیں لیکن چوتھا گواہی دینے سے اجتناب کرے یا اس کا بیان باقی تین گواہی دینے والوں سے مختلف ہوں، تو ایسی صورت میں گواہی دینے والے تین افراد کو قذف (یعنی کسی پر زنا کا بہتان لگائے) کی سزا دی جائے گی۔

۸) جب زنا کرنے والا تین مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے لیکن چوتھی مرتبہ اعتراف نہ کرے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی حد جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ چوتھی مرتبہ بھی اعتراف کرے۔

۹) جب زنا کرنے والا ایک ہی نشست میں چار مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ حد جاری کرنے لے کئے ضروری ہے کہ چار نشستوں میں چار مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے۔

۱۰) قاضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ملزم کو زنا کا اعتراف کرنے کی حوصلہ افزائی کرے اور اسے جملے مکمل کرنے میں مدد دے بلکہ قاضی کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے عام لوگوں کی عفت وطہارت اور شرم وحیاء کا لحاظ کرتے ہوئے اور انہیں گناہ کرنے کی جرات سے روکنے کیلئے جہاں تک ہو سکے اس بات کی کوشش کرے کہ زنا ثابت نہ ہو۔ قاضی کو چاہیے ملزم کو اس قسم کی باتیں بتائے کہ وشک وشبہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خود کو بچالے۔ قاضی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ملزم کا گناہ سے انکار کرنے کی تلقین کرے۔

۱۱) جب شادی شدہ مرد چار مرتبہ اعتراف کرنے کے بعد انکار کر دے تو اسے سنگسار کرنے کی سزا نہیں دی جائے گا اور اس کی سزاء میں تخفیف کر دی جائے گی۔

Aliwalay.com

۱۲) ایسا نومسلم جو زنا کی شرعی سزاء سے واقف نہ ہو اسے سزا نہیں دی جائے گی۔
۱۳) ایسا غیر شادی شدہ شخص جو بیمار ہو اگر زنا کرے تو حاکم شرع کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ لکڑی کے تنکے والی جھاڑو یا کھجور کے درخت کی شاخ سے مارے اور ان کو کوڑا شمار کرے اور خرمے کی شاک اور جھاڑو میں جتنی لکڑیاں ہوں ہر ایک کو ایک کوڑا شمار کرے۔
۱۴) کوڑے اس طرح مارے جائیں کہ بدن کو گوشت اس سے متاثر نہ ہو۔سزا اس وقت دی جائے، جب مجرم بالغ و عاقل ہو اور حالت اختیار میں گناہ کرے (اگر کسی کو زنا پر مجبور کیا جائے اور وہ زنا کرلے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی)
۱۵) اگر کوئی شخص غلطی سے کسی دوسری عورت کی اپنی بیوی سمجھ کر جماع کر لے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

یہ ان شرطوں کا خلاصہ تھا جسے رحمان و رحیم اور مہربان پروردگار نے جو اپنے بندوں سے اچھی طرح واقف ہے۔وضع فرمایا ہے اور اس نے زنا جیسے بڑا گناہ کی سزا معین کی ہے۔ہم یہاں پر ایک روایت کی بیان کرے ہیں جس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اولیائے اسلام کس حد تک لوگوں کی عزت محفوظ رکھنا چاہتے تھے اور زنا کی حد جاری کرنے میں کتنی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے۔

حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے زنا کا اقرار کیا۔ساتھ ہی ساتھ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ: مجھ پر زنا کی حد جاری کردو!

حضرت عمر نے جب یہ سنا تو حکم دیا کہ اس پر زنا کی حد جاری کر دی جائے وہاں حضرت علی (ع) تشریف لائے اور یہ ماجرا دیکھ کر آپؑ نے فرمایا۔اے عمر اس عورت سے دریافت کرو کہ اس نے کن حالات میں زنا کیا ہے۔

عورت نے جواب دیا: مجھے بیابان میں سخت پیاس لگ رہی تھی۔میں پانی تلاش کرتی ہوئی آگے بڑھی تو مجھے دور سے ایک کالی چادرتنی ہوئی نظر آئی، وہ ایک عرب شخص کا خیمہ تھا۔میں نے وہاں پہنچ کر اس شخص سے پانی مانگا مگر وہ مجھ سے زنا کئے بغیر پانی دینے پر تیار نہ ہوا۔میں سے اس کی شیطانی خواہش نہیں مانی اور وہاں سے بھاگنے لگی۔لیکن اس کی وجہ سے میر پیاس مزید بڑھ گئی۔یہاں تک کہ میری آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میری ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں۔میں اس شخص کے پاس واپس لوٹی اور پانی کے ایک گھونٹ کے عوض اپنا بدن اس کے حوالے کر دیا۔

حضرت علی (ع) نے فرمایا یہی تو اضطرار اور مجبوری کا موقع ہے جس کا بیان خدا نے قرآن میں فرمایا ہے

فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(سورہ مائدہ ۵: آیت ۳)

یہ عورت کسی لحاظ سے گنہگار نہیں ہے۔پس امامؑ نے فرمائش کی کہ اسے رہا کردیا جائے اور وہ رہا کردی گئی۔(برہان قرآن)

عاقلانہ اقدامات

چونکہ زنا معاشرے میں فساد اور بد نظمی کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے آخرت کی ہلاکت نصیب ہوتی ہے۔اس لے زنا سے بچنے کی خاطر حفاظتی اقدامات کے طور پر خداوند تعالیٰ نے اپنی بے کراں حکمت سے بھرے ہوئے کچھ احکامات ہم پر واجب قرار دیئے ہیں۔اگر ان احکامات کی پابندی کی جائے تو مسلمان لوگ کبھی اتنے بڑے گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔

قرآن میں پردے کا حکم

قرآن مجید میں چند مقامات پر عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً سورہ نور میں ارشاد ہے:

وقل للمومنٰت یغضضن من ابصار ھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن(سورہ نور ۲۴: آیت ۳۱)

اور (اے رسول (ص)) مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگھار کے مقامات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔مگر جو خود ظاہر اور چھپ نہیں سکتا اس کا گناہ نہیں۔ان کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں کو گھونگھٹ مار کے اپنے گریبانوں اور سینوں پر ڈالے رہیں اور محرم مردوں کے سوا اپنا بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہے:

یا ایھا النبی قل لا زواجک وبناتک ولنساء المومنین ید نین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن

Aliwalay.com

فلایوذین وکان اللہ غفورا رحیما(سورہ احزاب ۳۳ آیت ۵۹)

اے نبی (ص) اپنی بیویوں، اپنی لڑکیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلتے وقت اپنے چہروں اور گردنوں پر اپنی چادروں کا گھونگٹ لٹکا لیا کریں۔ یہ ان کی شرافت کی پہچان کے واسطے بہت مناسب ہے۔ایسی صورت میں انہیں کوئی چھیڑے گا بھی نہیں۔اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔اسی سورے میں یہ بھی ارشاد ہے کہ:

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا

اے نبی (ص) کی بیبیوں تم اور معمولی عورتوں کی سی تو ہو نہیں (پس) اگر تم کو پرہیز گاری منظور ہے تو (اجنبی آدمی سے) بات کرنے میں نرم نرم (لگی لپٹی) بات نہ کرو تا کہ جس کے دل میں (شہوت زنا کا) مرض ہے وہ (کچھ) اور آرزوٗ (نہ) کرے اور (صاف صاف) عنوان شائستہ سے بات کیا کرو۔(سورہ احزاب ۳۳: آیت ۳۲)

سورہ احزاب ہی کی ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

و اذا سالتمو ھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم و قلوبھن(سورہ احزاب ۳۳: آیت ۵۳)

اور اگر پیغمبر کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔یہی تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے واسطے بہت صفائی کی بات ہے۔

ان احکامات کی روشنی میں مسلمان عورتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ نامحرم مردوں سے پردہ کریں۔ایسے لباس اور ایسے عالم میں نامحرموں کے سامنے نہ نکلیں جس سے پردے کا لحاظ جاتا رہے اور بدن کے شہوت انگیز مقامات پر نگاہ ٹھہرے۔یہ عورت کا فرض ہے کہ اس طریقے سے وہ اپنی شخصیت وحیثیت کی حفاظت کرے اور اپنے بدن کی نمائش کے ذریعے مردوں کے افکار کو آلودہ اور خطرناک نہ بنادے۔شہوت کی ایک نظر بڑے فساد اور بڑی بدکاری کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ناپاک عشق اسی بے پردگی کی وجہ سے معاشرے میں ناسور کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور خاندان کو تباہ کر دیتے ہیں۔

شاہ کے زمانے میں جب سے بے پردہ نکلنے کا حکم صادر ہوا تھا، زنا کی وارداتیں بڑھ گئی تھیں۔ ہر روز ناجائز تعلقات کے دسیوں مقدمے عدالتوں میں پیش ہوتے تھے۔ہر ماہ دسیوں شوہر دار اور بچوں والی عورتیں گھریلو ماحول سے فرار ہو کر عشرت کدوں میں پہنچ جاتی تھیں۔پانچ ہزار بدکاروں نے مل کر شہر سے باہر ایک نیا شہر بنا لیا تھا اور ہر روز بدکاروں کے اس شہر کی آبادی بڑھ رہی تھی! کراچی سے باہر موجود اس نئے شہر کے بارے میں حالت اتنی بگڑ گئی تھی کہ تہران کا کمشنر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔روزانہ اوسطاً سات شیر خوار بچے تہران کی گلیوں اور سڑکوں پر پڑے مل جاتے ہیں جن کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا! ظاہر ہے ایسے شیر خوار بچے جن کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہ ہو اور جو زنا کی پیداوار ہوں وہ معاشرے میں ایک ٹھوس مقام نہیں بنا سکتے اور معاشرے کیلئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔بے پردگی کی وجہ سے زنا عام ہو جاتا ہے اور ہزاروں پاک دامن عورتیں فاحشہ بن جاتی ہیں۔ہوس باز اور نظر باز مردوں کی زہریلی نگاہوں سے بچنے کا اور درحقیقت زنا سے بچنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ عورتیں باقاعدہ پردہ کریں۔

نامحرم کو دیکھنا

یہ بھی حکم ہے کہ عورتیں اپنی نگاہیں نامحرم مردوں پر نہ ڈالیں۔مسلمان مردوں کو بھی حکم ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔سورہ نور میں ارشاد ہے کہ:

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک از کی لھم ان للہ خبیر بما یصنعون (سورہ نور ۲۴: آیت ۳۰)

اے (رسول (ص)) مومنین سے کہہ دے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں: یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے، یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس سے یقیناً خوب واقف ہے۔

شیطان کا زہر آلود تیر

حضرت امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ: **النظر سھم من سھام ابلیس مسموم وکم من نظرۃ او رثت حسرۃ طویلۃ** (وسائل الشیعہ) بری نظر ابلیس کے زہر آلودہ تیروں میں سے ایک تیر ہے۔کتنی نگاہیں ایسی ہیں جو طویل حسرت کا باعث بن جاتی ہیں۔

اعضاء کا زنا

امام محمد باقر (ع) اور امام جعفر صادق (ع) دونوں سے مروی ہے کہ

عن ابی جعفر و ابی عبد الله + قالاما من احد الا وهو يصيب حظا من الزنا فزنا ء العين النظروزناء الفم القبلة و زنا اليدين اللمس (وسائل الشیعہ)

کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی حد تک زنا کا ارتکاب نہ کرتا ہو! آنکھ کا زنا یہ ہے کہ بری نظر سے دیکھا جائے۔ ہونٹوں کا زنا یہ ہے کہ بوسہ لیا جائے اور ہاتھوں کا زنا یہ ہے کہ نامحرم عورتوں کو چھو لیا جائے۔

یہ بھی مروی ہے کہ

من مالايمينيه من امراة حراما حشاهما الله يوم القيمة بمسامير من نار و حشا هما نارا حتى يقضى بين الناس ثم يومر به الى النار

(وسائل الشیعہ، کتاب النکاح، باب ۱۰۴، صفحہ ۲۴)

جو شخص اپنی آنکھوں کو کسی نامحرم عورت کو بری نظر سے دیکھ کر بھرے گا (بہت دیکھے گا) تو خدا قیامت کے دن ان دونوں آنکھوں کو آگ کی سلاخوں سے بھر دے گا! آنکھوں میں آگ کی سلاخیں اس وقت تک لگی رہیں گی، جب تک خدا تمام لوگوں کے فیصلے سنا نہ دے گا۔ اس کے بعد کہیں جا کر اسے جہنم میں پھینک دینے کا حکم ملے گا۔

ابلیس کے ساتھ آگ کی زنجیروں میں

جو شخص نامحرم عورت سے لپٹ جائے گا وہ قیامت کے دن شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں باندھا جائے گا وہ زنجیر آگ کی ہوگی اور دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں پھینکا جائے گا۔ روایت کے یہ بھی الفاظ ہیں کہ: من نظر الى امراة فرفع بصره السماء او غمض بصره لم ير تد اليه بصره حتى يزوجه الله من الحور العين و يعصبه ايمانا يجد طعمه (وسائل اشیعہ، کتاب نکاح، صفحہ ۲۴) یعنی جس شخص کی نظر کسی عورت پر پڑ جاتی ہے اور وہ فوراً اسے آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہے یا نگاہیں جھکا لیتا ہے۔ تو نگاہیں پوری طرح ہٹنے سے پہلے ہی خداوند عالم اس کی شادی حور عین سے کر دیتا ہے اور اس کے دل میں ایمان کی ایک ایسی تازگی پیدا کر دیتا ہے، جس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے۔

عن النبی: نبی کریم (ص) سے مروی ہے کہ:

اشتد غضب الله على امراة ذات بعل ملات عينها من غير زوجها و غيرمحرم منها

خدا کا غضب ایسی شوہر دار عورت پر بہت شدید ہوتا ہے جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی نامحرم مرد کو نظر بھر کر دیکھے!

فانها ان فعلت ذلک احبط الله عزوجل كل عمل عملت

جب ایسی عورت یہ حرکت کرتی ہے تو خدائے ذوالجلال اس کا کیا ہوا ہر نیک عمل حبط کر لیتا ہے اور کوئی ثواب نہیں دیتا۔ (بحار الانوار)

چند روایتوں میں باپردہ عورتوں کو پردے کے علم میں دیکھتے رہنا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے، البتہ یہ کام مکروہ ثابت ہے۔

اگر چہ نامحرموں کو دیکھنے کی مذمت میں روایتیں بے شمار ہیں لیکن ہم اس مقدار پر اکتفا کی ہے۔

(۳) نامحرم کے ساتھ تنہائی

اجنبی یا نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا مرد کے لئے اس وقت حرام ہے جب کہ کسی حرام کام میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو، اگر چہ دونوں عبادت میں مشغول ہوں، اسی طرح نامحرم مرد کے ساتھ تنہا کسی مقام پر عورت کا رہنا بھی حرام ہے جب کہ کسی حرام میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

پیغمبر اکرم (ص) سے مروی ہے کہ:

من كان يومن بالله و اليوم الاخرفلا يبيت فى مرضع يسمع نفس امراة لست له بمحرم(وسائل الشيعه)

جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسی جگہ نہیں سوتا، جہاں اسے کسی نامحرم عورت کے سانس لینے کی آواز آ رہی ہو۔

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

عن ابی عبيد الله قال فى ماخذ الرسول البيعة النساء ان لايقعد ن مع الرجال فى الخلاع (وسائل الشیعہ)

Aliwalay.com

جب پیغمبر اکرم (ص) نے مسلمان عورتوں سے بیعت لی تو ان سے یہ عہد لیا کہ وہ نامحرم مردوں کے ساتھ خلوت میں نہیں بیٹھیں گے۔
خلوت سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کسی اور شخص کے داخل ہونے کا یا آ جانے کا امکان نہ ہو۔مثلاً ایسا کمرہ ہو جس کا دروازہ اندر سے بند ہو یا ایسی جگہ ہو جہاں لوگ آتے نہیں ہوں۔

سخت سزا

اسلام نے زنا جیسے انتہائی برے کام کی روک تھام کیلئے بہت سخت سزا رکھی ہے تا کہ یہ کھلے عام نہ پھیلے۔خلاصے کے طور پر ہم کچھ احکام پانچ نکات میں بیان کرتے ہیں:

(۱) اگر کوئی شخص اپنے خونی رشتہ داروں میں سے کوئی محرم عورت کے ساتھ، مثلاً بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی یا بھانجی وغیرہ سے زنا کر بیٹھے تو اسے شرعی طریقے کے مطابق قتل کر دینا چاہیئے۔

(۲) اگر کوئی شخص دیکھے کہ ایک آدمی اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر رہا ہے تو اگر وہ شخص خود کو محفوظ سمجھتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ان دونوں کو قتل کر ڈالے۔اگر وہ محفوظ نہ ہو یا قتل کرنا نہ چاہے تو بہر حال بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی۔

(۳) اگر کوئی کافر کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرے تو وہ قتل کر دیا جاتا ہے اسی طرح جس مسلمان نے تین دفعہ زنا کی شرعی سزا پائی ہو اور چوتھی مرتبہ اس پر زنا کا جرم ثابت ہو جائے تو وہ بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔

(۴) جس شخص کے دائمی عقد میں اس کی بیوی اس کے پاس موجود ہو، وہ بالغ اور عاقل ہو اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع کر چکا ہو اور مزید جب چاہے کر سکتا ہو، اس کے باوجود اگر وہ کسی اور عاقل و بالغ عورت سے زنا کر بیٹھے تو اسے شرعی لحاظ سے سنگسار کر دیا جاتا ہے، بعض مجتہدین یہ بھی کہتے ہیں کہ سنگسار کرنے سے پہلے ایسے شخص پر سو کوڑے بھی مارے جانے چاہیں۔

(۵) اگر زنا کرنے والا شخص محصن نہ ہو (یعنی ان شرائط پر پورا نہ اترتا ہو جو چوتھی شق میں ابھی بیان ہوئیں) اور وہ کسی نامحرم عورت سے زنا کر بیٹھے تو اس کی شرعی سزا ایک سو کوڑے لگانا ہے۔اسی طرح اگر اپنی مرضی سے زنا کرنے والی عورت شوہر دار ہو تو اسے سنگسار کر دیا جاتا ہے اور اگر شوہر دار نہ ہو تو اسے ایک سو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

الزانية و الزانی فاجلدو اکل و احد منهماماةجلدة و لاتاخذکم بهما رافة فی دين الله ان کنتم تومنون بالله واليوم الاخر و يشهد عذابهما طائفة من المومنين (سورہ نور۲۴: آیت۲)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد، دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو حکم خدا کے نافذ کرنے میں تم کو ان کے بارے میں کسی طرح کا ترس نہ آنے پائے۔اور ان دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیئے۔

اس آیۃ شریفہ کو بیان کر کے انجمن تبلیغات اسلامی کے رسالے نے کچھ یوں لکھا ہے:

یہاں سے دو اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔پہلی بات تو یہ کہ زنا کرنیوالے مرد اور زانیہ عورت کو مجمع کے سامنے کوڑے لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ دوسروں کو عبرت حاصل ہوتی ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اگر وہ بھی ایسی بدکاری کریں گے تو ان کو بھی یہی سزا ملے گی۔آخرت کی شدید سزا تو اس کے علاوہ ہے۔دوسری بات یہ کہی جاتی ہے لیکن اس کا سو فیصد حقیقت پر مبنی ہونا ہمیں ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ زنا کرنے والوں کو کوڑے لگانا ایک طرح سے ان کا طبی علاج ہے۔زنا کے باعث پیدا ہونے والے سوزک اور دیگر گندے امراض کا اس طرح علاج ہو جاتا ہے۔علاج یہی ہے کہ بدن پر چوٹ مار کر حرارت پیدا کی جائے اس حرارت کے باعث زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے امراض کے جراثیم جو تازہ بدن میں وارد ہوئے ہوتے ہیں پھل پھول نہیں پاتے۔ایک سو مرتبہ کوڑے لگنے سے بدن میں اتنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے کہ ایسے تمام جراثیم مر جاتے ہیں۔

ایک اور نکتہ یہ ہے کہ زنا کے باعث سوزاک جیسے امراض نہ صرف پیدا ہوتے ہیں بلکہ زنا کرنے والے شخص کی بیوی یا زنا کرنے ولای عورت میں بھی جماع کے وقت منتقل ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ بھی ان امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اسی لئے زنا کرنے والوں سے شادی کرنا ناپسندیدہ اور ممنوع ہے۔البتہ اگر زانیہ عورت زنا کرنے والے شخص سے شادی کرے تو ظاہر ہے کہ کسی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔لیکن یہ بات ضرور ہے کہ زنا کے امراض کا برا اثر نسل پر بھی پڑتا ہے۔آئندہ نسلیں عیب دار پیدا ہوتی ہیں کوئی نہ کوئی جسمانی نقص پیدائشی طور پر ان میں ہوتا اسی لئے دین اسلام نے کیا خوب حکم دیا ہے۔

Aliwalay.com

الزانی لاینکح الازانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحها الا زان او مشرک و حرم ذلک علی المومنین (سورہ نور ۲۴: آیت ۳)

زنا کرنے والا مرد تو زنا کرنے والی عورت یا مشرکہ ہی سے نکاح کرے گا۔ اور زنا کرنے والی عورت بھی بس زنا کرنے والے ہی مرد یا مشرک سے نکاح کرے گی۔ سچے مومنین پر تو اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ زنا، جب شرعا ثابت ہو۔

اس بات کی وضاحت ضروری ہے اور اسے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ زنا کی حد اس وقت جاری کی جاتی ہے جب شرعی نکتہ نظر سے زنا ثابت ہو جائے جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا کہ زنا ثابت ہونے کی متعدد شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ چار عادل مردوں نے زنا ہوتے ہوئے دیکھا ہو۔ یہ عادل افراد ایک وقت، ایک ہی جگہ پر زنا واقع ہونے کی خبر دیں اور وہ زانیہ عورت کو پہچانتے بھی ہوں تاکہ یہ احتمال نہ رہے کہ کہیں وہ عورت، داخل کرنے والے مرد کی بیوی تو نہیں ہے۔

دو قابل ذکر نکات

(۱) غیر شادی شدہ عورت، یا اس عورت سے جو طلاق رجعی کے عدے (اس سے مراد طلاق رجعی دینے کے بعد عورت کا وہ عدہ ہے جس میں شوہر بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے) میں نہ ہو، اس سے اگر کوئی شخص زنا کرے تو اس سے بعد میں شادی کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ عورت شادی شدہ ہو یا عدہ رجعی میں ہو تو زنا کرنے والا کبھی بھی اس سے عقد نہیں کر سکتا اور ایسی عورت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ اگر ایسی عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے پھر بھی وہ زنا کرنے والے شخص پر حرام رہے گی۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ یہ قول زیادہ مشہور ہے۔ یعنی وہ ان سے کبھی شادی نہیں کر سکتا اور وہ اس کی محرم خواتین میں بھی شمار نہیں ہوتیں۔ اسی طرح عورت نے جس مرد سے زنا کیا ہو اس مرد کا باپ اس پر حرام ہو جاتا ہے، یعنی وہ کبھی اس سے شادی نہیں کر سکتی۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن میں مجتہدین کا تھوڑا بہت اختلاف موجود ہے۔ اس لئے اگر عمل کرنا ہو تو اپنے اعلم مجتہد کا مسئلہ دیکھا جائے

کتاب برہان قرآن میں لکھا ہے کہ:

اسلام کے مخالف لوگ اسلام کی پابندیوں پر اعتراض کرتے ہیں اور فرانس، امریکہ یا یورپ کی جنسی آزادی کی حمایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ دل میں جو خواہش رکھتے ہیں اس کا کھل کر اظہار کر دیتے ہیں اور منافقت نہیں کرتے کہ دل میں کچھ خیال ہو اور ظاہر میں پارسا بن رہے ہوں، وہ کہتے ہیں کہ جنسی تسکین انسان کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے، اور اس ضرورت کو دبا کر رکھنا انسان کی نفسیات پر برا اثر ڈالتا ہے۔ پس جس طرح بھی ہو جنسی تسکین بقولے فراہم کر لینی چاہیے اور اس دباؤ سے آزاد ہو جانا چاہیے تاکہ روزانہ اپنا کام اور کاروبار آدمی یکسوئی سے کر سکے اور ترقی کی منزلیں جلد طے کر لے۔

یہ اسلام کے دشمن لوگوں کا مغالطے سے بھرا ہوا بیان تھا وہ دوسری جنگ عظیم کا حال بھول گئے ہیں۔ جب جرمن فوج کے پہلے ہی حملے پر فرانس کے لوگوں نے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ پھر جرمن فوجیوں نے جس درندگی سے اپنی وحشیانہ جنسی جذبات کی بے لگام تسکین کے لئے حرکتیں کی تھیں، اس سے خود فرانس کے لوگ امان مانگتے ہیں۔

آزادی کی کوئی حد ہونی چاہیے، جنسی آزادی اگر بے لگام ہو تو آدمی درندوں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خود فرانس کی شکست دوسری جنگ عظیم میں اسی بے لگام جنسی آزادی کے باعث ہوئی تھی۔ کتاب چرا فرانسہ شکست خورد میں لکھا ہے کہ:

جب جرمن فوج کے بمبار طیارے فرانس کے شہروں کو بمباری کر کے تباہ کر رہے تھے اس وقت کے وزیر اعظم پر رینو نے چاہا کہ ٹیلی فون کے ذریعے مرکزی فوجی اڈے سے کچھ اور لڑاکا طیارے لڑنے کیلئے منگوا لے۔ اس نے فوری طور پر اپنی میز پر رکھے ہوئے تینوں ٹیلی فون استعمال کئے تئے۔ لیکن ہر ٹیلی فون کو مرکزی اڈے میں موجود میجر کی محبوبہ مادام ڈولی نے اٹھایا تھا۔ مادام ڈولی اس اہم ترین موقع پر جب خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی اور فرانس کو جہنم کا نمونہ بنایا جا رہا تھا وزیر اعظم سے نازنخرے کی باتیں کرنے لگی تھی اور سیاسی اور فوجی معاملات میں کچھ ایسے مشورے دینے لگی تھی جن سے سرکاری پیمانے پر منعقد ہونے والی عیش وطرب کی محفلوں پر کوئی اثر نہ ہو۔

Aliwalay.com

جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہاں کی مڈل (اسکول کی طالبات میں سے اڑتیس فیصد لڑکیاں حاملہ ہوتی ہیں! یعنی چھٹی ساتویں کی سو میں سے اڑتیس لڑکیوں کا یہ حال ہے! لیکن ہائی اسکول، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی لڑکیاں، جیسے جیسے جنسی مسائل کا تجربہ بڑھتا ہے، ان کے حاملہ ہونے کا تناسب کم ہوجاتا ہے اور وہ اپنے تجربے کی بنا پر حمل قرار ہونے ہی نہیں دیتیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جنسی خواہشات کی تسکین اگر صحیح اصول کے تحت ہو اور بے لگام نہ ہو تو یہ فطری چیز ہے اسی لئے اسلام نے اس موضوع پر بہت تاکید کی ہے۔ امریکہ آج جنسی مسائل میں اتنا زیادہ گھرا ہوا ہے کہ اس کے قانون میں ان مسائل کو حل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ آدمی جنسی خواہش کی تسکین نہ کرے اور افسردہ رہ کر ڈھنگ سے کاروبار یا کام نہ کرسکے۔ البتہ اسلام جنسی خواہش کی تسکین کا ایک ایسا لائحہ عمل دیتا ہے جس سے نہ تو لوگوں کی انفرادی حیثیت متاثر ہوتی ہو اور نہ ہی معاشرے میں کوئی خرابی پھیلتی ہو۔ اسلام اس معاملے میں چوپایوں کی طرح بے لگامی کا قائل نہیں ہے۔

بے شک جنسی خواہش کی تسکین سے آدمی کو خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور اگر آدمی کسی نعمت کو حد سے بڑھ کر استعمال کرے تو وہ اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوجاتی ہے۔ دسترخوان پر یا کھانے کی میز مرانواع واقسام کے اشتہا انگیز کھانے چنے ہوں تو آدمی کو اچھا لگتا ہے۔ لیکن اگر آدمی یہاں عقل سے کام نہ لے تو اسے بدہضمی ہوجائے گی اور وہ تکلیف کا شکار ہوجائے گا۔ اس بات میں شک نہیں ہے کہ یورپی اقوام مادی، سائنسی، صنعتی اور کاروباری اعتبار سے دیگر قوموں کی نسبت بہتر ہیں لیکن رفتہ رفتہ عیاشی اور جنسی بے لگامی ان کی اس مادی ترقی کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ وہ قومیں حد سے بڑھی ہوئی فحاشی کے باعث فنا کے راستے پر چل رہی ہیں۔ مادی لحاظ سے بھی ان کا زور رفتہ رفتہ ٹوٹ رہا ہے۔ استعماری طاقتیں اپنی محکوم حکومتوں کے ساتھ مل کر محض سرکاری حکام اور انتہائی امیر لوگوں کی بھلائی کی سوچتی ہیں ان کو بھلائی اسی میں نظر آتی ہے کہ ان کی حکومتیں برقرار ہیں اور عوام ان کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ عوام کو اپنی عیاشی اور خودغرضی کی راہ سے ہٹانے کا طریقہ انہوں نے یہ اپنایا ہے کہ عوام کو عیش، شراب، منشیات، کھیل کود اور جنس بے لگامی ہی میں مست رکھا جائے۔ مغربی دنیا میں عورت ایک طرف مرد کی برابر کی شریک ہے اور ہر معاملے میں اس کا برابر سے ساتھ دیتی ہے لیکن دوسری جانب یہی عورت گھریلو لحاظ سے ایک برابر کی شریک زندگی کا کردار ادا نہیں کرتی۔ نہ تو وہ اپنے شوہر کیلئے ایک پاک دامن بیوی ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے بچوں کے لئے عمدہ تربیت کرنے والی ایک ماں کا کردار ادا کرپاتی ہے۔ بلکہ آج مغربی دنیا کا یہ حال ہے کہ زیادہ تر جوڑے بغیر شادی کے ایک ہی ساتھ رہتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے بے زار ہوجاتے ہیں تو اپنا کوئی اور ساتھی تلاش کرلیتے ہیں شادیاں بھی ہوتی ہیں تو زیادہ تر اسی جنسی بے لگامی کی وجہ سے طلاق پر ختم ہوتی ہیں۔ شادی شدہ جوڑوں میں طلاق کا رجحان روز بروز بڑھتا جارہا۔ آج امریکہ میں چالیس فیصد شادیوں کا نتیجہ طلاق ہی نکلتا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ نہ تو مرد اپنی بیوی پر اکتفا کرتا ہے اور نہ ہی عورت اپنے شوہر پر۔ اگر میاں بیوی شائستہ ہوتے تو کبھی ایسا تکلیف دہ حال نہ ہوتا۔ صرف جنسی تسکین ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔ ذہنی سکون ایسے مسائل میں گھر کر برباد ہوجاتا ہے۔

بچوں کی صحیح تربیت تو کجا، تربیت ہی نہیں ہو پاتی اور وہ بھی بچپن اور لڑکپن ہی سے بے لگام ہوتے ہیں۔ جب عورت دن بھر دفتر میں کام کرنے کے بعد ہر رات کسی نہ کسی عاشق کے ساتھ گذارے اور عاشق بدلتی رہے تو اسے بچوں کو ممتا دینے کا خیال کیا ہوگا! ایسی عورتیں اگر وزارت خانوں، اسمبلیوں، بڑے بڑے سرکاری یا غیر سرکاری دفتروں میں کام بھی کریں تو اس سے انسانیت کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ فسق وفجور اسی طرح ان دفتروں میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ یہ حقیقی خوشی کے اسباب نہیں ہیں۔

حقیقی خوشی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب اپنی شریعت کے لحاظ سے مرد اور عورت شادی کریں اور ایک دوسرے ہی کے ہوجائیں پھر جب بچے ہوں تو باپ اپنے بچوں پر شفقت پدری کی اور ماں اپنی ممتا کی فراوانی کردے۔ ایک محبت بھرا خاندان تشکیل دیں جس میں انسانیت بھی ہو، جنسی تسکین بھی ہو، ذہنی آسودگی بھی ہو، روحانی سکون بھی اور آئندہ نسلوں کا بھی بھلا ہو۔

پس اسلام نے جنسی تسکین کا جو طریقہ بتایا ہے اور جو حد معین کی ہے وہ معاشرے کے ہر فرد کے لئے پورے معاشرے کے لئے اور روحانی جنسی، ذہنی مادی غرض ہر طرح کی تسکین کیلئے بہترین ہے بے شک بہترین راستہ بے لگامی نہیں ہے بلکہ درمیانی راستے ہے۔

(ماخوذ از کتاب برہان قرآن)

❁❁❁

Aliwalay.com

لواط

گیارہوں ایسا گناہ ہے جس کے کبیرہ ہونے کی صداقت وارد ہوئی ہے لواط ہے۔امام جعفر صادق (ع) اور امام علی رضا (ع) سے جو روایتیں منقول ہیں ان سے یہ چیز گناہ کبیرہ ثابت ہے۔ بلکہ یہ زنا سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا اور اس کا عذاب زنا سے بھی زیادہ شدید ہے۔امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ:

عن ابی عبد اللّٰہ یقول حرمة الدبر اعظم من حرمة الفرج ان اللّٰہ تعالیٰ اھلک امة لحرمة الدبر و لم یھلک احد لحرمة الفرج (اصول کافی)

پاخانے کے مقام میں شرم گاہ داخل کرنا پیشاب کے مقام میں داخل کرنے سے زیادہ برا ہے۔خدائے تعالیٰ نے پوری ایک قوم (قوم لوط) کو اسی لئے ہلاک کر دیا تھا کہ وہ لواط جیسے حرام کام میں مبتلا تھی۔خدا نے کسی ایک شخص کو بھی زنا جیسے حرام کام کی سزا کے طور پر ہلاک نہیں کیا۔

قال رسول اللہ رسول :رسول خدا (ص) نے فرمایا:

من جامع غلاما جاء یوم القیمۃ جنبا لاینقیه مآء الدنیا

جو شخص کسی لڑکے کے ساتھ بد فعلی کرے گا اور وہ جنابت ایسی ہوگی جسے دنیا کا پانی دور نہ کر سکے۔**و غضب اللّٰہ علیه و لعنه و اعدله جهنم و سآئت مصیرا** خدا اس پر غضب ناک ہوگا۔اس پر لعنت کرے گا (اسے اپنی رحمت سے دور کر دے گا) اور اس کیلئے جہنم کا فیصلہ کرے گا۔وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

ثم قال ان الذکر یرکب الذکر فیھتزا لعرش لذلک

پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا جب کوئی مرد کسی دوسرے مرد پر شہوت کے ساتھ سوار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے عرش لرز اٹھتا ہے!

وان الرجل لیوتی فی حقبه فیحبسه اللّٰہ علی جسر جهنم حتی یفرغ اللّٰہ من حساب الخلائق ثم یؤمر به الی جهنم فیعذب بطبقاتها طبقة حتی یرد اسفلها و لا یخرج منها

اور جو شخص اپنے پیچھے کسی کو لواط کیلئے سوار ہونے دیتا ہے تو خدا اس کو جہنم کے کنارے (سخت گرمی میں اس وقت تک رکھے گا جب تک کہ خدا دیگر تمام لوگوں کے حساب سے فارغ نہ ہو جائے گا۔پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ جہنم میں ڈال دیا جائے۔اس کو ایک ایک طبقہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے۔اس کو ایک ایک طبقہ کر کے جہنم کے ہر طبقے کا عذاب دیا جائے گا۔یہاں تک کہ جب وہ سب سے نچلے (اور سب سے شدید) طبقے میں پہنچ جائے گا تو پھر وہاں سے نہیں نکلے گا۔

لواط کفر ھے

امیر المومنین حضرت علی (ع) کا ارشاد ہے کہ:

اللواط مادون الدبر والدبر ھو الکفر (فروع کافی کتاب نکاح)

وہ لواط جو گناہان کبیرہ میں سے ہے اور جس کی ایسی سزائیں مقرر ہیں اس حد میں ہے کہ مرد کسی مرد پر شہوت سے سوار تو ہو لیکن داخل نہ کرے۔اور اگر داخل بھی کر دے تو یہ کفر ہے! مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لواط کرے اور دبر (پاخانے کے مقام) میں داخل کرنے کو جائز سمجھے تو یہ کفر ہے اس لئے کہ لواط کا حرام ہونا ضروریات دین میں سے ہے اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جاتا ہے البتہ جائز نہ سمجھتے ہوئے ایسی بدفعلی کرے اس کو جس شدت کا عذاب دیا جاتا ہے وہ کفر کے عذاب سے ملتا جلتا ہے ہمیشہ باقی رہتا ہے۔

حذیفہ ابن منصور کہتے ہیں کہ **سئلت ابا عبد اللّٰہ عن اللواط** میں نے امام جعفرؑ صادق سے اس لواط کے بارے میں سوال کیا جو گناہ کبیرہ ہے۔

فقال ما بین الفخذین

امام نے فرمایا، دورانوں کے درمیان شرم گاہ کو حرام طریقے سے دبانا۔

Aliwalay.com

و سئلته فی الذی یوقب

میں نے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے جو پاخانے کے مقام میں داخل بھی کر دیتا ہے؟

قال ذالک الکفر بمآ انزال اللّٰہ علی نبیہ (وسائل الشیعہ)

امامؑ نے فرمایا خدا نے اپنے نبی (ص) پر جو (قرآن مجید) نازل فرمایا یہ اس کا کفر اور انکار ہے۔

موت کے وقت پتھر کا عذاب

امام جعفر صادق (ع) سے ابوبصیر نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: وامطرنا علیھا حجارة من سجیل (اور ہم نے اس بستی پر کھرنجے دار پتھر تابڑتوڑ برسائے۔ (سورہ ہود ۱۱: آیت ۸۲)

قال مامن عبد یخرج من الدنیا یستحل

عمل قوم لوط............

وفی روایة الوسائل من مات مصرا علی اللواط...... لم یمت الا رماہ اللّٰہ تعالیٰ بحجرمن ذالک الحجارة تکون فیه منته ولکن الخلق لا یرونه (تفسیر قمی)

امام نے فرمایا دنیا سے کوئی بھی بندہ ایسا کوچ نہیں کرتا جو قوم لوط کے عمل (لواط) کو جائز سمجھتا ہو اور وسائل الشیعہ میں یہ روایت ہے کہ اس کے لحاظ سے جو شخص بار بار لواط کرتا ہو اور توبہ کئے بغیر مرجائے خداوند تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس پر انہی پتھروں میں سے کوئی پتھر کھا کر واقع ہوتی ہے لیکن لوگ وہ پتھر نہیں دیکھتے۔

ظالموں پر قوم لوط کا عذاب

قرآن مجید میں قوم لوط نازل ہونے والے عذاب تین اقسام کے بیان کئے گئے: ایک تو سخت چنگھاڑ اور چیخ سنائی دی تھی۔ دوسرے یہ کہ بستی کے لوگوں پر پتھروں کی بارش ہوئی تھی اور تیسرا عذاب یہ تھا کہ بستی کی زمین زیروزبر اوراوپر نیچے ہوگئی تھی۔ یعنی اوپر کی زمین اندر دھنس گئی تھی اور اندر کی زمین باہر نکل آئی تھی سورہ ہود میں اس عذاب کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہے

وما ھی من الظالمین ببعید(سورہ ھود(۱۱: آیت ۸۳)

یہ سارے عذاب جو قوم لوط پر نازل ہوئے ایسا ظلم کرنے والوں سے دور نہیں ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ لواط کرنے والوں پر بھی ایسے عذاب نازل ہو سکتے ہیں!

ایک غلام جس نے اپنے آقا کو قتل کر دیا

حضرت عمر کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک غلام نے اپنے آقا کو قتل کر دیا۔ جب اس غلام نے قتل کا اقرار کرلیا تو حضرت عمر نے اسے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ حضرت امیرالمومنین (ع) نے غلام سے پوچھا تو نے اپنے آقا کو کیوں قتل کیا؟ اس نے عرض کیا: اس نے زبردستی میرے ساتھ لواط کیا تھا پس میں سے اسے قتل کر دیا! حضرت علی (ع) نے مقتول کے وارثوں سے پوچھا، کیا تم لوگوں نے سے دفن کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں ہم اسے ابھی دفن کر کے ہی آ رہے ہیں، حضرت عمر نے حضرت علی (ع) کے مشورے سے حکم دے دیا کہ غلام کو تین دن تک محفوظ رکھا جائے اور مقتول کے وارث تین روز بعد حاضر ہوں۔

لواطت کرنے والا قوم لوط کے ساتھ محشور ہو گا

تین دن گذر گئے، اس کے بعد حضرت علی (ع)، حضرت عمر اور مقتول کے کچھ وارث سب مل کر مقتول کی قبر تک گئے۔ وہاں حضرت علی (ع) نے پوچھا: کیا تمہارے آدمی کی قبر ہے؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں۔ حکم ملا کہ قبر کو کھول دیا جائے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ قبر کے اندر جنازہ موجود نہیں تھا! حضرت علی (ع) نے تکبیر کہی اور فرمایا: خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ میری امت کا جو شخص بھی قوم لوط کے عمل کا ارتکاب کرے گا اور توبہ کئے بغیر ہی اس دنیا سے چلا جائے گا تو اپنی قبر میں تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے گا۔ زمین اسے اپنے اندر دھنسا لے گی اور وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا جہاں قوم لوط کی میتیں ہیں اور جہاں ان سب کو ہلاکت نصیب ہوئی تھی۔ پھر وہ شخص ان ہی کے ساتھ محشور ہوگا! (کتاب معالم الزالفیٰ)

Aliwalay.com

لواط فحاشی ہے

حضرت امام علی رضا(ع) کا ارشاد ہے:

و اتق الزنا واللواط وھو اشد من الزنا و ھمایورثان صاحبھما اثنین و سبعین داء فی الدنیا والاخرة (فقہ الرضاؑ)

زنا اور لواط سے پرہیز کرو، اور یہ (لواط) تو زنا سے بدتر ہے۔ یہ دونوں گناہ دنیا اور آخرت کے بہتر درد اور امراض کا باعث ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں جہاں زنا کیلئے لفظ فاحشہ کا استعمال ہوا ہے تو وہاں اس قبیح کام کے لئے بھی فاحشہ کا لفظ آیا ہے۔ سورہ اعراف میں ارشاد ہے کہ:

و لوطا اذقال لقومہ اتاتون الفا حشة ماسبقکم بھا من احد من العلمین انکم لتاتون الرجال شھوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون

(سورہ اعراف ۷: آیت ۸۰ اور ۸۱)

اور لوطؑ کو ہم نے رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا افسوس تم ایسی بدکاری (اغلام یا لواط) کرتے ہو کہ تم سے پہلے ساری خدائی میں ایسی بدکاری نہیں کی۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت پرستی کے واسطے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو تم لوگ بہت ہی بے ہودہ کام کرنے والے ہو۔

اس نے زیادہ بے ہودہ کام اور کیا ہوگا کہ آدمی اپنے نطفے کو عورت کے رحم میں قرار دینے کے بجائے ایسی جگہ ضائع کرے جہاں خدا نے منع کیا ہے۔ حالانکہ نطفہ بیج کی طرح ہے اور انسانی نسل کی بقا کا باعث ہے۔

لواط یا غلام کی مذمت سورہ اعراف کے علاوہ سورہ ہود سورہ نمل، سورہ عنکبوت، سورہ قمر اور سورہ نجم میں بھی ہوئی ہے اور اس کے عذاب کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ شاید لوگ عبرت حاصل کریں۔ ایسے گندے کام سے لوگوں کو روکنے کیلئے حفاظتی اقدامات کے طور پر خداوند تعالیٰ نے کچھ اور کام پہلے ہی حرام قرار دے دیئے ہیں۔

نو عمر لڑکے پر نظرِ شہوت

(۱) جوان لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ خاص طور پر ایسے لڑکے کو دیکھنا جس کے ابھی داڑھی نہیں اگی ہو، زنا کے موضوع میں حرام نظر کے برے اثرات اور شدید عذاب کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ بلکہ حضرت رسول خدا (ص) سے یہاں تک مروی ہے کہ:

ایاکم و اولاد الاغنیاء والملوک المردفان فتنتھم اشد من العذادی فی خدودھن (وسائل الشیعہ کتاب نکاح باب ۲۱ صفحہ ۴۳)

یعنی امیر لوگوں کے بچوں اور ایسے جوان غلاموں کو خوب دیکھنے سے پرہیز کرو جن کی ابھی داڑھی نہیں نکلی ہو ان کا فتنہ باکرہ لڑکیوں سے زیادہ ہوتا ہے جو چھپی رہتی ہیں۔

پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نگاہوں پر قابو رکھے اور خیال کرے کہ کہیں، ایسا بڑا گناہ تو نہیں کر رہا۔

شہوت سے بوسہ اور آگ کی لگام

کسی جوان کا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا حرام ہے۔ امام جعفر صادق (ع) نے پیغمبر اکرمؐ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ

من قبل غلاما بشھوة الجمہ اللّٰہ تعالیٰ بلجام من نار (اصول کافی)

جو شخص کسی نوجوان لڑکے کو شہوت کے ساتھ چومے گا تو خدا وندتعالیٰ اسکے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال دے گا!

امام علی رضا (ع) سے مروی ہے کہ:

و اذاقبل الرجل غلاما بشھوة لعنة ملّئکة السمآء و ملآئکة الارض وملآئکة الرحمة وملئکة الغضب و اعد لہ جھنم وسآئت مصیرا (فقہ الرضا)

جب آدمی کسی لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیتا ہے تو اس پر آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور غضب کے فرشتے سب لعنت کرتے ہیں اور خدا سکے لئے جہنم کا ٹھکانہ معین کر دیتا ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے!

پیغمبر اکرم (ص) سے مروی ہے کہ:

Aliwalay.com

من قبل غلاما بشھوۃ عذبہ اللّٰہ تعالیٰ الف عام فی النار

جو شخص کسی لڑکے کو شہوت کے ساتھ چومے گا خدائے تعالیٰ اسے جہنم میں ایک ہزار سال تک عذاب میں مبتلا کرے گا۔(مستدرک الوسائل، کتاب نکاح، باب ۱۷، صفحہ ۵۷۰)

اگر ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے کسی جوان کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے(یعنی دو عادل گواہ سے ایسا کرتے دیکھ لیں اور شرعی قاضی کے سامنے گواہی دیں) تو شرعی طور پر اسے سزا ملتی ہے، اور وہ سزا تیس سے لے کر نوے کوڑوں تک جتنی سزا قاضی مناسب سمجھے روایتوں میں ہے کہ ایسا کام کرنے والوں کو بھی شرعی سزا دی جاتی ہے اور وہ سزا وہی ہے جو زنا کی سزا ہے۔یعنی ہر ایک کو ایک ایک سو کوڑے لگائے جائے ہیں! البتہ مشہور یہ ہے کہ دو عورتیں اگر ایسا کریں تو شرعی حاکم انہیں سو کوڑوں سے کم کی سزا دے گا۔

دو مرد یا دو عورت کا ایک ساتھ سونا

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ چونکہ دو مردوں کا ایک ہی لحاف یار چادر کے اندر ننگے ہو کر سو جانا شرعی سزا کا موجب ہے پس یہ بھی گناہان کبیرہ میں شامل ہے۔اسی لیے مستحب ہے کہ ننگے ہوئے بغیر بھی میاں بیوی کے علاوہ بھلے برے کی تمیز رکھنے والے لوگ ایک ساتھ مل کر نہ سویا کریں یعنی لباس کے باوجود ایک ہی بستر پر ایک ہی لحاف یا چادر کے نیچے میاں بیوی کے علاوہ دیگر لوگوں کا اس طرح سونا پسندیدہ نہیں ہے۔یہاں تک کہ سگے بہن بھائیوں کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

قال رسول اللّٰہ الصبی و الصبی و الصبیۃ و الصبیۃ و الصبیۃ یفرق بینھم فی المضاجع لعشر سنین

(وسائل الشیعہ کتاب نکاح، باب ۱۲۷، صفحہ ۳۰)

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

دس سال کی عمر میں اپنے بچوں کو الگ الگ بستروں پر سلاؤ، بھائی بھائی کے ساتھ نہ سوئے، بھائی بہن کے ساتھ نہ سوئے اور بہن بھائی کے ساتھ نہ سوئے۔یعنی بہن بھائی لگ کر نہ سوئیں اگر لحاف یا چادر اوڑھیں تو ہر ایک کی الگ الگ ہو۔

لواط کی سزا

چونکہ لواط زنا سے زیادہ بڑا گناہ ہے اور اس کے نقصانات زنا کے نقصانات سے زیادہ ہیں اس لئے لواط کی سزا بھی زنا کی شرعی سزا سے زیادہ ہے۔لواط کرنے والا اور کروانے والا۔ان دونوں کی سزا یہ ہے کہ انکو شرعی طور پر قتل کر دیا جاتا ہے۔جب یہ دونوں عاقل و بالغ و ہوتے ہیں اور اس کے باوجود ایسی حرکت کرتے ہیں تو دونوں قتل کے مستحق قرار پاتے ہیں۔داخل کرنے اور لواط کرنے والے شخص کو تلوار کے ذریعہ قتل کر دیا جاتا ہے، سنگسار کر دیا جاتا ہے، آگ میں زندہ جلا دیا جاتا ہے یا ہاتھ پاؤں باندھ کر کافی بلندی مثلاً پہاڑ سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے تا کہ اس کے زندہ رہنے کا امکان نہ رہے، مگر کس طریقے سے قتل کیا جائے۔اس کا انتخاب شرعی حاکم خود کرتا ہے۔اسی طرح جس شخص نے اپنی مرضی سے لواط یا اغلام کروالیا ہو اس کو قتل کرنے کا طریقہ بھی شرعی قاضی خود کرتا ہے۔

حضرت امیر المومنین (ع) سے یہاں تک مروی ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنے کے بعد آگ میں جلا دو!

البتہ زنا کی طرح لواط جیسا بڑا گناہ بھی دو طریقوں سے ثابت ہوتا ہے۔ایک تو یہ کہ غلام کرنے اور کروانے والے دونوں آدمی یا دونوں میں سے کوئی ایک چار مرتبہ قاضی کے سامنے اپنی بدکاری کا اقرار کرے۔اگر چار سے کم مرتبہ اقرار کرے تو اس پر شرعی حد جاری نہیں ہوتی بلکہ محض تعزیر کی جاتی ہے یعنی اتنا ڈانٹا یا مارا جاتا ہے کہ وہ آئندہ ایسا برا کام نہ کرے۔بعض مجتہدین نے فرمایا ہے کہ چار مرتبہ کا اقرار چار مختلف مقامات پر ہونا چاہیے۔اقرار کرنے والے کے لئے بالغ، عاقل، آزاد اور با اختیار ہونا شرط ہے۔یعنی اگر نابالغ بچہ چار مرتبہ اقرار کرے تو اسے محض اس حد تک ڈانٹا یا مارا جاتا ہے کہ وہ آئندہ ایسا کام نہ کرے۔اس طرح دیوانہ آدمی اور غلام بھی ہے۔اس کے علاوہ اگر کسی آدمی کیساتھ زبردستی برا کام ہو گیا ہو اور وہ بچنے کی کوشش کرنے کے باوجود عملی طور پر بچ نہ سکا ہو تو اس پر کوئی شرعی حد جاری نہیں ہوتی۔

لواط کے شرعی ثبوت کیلئے دوسری شرط یہ ہے کہ چار عادل مرد اتفاق سے خود اپنی آنکھوں سے کسی کو کسی کے ساتھ لواط کرتے دیکھ لیں۔اگر گواہ چار سے کم ہوں تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور لواط کی حد جاری نہیں ہوتی۔اگر چار سے کم عادل آدمیوں نے دیکھا ہو تو انہیں گواہی نہیں دینی چاہیے ورنہ خود

Aliwalay.com

ان پر قذف یا تہمت کی حد جاری ہو جاتی ہے۔اس کا ذکر ابھی ہونے والا ہے۔اگر لواط اور داخل کرنے والا شخص عادل گواہوں کی گواہی سے پہلے ہی توبہ کر لے تو اس پر شرعی حد جاری نہیں ہوتی اور اسے قتل نہیں کیا جاتا۔اقرار یا گواہی کا موضوع پاخانے کے مقام میں شرمگاہ داخل کرنا ہو تب قتل والی حد جاری ہوتی ہے۔اور اگر داخل کئے بغیر ہی دو مردوں نے منی نکالی ہو،مثلاً دوسرے کی ران میں دبا کر یا کولہوں سے لگا کر،تو اس کی حد ایک سو کوڑوں کی سزا ہے۔

لواط کی سزا قتل کیوں؟

دو ایسے آدمی جنھوں نے شرم وحیا کھو دی ہو،انسانیت کے اصول بھلا دیئے ہوں اور اس حد تک بے حیا ہو گئے ہوں گے کہ چار عادل مرد انہیں جنسی انحراف میں مبتلا ہوتے ہوتے دیکھ لیں تو یقیناً ایسے لوگ معاشرے کیلئے بدترین ناسور کے سوا اور کیا ہیں؟ اگر ایسے لوگ زندہ رہ جائیں تو پورے معاشرے کو اپنی طرح آلودہ اور منحرف کرتے رہیں۔قوم لوط کا حال یہی تو ہوا تھا پہلے شیطان نے اس قوم کے ایک آدمی کو اس گناہ میں آلودہ کیا تھا،پھر اس بدبخت نے دوسروں کو بھی ایسا کرنے پر اکسایا،یہاں تک کہ قوم لوط کا یہ حال ہو گیا تھا کہ دوسروں کی نظروں کے سامنے مرد مرد پر سوار ہو جاتے تھے اور جنسی بدفعلی کر بیٹھتے تھے اور عورتیں عورتوں کے ساتھ جنسی ملاپ کر لیتی تھیں!یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر آدمی پشیمان نہ ہو اور توبہ نہ کرے۔تو درحقیقت خدا کا انکار کرنے والے کافر کی طرح ہو جاتا ہے اور آخرت میں اسی کے جیسے ہمیشہ کے عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔بہرحال ایسے شخص کو قتل کر دینے اور جلا دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

اسلام زنا اور لواط جیسے بڑے بڑے گناہوں پر قابو پانے کیلئے بڑی سزائیں مقرر کرتا ہے لیکن ساتھ ساتھ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ یہ کام کھلے عام نہ ہونے پائے۔اسی لئے زنا اور لواط کا جرم ثابت ہونے کے لئے چار گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے۔دو بلکہ تین عادل گواہوں سے بھی یہ جرم ثابت نہیں ہوتا۔قتل جیسی بڑی سزا رکھنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ اپنی جان بچانے کے لئے یا تو ایسی بدکاری کریں ہی نہیں،یا پھر اگر کریں بھی تو لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کریں۔گناہوں کو پھیلنے سے بچانے کا یہ شرعی طریقہ ہے،اور یہ ڈھیل بھی ہے کہ گواہی سے پہلے اگر بدکاری کرنے والے لوگ پشیمان ہو جائیں اور توبہ کر لیں انہیں قتل نہیں کیا جاتا۔البتہ گواہی کے ذریعے جرم ثابت ہونے کے بعد توبہ کرنے سے شرعی حد ساقط نہیں ہوتی اور قتل کرنا ہی پڑتا ہے۔

جہاں تک اقرار کا تعلق ہے،آدمی اگر خود اقرار کرے کہ اس نے زنا یا لواط کیا ہے تو تین مرتبہ کے اقرار سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔بلکہ اگر اقرار کرنا ہے تو قاضی کے سامنے چار مرتبہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔اس بات کا بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اقرار کرنے والے نے صاف الفاظ میں کھل کر اقرار کیا ہو اشارے کنائیے میں بات نہ کی ہو۔اس کے ساتھ مذاق،مزاح یا نفسیاتی بیماری وغیرہ کا احتمال بھی نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی ایسے ہی کہہ رہا ہو اور حقیقت میں اس نے ایسا کچھ نہ کیا ہو ایسا اس لیے ہے کہ آدمی کو اپنے گناہ کی انتہائی خرابی کا اندازہ ہو جائے اور ہو یا تو اقرار نہ کرکے اپنی جان بچالے لیکن آئندہ ایسے کام سے بچا رہے یا پھر اپنے خلاف اقرار کرکے اگر جان دے بھی دے تو بھی معاشرے کو عبرت ہو۔اصل مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں ایسا برا کام نہ پھیلے۔اصل مقصد بدفعلی کرنے والے کی جان لینا نہیں ہے۔اس لئے چار عادل گواہوں یا چار مرتبہ اقرار کرنے کی شرط ہے۔البتہ اقرار کرنا اگرچہ شرعی حاکم کے سامنے ہو،مکروہ ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ اقرار کرکے شرعی طریقے سے اپنی جان دیدینے والے شخص پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں ہوتا۔دنیا میں شرعی سزا پالینے کے بعد یقیناً وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے راز کو فاش نہ کرے اور بس اپنے پروردگار ہی کی بارگاہ میں اپنا معاملہ پیش کردے۔توبہ کرے،روئے خدا کے سامنے تضرع وزاری اور پشیمانی کا اظہار کرے،انشاء اللہ خدا خود اسے معاف کردے گا اور اس کی زندگی اس کے بعد نیک کاموں میں صرف ہوگی۔البتہ توبہ کر لینے کے بعد بھی آدمی کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے کہ خدا آخرت میں اس پر عذاب نہیں کرے گا۔یہ امید رکھنی تو چاہیے۔مگر اس کے ساتھ ہی برابر کا خوف بھی رکھنا چاہیے۔

آخر میں ہم کچھ روایتیں پیش کر رہے ہیں

امیر المومنین حضرت علی (ع) سے مروی ہے کہ:

قال امیر المومنین کا کان ینبغی لا حد ان یر جم مر تین لرجم اللوطی

(فروع کافی کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۹۹)

اگر کوئی شخص دوبار سنگسار ہونے کا مستحق ہوتا تو یقیناً وہ لواط کرنے والا شخص ہوتا!۔

Aliwalay.com

آسمانی شریعتیں سب اس بات پر متفق ہیں کہ لواط کے خلاف سختی سے کام لینا چاہیے۔ایک طرف تو لواط کی وجہ سے نسل انسانی کا سلسلہ ختم ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔تو دوسری طرف معاشرہ طرح طرح کی جسمانی بیماریوں اور روحانی واخلاقی خرابیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔لڑکے کی مردانگی کی صفت ختم وہ جاتی ہے اور وہ معاشرے کے اہم کام مردانہ وار طریقے سے انجام نہیں دے سکتا۔اس طرح بھی معاشرہ نقصان کا شکار ہو جاتا ہے۔اسی لئے لازمی ہے کہ مرد اور عورت شادی کر کے نہ صرف اپنے جنسی جذبات کی تسکین کریں۔بلکہ انسانی نسل کی بقاء کا انتظام بھی صحیح روش پر کریں۔اور اس سلسلے کو کمزور نہ ہونے دیں۔

توبہ کرنے والے کو آگ نہیں جلا سکی

فروع کافی کتاب الحدود (شرعی حد والے موضوع) میں امام جعفر صادق (ع) کی یہ روایت موجود ہے کہ:

ایک دن امیر المومنین حضرت علی (ع) اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آ کر کہا: یا امیر المومنین -! میں نے ایک لڑکے کے ساتھ لواط کر لیا ہے! مجھے پاک کر دیجئے! (یعنی مجھ پر شرعی حد جاری کر دیجئے!) حضرت علی (ع) نے فرمایا: اپنے گھر چلے جاؤ شاید تم سے اشتباہ ہوا ہے۔

اگلے دن وہ پھر آ گیا۔اس نے ایک بار پھر اقرار کیا اور حد جاری کرنے پر اصرار کیا۔حضرت نے دوسری مرتبہ بھی فرمایا، اپنے گھر چلے جاؤ شاید اس وقت تم ہوش میں نہیں ہو۔وہ چلا گیا لیکن تیسری مرتبہ پھر آیا اور اقرار کر کے شرعی حد جاری کرنے کا تقاضا کیا۔

آخر کار جب چوتھی مرتبہ وہ آیا تو حضرت علی (ع) نے فرمایا: پیغمبر اکرم (ص) نے ایسے موقعے کے لئے تین طریقے بیان فرمائے ہیں۔تم جس طریقے کو چاہو اس کے مطابق تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔یا تو ہاتھ پاؤں باندھ کر اونچے پہاڑ پر سے پھینک دیا جائے، یا تجھے تلوار سے قتل کر دیا جائے یا آگ میں زندہ جلا دیا جائے؟

اس نے عرض کیا: یا علیؑ! ان میں سے کون سا طریقہ زیادہ سخت ہے؟ امام نے فرمایا: آگ میں جلا دینا۔اس نے کہا میں نے اسی کو پسند کر لیا۔

پھر وہ شخص حضرت علی (ع) کی اجازت سے کھڑا ہوا، اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہنے لگا:

خدایا! مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا، تو اس سے بخوبی واقف ہے۔میں اپنے اس گناہ سے ڈر گیا اور تیرے رسول (ص) کے وصی کے پاس آ کر میں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مجھے گناہ سے پاک کر دے۔اس نے مجھے تین طریقے کی سزاؤں میں اختیار دیا۔خداوندا! میں نے ان سے سخت ترین سزا کو اختیار کر لیا ہے اور اب تجھ سے چاہتا ہوں کہ اس سزا کو میرے گناہوں کا کفارہ قرار دے دے اور جہنم میں تو نے جو آگ بھڑکائی ہے اس سے مجھے نہ جلانا۔

پھر وہ روتا ہوا اٹھا اور اس گڑھے میں کود گیا جس میں ایندھن جلا کر آگ بھڑکا دی گئی تھی۔وہ آگ میں بیٹھ گیا اور آگ نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا۔امیر المومنین حضرت علی (ع) نے اس کی حالت دیکھ کر گریہ فرمایا دیگر تمام اصحاب بھی رو رہے تھے پھر حضرتؑ نے فرمایا اٹھ جا اے مرد کہ جس نے آسمان اور زمین کے فرشتوں کو رلا دیا! یقیناً خدا نے تیری توبہ قبول کر لی ہے اٹھ جا البتہ اس گناہ کی طرف واپس نہ جانا جو تو نے کیا تھا!

پھر یہ ہوا کہ توبہ کرنے والا وہ مرد آگ کے شعلوں میں سے صحیح وسالم باہر نکل آیا۔توبہ کرنے والے کو آگ جلا نہیں سکی۔

ایک قابل توجہ نکتہ

مجتہدین کے درمیان مشہور ہے کہ اگر اقرار کے بعد شرعی حد جاری کرنے کے لئے گناہگار آدمی پہنچ جائے اور قتل کئے جانے سے پہلے توبہ کر لے تو امامؑ کو اختیار ہے کہ اس پر حد جاری کریں یا نہ کریں۔اوپر والی حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام (ع) نے اس پر حد جاری ہونے نہیں دی۔البتہ چار گواہوں کی گواہی کے بعد توبہ کرنے سے حد پر عمل درآمد رک نہیں سکتا۔

لواطت کرنے والے کی ماں، بہن اور بیٹی کا حکم

یہ بات جان لینی چاہئے کہ اگر آدمی کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کرے یعنی اس کے پاخانے کے مقام میں داخل کرے تو اس لڑکے کی ماں، بہن اور بیٹی ہمیشہ کے لئے اس آدمی پر حرام ہو جاتی ہیں۔یعنی کبھی وہ آدمی اس لڑکے کی ماں، بہن یا بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔

❁❁❁

Aliwalay.com

قذف

پاک دامن مرد یا عورت پر تہمتِ زنا یا لواط

بارہوں گناہ کبیرہ قذف ہے، یعنی مسلمان اور پاک دامن عورت یا مرد پر زنا یا لواط کی تہمت لگانا۔ حضرت رسول خدا (ص) امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا اور امام محمد تقی ؑ سے جو احادیث اس موضوع پر وارد ہوئی ہیں ان میں صاف موجود ہے کہ یہ ایک گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید میں اس گناہ پر عذاب کی بات بھی ذکر ہے۔ سورہ نور میں ارشاد ہے۔

ان الـذين يرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فى الدنيا و الاخرة ولهم عذاب عظيم يوم تشهد عليهم السنتهم و ايديهم وارجلهم بما كانو يعملون

(سورہ نور۲۴: آیت ۲۳اور ۲۴)

یعنی بے شک جو لوگ پاک دامن، بے خبر اور ایمان دار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا اس دن جب ان کے خلاف ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کی کارستانیوں کی گواہی دیں گے۔

ان کو رد کر دیا جائے

یعنی جو لوگ پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں وہ ملعون ہیں۔ دنیا میں بھی وہ جب تک ہیں خدا کی لعنت کے مستحق ہیں اور آخرت میں بھی وہ خدا کی رحمت سے محروم رہیں گے اور طرح طرح کے عذاب جھیلیں گے خدا کے بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ ایسے ملعون اور خدا کے غضب کا نشانہ لوگوں کو اپنے پاس بھٹکنے نہ دیں اور ان کی تہمت کو درست تسلیم نہ کریں۔ ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی شرعی حد عائد ہوتی ہے اور ان کی گواہی تہمت ثابت ہو جانے کے بعد پھر کبھی کسی بھی موضوع میں قبول نہیں ہوتی۔

جہنمی شخص کے اعضاء

امام محمد باقر (ع) سے مروی ہے کہ

وليست تشهد الجوارح على مومن انما تشهد على من حقت عليه كلمة العذاب(كافى)

یعنی اعضاء و جوارح حقیقی مومن کے خلاف گواہی نہیں دیں گے بلکہ یہ تو صرف ایسے شخص کے خلاف گواہی دیں گے جس کو جہنم میں بہر حال جلنا ہو۔ زنا یا لواط کی تہمت لگانے والا شخص ایسا ہی ہے۔ یعنی چونکہ وہ جہنم میں داخل ہونے کا مستحق ہے اسی لئے قرآن مجید کی نص کے مطابق اس کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

قذف کی سزا......رد شہادت اور فسق

سورہ نور میں یہ بھی ارشاد ہے کہ

والـذين يرمون الـمحصنٰت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدو هم ثمٰنين جلدةو لاتقبلو الهم شهادة ابدا و اولٰٓئک هم الفٰسقون (سورہ نور آیت ۴)

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر اپنے دعوے پر چار گواہ پیش نہ کریں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور پھر آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یاد رکھو کہ یہ لوگ خود بدکار ہیں۔

اس آیہ شریفہ میں قذف لگانے یعنی زنا یا لواط کی تہمت لگانے والے کے لئے تین حکم موجود ہیں، ایک تو یہ کہ اس پر شرعی حد لگائی جائے دوسری بات یہ کہ اس کی گواہی آئندہ کبھی بھی قبول نہ کی جائے اور تیسرا حکم یہ ہے کہ ایسے شخص کو ہمیشہ کیلئے فاسق اور غیر معتبر سمجھا جائے۔

اسلامی معاشرے میں عفت و عزت کی حفاظت پر کافی زور دیا جاتا ہے اسکا طریقہ یہ ہی ہے کہ تہمت لگانے والے کو سزا دی جائے ظاہر ہے جب

Aliwalay.com

قوم تہمتوں کا رواج بڑھ جائے گا تو پوری قوم اور ملت کا استقلال محفوظ نہیں رہ سکے گا اور قوم جب اپنے افراد کا دفاع نہیں کرسکتی تو وطن کا دفاع بھی کرنے کے قابل نہیں رہتی (ماخوذ از برہان قرآن)

کتاب اسلام و صلح جہان، میں لکھا ہے کہ نامناسب تہمتوں کی روک تھام کے لئے خود ایسی تہمت لگانے والوں کو شرعی لحاظ سے اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں جو مجموعی طور پر چار عادل گواہ فراہم نہ کرسکیں۔ یہاں تک کہ تین عادل گواہ بھی گواہی دیدیں اور چوتھا گواہ نہ ملے جس نے بدکاری کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو تو ان تینوں کو اسی اسی کوڑے لگ جاتے ہیں۔ البتہ اگر شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس گواہ موجود نہ ہوں تو گھریلو فضا کو درست رکھنے کے لئے اس سے گواہوں کو طلب نہیں کیا جاتا۔ بس اسے چار مرتبہ اپنی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہوئے کہنا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی نے زنا کیا ہے اور پانچویں بار یہ کہنا ہوتا ہے کہ اگر جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت خود اس پر ہو۔ پھر عورت کو شرعی سزا دے دی جاتی ہے۔ البتہ خود عورت کو بھی اسی طرح حق دیا جاتا ہے کہ وہ چار مرتبہ خدا کو گواہ بناتے ہوئے یہ کہے کہ اس کا شوہر جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں بار عورت کو کہنا ہوتا ہے کہ اس کا شوہر سچ کہہ رہا ہے تو خدا کا قہر و غضب اور لعنت خدا اس (عورت) پر ہو تو وہ سزا سے بچ جاتی ہے۔ یہ احکام سورہ نور کی آیت ۶ تا ۷ سے ثابت ہیں۔

یہ بات جان لینا چاہیئے کہ تہمت ہو یا حقیقت ہر لحاظ سے کسی پر زنا یا لواط کا حکم لگا دینا اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ آدمی خود اپنی آنکھوں سے ایسا ہوتے ہوئے اور شرمگاہ کو داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھے۔ البتہ آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجود قاضی کے سامنے س وقت تک گواہی دینا حرام ہے جب تک اس کے علاوہ تین عادل گواہوں نے (جب کہ وہ خود بھی عادل ہو) ایسا منظر نہ دیکھا ہو، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا چار سے کم گواہوں کو فاسق قرار دے دیا جاتا ہے اور زنا یا لواط کرنے والے شخص کے بجائے خود ان گواہوں کو سزا دے دی جاتی ہے اور ایک کو اسی اسی کوڑے لگ جاتے ہیں۔

زنا یا لواط کی تہمت لگانے والے مومن نہیں

حضرت امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص قذف کرتا ہے خداوند تعالیٰ اسے مومنین کی صف سے نکال دیتا ہے اور اس کو فاسق قرار دیتا ہے۔ فاسق بھی مومن کی ضد ہے، جس طرح کہ خدا خود فرماتا ہے:

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون

آیا جو شخص مومن ہو ایسے شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو فاسق ہو؟ ہرگز نہیں، ایسے لوگ برابر نہیں ہوسکتے۔ (سورہ سجدہ ۳۲: آیت ۱۸)

حضرت رسول خدا (ص) کا یہ قول ہے کہ:

من دمی محسنا او محصنة احبط اللّٰہ عملہ وجلدہ یوم القیمة سبعون الف ملک من بین یدیہ ومن خلفہ ثم یومر بہ الی النار (وسائل الشیعہ کتاب الحدود)

جو شخص پاک دامن مرد یا پاک دامن عورت پر بدکاری کا الزام لگائے گا خدا اس کے تمام نیک اعمال حبط کرلے گا (کوئی ثواب نہیں دے گا) اور قیامت کے دن اسے ستر ہزار فرشتے سامنے اور پیچھے سے اس وقت تک کوڑے مارتے رہیں گے جب تک اسے جہنم میں ڈال دینے کا حکم نہیں ملے گا۔

قذف کی حد

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعة شھدآء فاجلدوھم ثمنین جلدة

(سورہ نور ۲۴: آیت ۴)

اس آیہ شریفہ سے، بہت سی روایتوں سے اور تمام مجتہدوں کے فتوؤں سے استفادہ ہوتا ہے کہ زنا یا لواط کا الزام لگانے والوں میں سے ہر ایک کو (بشرطیکہ وہ چار عادل گواہ بیک وقت نہ ہوں) اسی اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ البتہ اس کی چند شرطیں ہیں:

(۱) الزام لگانے والا شخص بالغ اور عاقل ہو۔ پس اگر نابالغ بچہ یا دیوانہ آدمی اتنا بڑا الزام لگائے تو اسے اسی کوڑے نہیں لگائے جاتے بلکہ کوئی سزا نہیں دی جاتی۔ ایک شرط یہ ہے کہ عاقل و بالغ شخص نے سوچ سمجھ کر اپنے اختیار سے الزام لگایا ہو۔ پس اگر ثابت ہوجائے کہ بھول ہوگئی تھی یا محض مذاق میں ایسی بات کہی گئی تھی تو شرعی حد جاری نہیں ہوتی۔

(۲) جس شخص پر زنا یا لواط کی تہمت لگائی گئی ہو اس میں پانچ صفات دیکھی جاتی ہے: ایک تو یہ کہ وہ بالغ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ عاقل ہو اور دیوانہ نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ آزاد ہو غلام نہ ہو چوتھے یہ کہ وہ مسلمان ہو اور کافر نہ ہو اور پانچویں یہ کہ وہ بظاہر پاک دامن ہو۔ پس اگر کوئی شخص متجاہر

Aliwalay.com

بالفسق ہو یعنی برے کام کھل کر کرتا ہو تو اس کے خلاف الزام لگانے سے الزام لگانے والے پر شرعی حد جاری نہیں ہوتی۔ الغرض جو شخص اس بات کو پسند نہ کرتا ہو کہ اس پر زنا یا لواط کی تہمت لگائی جائے تو اسے پاک دامن شمار کیا جائے گا۔ بہر حال ان پانچ شرطوں میں سے کوئی شرط اگر ملزم میں موجود نہ ہو تو الزام لگانے پر شرعی حد نہیں لگائی جاتی۔

(۳) تہمت صاف الفاظ میں زنا اور لواط کی ہو۔ پس اگر تہمت لگانے والا اشارے کنارے میں بات کرے یا جس شخص پر الزام لگا رہا ہے اسے اے لواط کرنے والے، اے لواط کرانے والے یا اے زنا کرنے والے۔ جیسے الفاظ سے پکارے تو اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ ایسی صورت میں ملزم کو حق ہوتا ہے کہ وہ الزام لگانے والے شخص پر شرعی حد لگانے کا مطالبہ کرے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الزام مخاطب کے علاوہ کسی اور شخص پر ہوتا ہے۔ مثلاً الزام لگانے والا کہے کہ تمہارا باپ لواط کرتا تھا یا زنا کرتا تھا، تو ایسی صورت میں الزام لگانے والے شخص کو سزا دلانے کا حق مخاطب کے باپ کو ہے۔ البتہ کیونکہ ملزم خود مخاطب کا باپ ہے اور اس طرح مخاطب کی بھی ہتکِ عزت ہو رہی ہے اس لئے وہ شرعی حد (اسی کوڑے) کی سزا تو نہیں دلوا سکتا لیکن تعزیر (اس حد تک ڈانٹ یا مار کہ آدمی آئندہ الزام نہ لگائے) دلوا سکتا ہے کو کہ شرعی حد سے کم ہوتی ہے اسی طرح اگر کوئی کہہ دے حرامزادے، اے زنا کے نطفے سے پیدا ہونے والے وغیرہ وغیرہ تو ایسی صورت میں شرع حد کے مطابق سزا دلوانے کا حق خود اس کو ہے جس پر زنا کی تہمت لگی ہے اور خود مخاطب کو تعزیر کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

(۴) الزام لگانے والا اپنے سمیت کل چار عادل گواہ پیش نہ کر سکے جنھوں نے زنا یا لواط کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

احترام حکم الٰہی اور حفظ آبرو

زنا اور لواط کا جرم ثابت کرنے کے لئے چار عادل گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کہ دیگر جرائم اور گناہ ثابت کرنے کیلئے صرف دو عادل گواہ کافی ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ زنا اور لواط جیسا اتنا بڑا الزام لگانے کی کوئی جرأت ہی نہ کرے اور صرف اس صورت میں جرأت کرے جب چار عادل گواہ موجود ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ جس پر تہمت لگانے اور جسے رسوا کرنے کا ارادہ تھا وہ خود ہی توبہ کرے اور آئندہ ایسا برا کام نہ کرے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محض کسی بات سے ڈر کر گناہ نہیں کرتا کہ لوگ اسے نہ دیکھ لیں اور گواہی نہ دیں ایک اور بات یہ ہے کہ زنا اور لواط کے موقعے پر کیونکہ سزا قتل کرنے کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے گواہوں کی تعداد بھی زیادہ رکھی گئی ہ ے۔ دراصل زنا یا لواط دو آدمیوں کے درمیان ہوتا ہے اس لئے دو عادل گواہ فاعل کیلئے اور دو عادل گواہ مفعول کے لئے، اس طرح کل چار عادل گواہ درکار ہوتے ہیں۔

(۵) جس شخص پر الزام لگایا گیا ہو اگر وہ اپنے الزام سے انکار کر دے تو الزام لگانے کی حد الزام لگانے والے پر جاری ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ خود ملزم ایسا چاہیے، پس اگر ملزم الزام لگانے والے کو معاف کر دے تو اس پر الزام لگانے کی حد جاری نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر ملزم تصدیق کرے اور اقرار کرے تب بھی الزام لگانے کی سزا نہیں ملتی۔

بروز قیامت گناہ کی تلافی

ایک عورت رسول خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: یا رسولؐ اللّٰہ انی قلت لامتی یا زانیة، یارسول اللہ (ص)! میں نے اپنی کنیز سے کہہ دیا تھا اے زانیہ! (زنا کرنے والی) فقال ھل رایت علیھازنا آنحضرت (ص) نے فرمایا: کیا تم نے کبھی اس کو زنا کرتے دیکھا؟ فقالت لا اس نے کہا، جی نہیں فقال اما انھا ستقادمنک یوم القیٰمة آنحضرتؐ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ قیامت کے دن تمہارے اعمال میں سے اس کنیز کو صلہ مل جائے گا اور تلافی ہو جائے گی۔

فرجعت الی امتھا فاعطتھا سوطا ثم قالت اجلد ینی وہ عورت واپس لوٹ کر اپنی کنیز کے پاس گئی اور اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھما دیا اور کہا کہ مجھے کوڑے مارو۔

فابت الامة فاعتقتھا ثم اتت الی النبی فاخبرته

لیکن کنیز نے انکار کیا تو اس عورت نے اسے آزاد کر دیا۔ پھر وہ عورت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ ماجرا سنایا فقال عسیٰ ان یکون به (وسائل الشیعہ کتاب، الحدود)

Aliwalay.com

آنحضرت (ص) نے فرمایا، ہوسکتا ہے تمہارا یہ عمل تمہارے اس کہے کی تلافی بن جائے اور آخرت میں تمہیں کوئی عذاب یا نقصان نہ ہو۔

قذف سے توبہ

جو شخص کسی مسلمان کو زنا یا لواط کی نسبت دیتا ہو اسے جان لینا چاہیے کہ قذف یا تہمت لگانا ایسے گناہوں میں سے ہے جس کے دو پہلو ہیں۔ایک حق الناس اور ایک حق اللہ، جہاں تک حق الناس یا انسانی حقوق کا تعلق ہے، کیونکہ تہمت کے ذریعے ایک مسلمان کی آبرو پر زد آتی ہے اس مسلمان کو حق ہے کہ وہ شرعی حاکم کے پاس سے لے کر جائے۔پس اگر تہمت لگانے والا اقرار کرلے کہ اس نے تہمت لگائی ہے یا دو عادل گواہی دیں کہ انہوں نے اسے تہمت لگاتے سنا ہے تو حاکم شرعی اسے اسی کوڑے لگانے کا حکم دیدے گا۔تہمت لگانے والے سنا ہے تو حاکم شرعی اسے اسی کوڑے لگانے کا حکم دیدے گا۔تہمت لگانے والے پر واجب ہے کہ وہ خود کو شخص کے حوالے کر دے جس پر اس نے تہمت لگائی تھی اور جو اسے سزا کے لئے قاضی کے پاس لے جانا چاہ رہا ہو۔البتہ تہمت لگانے والے کو یہ حق ہے کہ وہ اس سے معاف کر دینے کا تقاضا کرے اور سے راضی کرے۔اگر وہ بخش دے تو زنا یا لواط کی تہمت لگانے والے کو شرعی سزا نہیں ملتی،اور اگر وہ بخش دے تو زنا یا لواط کی تہمت لگانے والے کو شرعی سزا نہیں ملتی اور اگر وہ معاف نہ کرے اور اس وقت تک اس پر شرعی حد بھی جاری نہ ہو کہ تہمت لگایا جانے والا شخص مرجائے تو اسے سزا دلانے کا حق مرحوم کے وارثوں کو منتقل ہو جاتا ہے۔اب تہمت لگانے والے شخص کا فرض ہو جاتا ہے کہ یا تو شرعی حاکم کے پاس جانے کے لئے وہ خود کو وارثوں کے حوالے کر دے یا ان سے معافی مانگ لے۔اگر مرحوم کے وارث معاف کردیں تو وہ سزا بچ سے جائے گا۔

سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو دوسرے شخص کو زنا کی تہمت دیتا ہو لیکن تہمت لگایا جانے والا شخص اسے معاف کر دیتا ہو لیکن بعد میں معاف کر دینے پر اسے پشیمانی ہوتی ہو (کہ کاش اسے معاف نہ کرتا اور سزا دلاتا) تو آیا اسے سزا دلانے کا حق ہے؟

فقال ليس له حد بعد العفو

امامؑ فرمایا: معاف کر دیئے جانے کے بعد پھر اسے کوئی سزا نہیں مل سکتی۔

سماعہ کہتے کہ: اگر وہ شخص کہے اے زنا کرنے والی کے بیٹے! لیکن وہ اسے معاف کر دے اور معاملہ خدا پر چھوڑ دے تو کیا حکم ہے؟

فقال ان كانت امه حية فليس له ان يعفو

امامؑ نے فرمایا: اگر اسکی کی ماں زندہ ہے تو اس بیٹے کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود معاف کر دے۔

العفو الى امه متىٰ شآء ت اخذت بحقها

معاف کر دینا اس کی ماں کا حق ہے جب چاہے اپنا یہ حق استعمال کرے۔

قال فان كانت امه قد ماتت فانه ولى امرها يجوزعفوه

پھر امامؑ نے فرمایا اگر اس کی ماں مرچکی ہو تو پھر ماں کا حق اسے حاصل ہو جاتا ہے اور پھر اس کے لئے معاف کر دینا جائز ہے۔(وسائل الشیعہ کتاب الحدود ابواب القذف باب ۳۰)

تہمت لگانے والے شخص پر واجب ہے کہ شرعی سزا پالینے یا تہمت لگائے جانے والے شخص کی جانب سے معافی حاصل کر لینے کے بعد شرعی حاکم اور دیگر مسلمانوں کے سامنے اپنی تہمت کا ازالہ کرے اور اقرار کرے کہ اس نے جھوٹ بولا تھا۔مثلاً وہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کو زنا کی جو تہمت دی تھی وہ جھوٹ تھی۔اس حد تک اسے اپنی تہمت کی تردید کرنی ہوگی کہ وہ تمام لوگ باخبر ہو جائیں جنھوں نے وہ تہمت سنی تھی۔

فى الصحيح عن ابن سنان قال سئلت ابا عبد الله عن المحدود اذا تاب اتقبل شهادته؟

ابن سنان سے یہ صحیح روایت مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا: ایک تہمت لگانے والے شخص پر تہمت کی شرعی حد جاری ہو چکی ہو پھر وہ توبہ کرے تو کیا آئندہ اس کی گواہی قبول ہوگی؟

فقال اذا تاب و توبتة ان يرجع فيما قال ويكذب نفسه عند الامام وعند المسلمين

اگر وہ توبہ کرے اور اس کی توبہ یہ ہے کہ جو کہا تھا وہ الفاظ واپس لے لے اور امام کے سامنے اور مسلمانوں کے ساتھ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے۔

فاذافعل فان على الامام ان يقبل شهادته بعد ذالك

Aliwalay.com

اگر وہ ایسا کرے تو اسکے بعد امام کا فرض ہوگا کہ وہ اس کی گواہی قبول کرے اور اسے عادل جانے۔

کتاب تہذیب اور کتاب کافی میں اس مضمون کی کچھ اور روایات نقل ہوئی ہیں۔ اگر واقعی اس نے زنا یا لواط کی نسبت جھوٹی دی تھی تو اپنی تہمت کو جھٹلانا ظاہر ہے سچ ہے اور اگر اس نے واقعی اپنی آنکھ سے زنا یا لواط کرتے دیکھا تھا اور کل چار عادل گواہ فراہم نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس پر تہمت کی شرعی حد جاری ہوئی ہو یا اسے معافی مانگنی پڑی ہو تب بھی اسے اپنی بات کو جھٹلانا پڑے گا۔ اب وہ قصد کرے گا کہ اسلامی شریعت کی رو سے زنا یا لواط ثابت نہیں ہے اس لئے شرعی لحاظ سے وہ جھوٹا قرار پاتا ہے اگر چہ حقیقت میں وہ سچا ہو پس اپنے آپ کو جھٹلانا آیت کی رو سے صحیح ہے۔

فاذالم یاتوا بالشهداء فأو لئک عند اللّٰه هم الکاذبون

پس اگر وہ چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو خدا کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

(سورہ نور۲۴: آیت ۱۳)

کتاب نہایہ میں شیخ نے فرمایا ہے تہمت لگانے والے کی توبہ یہ ہے کہ وہ اس جگہ حاضر ہو جہاں اس نے تہمت لگائی تھی اور وہاں مسلمانوں کے مجمع میں اپنی تہمت کو جھٹلائے: تاکہ جن لوگوں نے وہ تہمت سنی ہو وہ اس کے جھوٹے ہونے کی بھی سن لیں اور اس طرح جس مسلمان پر الزام لگایا گیا تھا اس پر سے لوگوں کی بدگمانی ختم ہو جائے۔

جہاں تک حق اللہ (خدا کے حق) کا تعلق ہے، خدا نے قرآن مجید میں زنا یا لواط کی تہمت لگانے کو حرام قرار دیا ہے اور شدت سے منع فرمایا ہے۔ پس تہمت لگانے والا شخص حکم خدا کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اسی لئے وہ دنیاوی سزا کے علاوہ آخرت کے عذاب کا بھی مستحق ہے۔ البتہ اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو خدا بڑا غفور رحیم ہے۔

الا الذین تابو من بعد ذلک و اصلحوا فان اللّٰه غفور رحیم

مگر ہاں جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کی تو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ یہاں اصلاح سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی توبہ برقرار رہے اور اس کے کردار میں نیکی اور خیر کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دے۔ (سورہ نور۲۴: آیت ۵)

کتاب مبسوط میں شیخ فرماتے ہیں! توبہ کے بعد آدمی سے نیک اعمال ہی دیکھے جانے چاہیں۔

اصلاح سے ممکن ہے کہ یہ بھی مراد ہو کہ تہمت لگانے والا شخص، تہمت لگائے جانے والے شخص کے ساتھ صلح کرے یعنی یا تو اس سے معافی حاصل کرے یا پھر شرعی حد کے لئے خود کو اس کے حوالے کر دے۔ نیز اپنی تہمت کو جھٹلائے۔ یہ سب کرنے کے بعد وہ فاسق و کاذب نہیں رہتا۔ اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے اور وہ شرعی لحاظ سے عادل بن جاتا ہے۔

قذف اور دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری

تہمت سننے والے پر کچھ چیزیں واجب ہیں اور کچھ چیزیں حرام ہیں۔ اگر کوئی مسلمان سنے کہ ایک شخص کسی دوسرے مسلمان کو زنا یا لواط کی نسبت دے رہا ہے تو اس پر حرام ہے کہ وہ اس کی بات سنے اور درست مان لے ایسی نامناسب نسبت کو درست ماننا بھی حرام ہے اور جس مسلمان پر یہ تہمت لگائی گئی ہے اس سے بدگمان ہونا اور اسے برا سمجھنا بھی حرام ہے یہ بھی حرام ہے کہ ایسی سنی سنائی بات کو دوسروں تک پہنچائے، جب تک چار عادل گواہ ایسا کرتے نہ دیکھ لیں اور شرعی قاضی کے پاس گواہی نہ دے دیں، یہ نسبت دینا حرام ہے۔ اگر چہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو یا اسے تہمت لگانے والے کی بات پر یقین آ گیا ہو، ظاہر ہے اگر سننے والا آدمی دوسروں کو بھی بتائے گا تو تہمت لگایا جانے والا شخص بات پھیل جانے کی وجہ سے بے آبرو اور بدنام ہو جائے گا جو اسلام کو منظور نہیں ہے۔ تہمت سننے والے پر واجب ہے کہ وہ تہمت لگانے والے شخص کو تہمت لگانے سے منع کرے اور اسے ڈانٹے اس لئے کہ جب تک چار عادل گواہ اسے فراہم نہ ہو جائیں وہ جھوٹا اور فاسق ہی شمار ہوتا ہے۔ آدمی پر واجب ہے کہ چار عادل گواہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے، اگر چہ بات حقیقت کے مطابق ہو، تب بھی اسے تہمت ہی سمجھے اور ایسی نسبت دینے والے شخص کو جھوٹا اور فاسق قرار دے۔ واجب ہے کہ ایسے آدمی کی گواہی قبول نہ کی جائے، مگر یہ کہ وہ مذکورہ طریقے سے توبہ و اصلاح کر لے اور اپنی تہمت جھٹلا دے۔ آدمی کو تہمت لگانے والے شخص سے کہنا چاہیئے کہ یہ بہت بڑا بہتان ہے اور ہم تمہاری بات کو شرعاً درست نہیں مان سکتے۔

لولآ اذسمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسهم خیراً وقالو اهذآ افکٌ مبین(۱۲)لولاجآء وعلیه باربعة

Aliwalay.com

شھدآء ج فاولٓئک عنداللّٰہ ھم الکذبون (۱۳) ولولافضل اللّٰہ علیکم ورحمتہٗ فی الدنیا والاٰخرۃ لمسکم فی مآ انضتم فیہ عذابٌ عظیمٌ صلے (۱۴) اذتلقونہٗ بالسنتکم وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہٖ علمٌ وتحسبونہٗ ھینا صلے وھواللّٰہ عظیمٌ (۱۵) ولولآ اذسمعبوہ قلتم مایکون لنآ ان نتکلم بھذا صلے سبحٰنک ھذا بھتانٌ عظیمٌ (۱۶) یعظکم اللّٰہ ان تعود والمثلہٖ ابداً ان کنتم مؤمنین (۱۷) وبین اللّٰہ لکم الاٰیٰتِ ط واللّٰہ علیمٌ حکیمٌ (۱۸) ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوالھم عذابٌ الیمٌ ہ فی الدنیا والاٰخرۃ ط واللّٰہ یعلم وانتم لاتعلمون o (سورہ نور۲۴: آیت ۱۱۔۱۹)

یعنی اور جب تم لوگوں نے اس کوسنا تو اسی وقت ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔ اور جن لوگوں نے تہمت لگائی تھی اپنے دعوے کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ پیش کئے پھر جب ان لوگوں نے گواہ نہ پیش کئے تو خدا کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں اور اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل (وکرم) اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم لوگوں نے چرچا کیا تھا اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑا (سخت) عذاب آن پہنچتا، کہ تم اپنی زبانوں سے اس کو ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تمہیں علم و یقین نہ تھا، اور (لطف تو یہ ہے) تم نے اس کو ایک آسان بات سمجھی تھی حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی (سخت بات) تھی اور جب تم نے ایسی بات سنی تھی تو تم نے لوگوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنی مناسب نہیں۔ سبحان اللہ یہ بڑا بھاری بہتان ہے۔ خدا تمہاری نصیحت کرتا ہے اگر تم سچے ایماندار ہو تو خبردار پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور خدا تم سے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور خدا تو بڑا واقف کار حکیم ہے، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا پھیل جائے بے شک ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور خدا اصل حال کو خوب جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے ہو۔

عن ابی عبد اللّٰہ من قال فی مومن مارأتہٗ عیناہ و سمعتہ اذناہ فھو من الذین قال اللّٰہ تعالیٰ: ان الذین یحبون الیٰ آخر الآیۃ.

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی غلط بات کرے جس کو اس کی آنکھوں نے دیکھا ہو اور نہ کانوں نے سنا ہو تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنی و الاٰخرۃ واللّٰہ یعلم وانتم لاتعلمون

یعنی جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین کے درمیان بدکاری پھیلے (اور بدکاری کی تہمت پھیلاتے ہیں) ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے خدا مصلحت کو بہتر جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے، خلاصہ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر زنا یا لواط کی نسبت لگانا حرام ہے، بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لے تو جب تک کل چار عادل گواہوں نے نہ دیکھا ہو اسے بیان کرنا حرام ہے۔ (سورہ نور۲۴: آیت ۱۹)

البتہ اگر زنا کی تہمت بیوی پر شوہر لگائے تو اس کا حکم گذر چکا ہے کہ چار گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ قاضی کے سامنے وہ شرعی طریقے سے کہتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو، تو اس کی بات مان لی جاتی ہے۔ اس حکم کو، لعان، کہتے ہیں، اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا تہمت لگائے جانے والے شخص کی پانچ شرطیں ہیں۔ اگر وہ پانچ شرطیں نہ پائی جائیں تو دو عادل آدمیوں کے گواہی پر اسے تہمت لگانے کی سزا (اسی کوڑے کی سزا) مل جائے گی۔ لیکن یہ کوڑے زنا اور شراب پینے کے جرم میں لگائے جانے والے کوڑوں سے ہلکے لگیں گے اور تہمت لگانے والے شخص کو زنا کرنے یا شراب پینے والے شخص کی طرح برہنہ پیٹھ پر نہیں لگائے جائیں گے۔ بلکہ کوڑے لگتے وقت قمیض اس کی پیٹھ پر موجود ہو گی۔

اگر قذف کے شرائط موجود نہ ہوں

اگر تہمت لگائے جانے والے شخص میں قذف کی مذکورہ پانچ شرطیں نہ ہوں تو تب بھی زنا یا لواط کی نسبت سے دینا حرام ہے۔ بعض موقعوں پر ایسے شخص کو تعزیر (ڈانٹ پھٹکار) بھی کی جاتی ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی کسی مسلمان کو حرام زادہ کہہ دے تو اس پر تہمت کی شرعی حد لگائی نہیں جاتی، اس لئے کہ حرام

زادہ کہنے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ وہ زنا سے پیدا ہوا ہے بلکہ یہ بھی امکان رہتا ہے کہ حرام زادہ کہنے سے یہ مراد ہو کہ اس کا نطفہ ایسی حالت میں قرار پاتا تھا جب اس کی ماں حیض کے عالم میں تھی، ایسی صورت میں بھی اسکے باپ کے لئے حرام ہوتا ہے کہ وہ جماع کرے۔اسی طرح اگر کوئی کسی کو خبیث یا بدکردار کہے تو بھی اس سے زنا یا لواط کی تہمت ثابت نہیں ہوتی۔البتہ بے عزتی کرنے کے جرم میں اس کو تعزیر اور تنبیہ دلانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح اگر ایک مسلمان آدمی کسی غیر مسلم شخص کو زنا یا لواط کی نسبت دے تو بھی قذف کی حد (اسی کوڑے والی سزا) اس پر جاری تو نہیں۔البتہ پھر بھی ایسی نسبت حتی کا فر کو بھی دینا حرام ہے۔نہ کھلے الفاظ میں ایسی نسبت دینا جائز ہے اور نہ ہی اشارے کنائے میں۔ہاں البتہ اگر شرعاً ثابت ہو جائے کہ اس نے اپنے مذہب کی رو سے بھی زنا کیا ہے تب ایسی نسبت لگائی جا سکتی ہے۔

کفار کو زنا کی نسبت

عمرو ابن نعمان جعفی کہتے ہیں کہ: حضرت امام جعفر صادق (ع) کا ایک دوست تھا۔امام جہاں بھی جاتے تھے وہ امامؑ سے جدا نہیں ہوتا تھا، اس شخص کا ایک غلام تھا جو سندھ سے تعلق رکھتا تھا۔ایک دن وہ دوست امام کے ساتھ موچیوں کے بازار سے گذر رہا تھا اور اس کا غلام اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔آقا نے ایک مرتبہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو غلام نظر نہیں آیا۔اسے کسی کام سے بھیجنا تھا۔مگر وہ غائب ہو گیا تھا۔اس نے کل تین مرتبہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو غلام نہیں تھا۔کچھ دیر بعد جب چوتھی مرتبہ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ نظر آ گیا۔آقا نے غلام سے غصے میں کہا: یابن الفاعلۃ! (اے زنا کرنے والی عورت کے بیٹے) این کنت، تو کہاں تھا!

قال فرفع ابو عبداللّٰہ یدہ فصک بھا جبھۃ نفسہ

راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق (ع) نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی پیشانی مبارک پر مار لیا۔

ثم قال سبحان اللّٰہ تقذف امہ قد کنت اریٰ ان لک ورعافاذالیس لک ورع

پھر امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ، اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہے ہو۔میں تو تم میں کچھ تقویٰ دیکھتا تھا، لیکن اب تم میں ذرا بھی زہد و تقویٰ نہیں ہے!۔

فقال جعلت فداک ان امہ سندیۃ مشرکۃ

صحابی نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں، اس کی ماں سندھ (ہندوستان) کی رہنے والی ہے اور مشرکہ ہے!

فقال اما اعلمت ان لکل امۃ نکاحا، تنح عنی!

امامؑ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہر قوم کا اپنے طرز کا نکاح ہوتا ہے! دور ہو جاؤ میرے پاس سے! راوی کہتا ہے کہ پھر امامؑ کی حیات میں میں نے کبھی اسے امام کے ساتھ چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ

(وفی روایۃ اخریٰ) ان لکل امۃ نکاحا یحتجزون بہ عن الزنا

ہر کام اپنے طرز کا نکاح ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگ زنا سے بچتے رہتے ہیں۔

(اصول کافی باب البذاء گالی کے موضوع میں)

عن ابی الحسن الحذآء قال کنت عند ابی عبد اللّٰہ فسألنی رجل ما فعل غریمک.

ابوالحسن الحذّ اء کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق (ع) کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے قرض دار نے کیا کیا؟

قلت ذاک ابن الفاعلۃ؟

میں نے کہا: اس زنا کرنے والی عورت کے بیٹے کی بات کر رہے ہو

فنظر الی ابو عبد اللّٰہ نظر ا شدیدا

یہ سن کر امام جعفر صادق (ع) نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا

فقلت جعلت فداک انہ مجوسی امہ اختہ

میں نے کہ: میں آپؑ پر قربان جاؤں، وہ مجوسی (آتش پرست) ہے۔اس کی ماں اس کی بہن ہے (یعنی اس کے باپ نے اپنی بہن سے شادی کر لی تھی)

فقال او لیس ذالک فی دینھم نکاحا؟

امام نے فرمایا، کیا ان کے دین میں ایسا نکاح جائز نہیں ہے؟ (وسائل الشیعہ، کتاب الحدود، صفحہ ۴۳۹)

گالی دینا حرام ہے

زنا یا لواط کی تہمت لگانے کے علاوہ کسی مسلمان کو جو کھلے عام بدکاری نہ کرتا ہو برے الفاظ سے پکارنا بھی حرام ہے ایسے شخص کو بھی بُرے الفاظ سے پکارنا حرام ہے جسے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر اذیت ہوتی ہو۔ مثلاً اے فاسق! کتے! شرابی! سور! جیسے الفاظ سے پکارنا بھی حرام ہے اگر پکارا جانے والا شخص کھلے عام بدکاری نہ کرتا ہو اور اسے ایسے الفاظ اپنے لئے برے لگتے ہوں۔ ایسا پکارنے والے شخص کو تعزیر اور تنبیہ کرنا شرعی شرائط کی موجودگی میں واجب ہے ۔اسی طرح کسی کو کسی بیماری یا معذوری سے نسبت دینا بھی حرام ہے جبکہ وہ ایسا نہ ہو اور اسے برلگتا ہو۔ مثلاً اندھے! لنگڑے! بہرے وغیرہ کہنا بھی ایسی صورت میں حرام ہے۔

مستدرک الوسائل میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی (ع) نے فرمایا۔ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو فاسق، خبیث، کافر، منافق یا گدھا کہے تو اسے انتالیس کوڑے مارے جانے چاہیں!

ایسی گالی کے حرام ہونے کے سلسلے میں فرق نہیں ہے کہ ایسے الفاظ رشتہ دار سے کہے جائیں یا کسی اور سے، شاگرد کو کہے جائیں یا خادم کو، یا کسی اور کو ۔البتہ ایسی گالی جس میں شرمگاہوں کے نام لئے جاتے ہیں یا بدکاری کا تذکرہ ہوتا ہے وہ ہرصورت میں حرام ہے چاہے مخاطب کھلے عام بدکاری کرتا ہو یا نہیں، اور چاہے اسے برا لگے یا نہیں۔

گالی دینے کی مذمت میں روایات

گالی دینے یا دوسروں کو برے الفاظ سے پکارنے کے موضوع پر کئی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً قال ابوعبداللہ (امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا)

البذآء من الجفآء و الجفآء فی النار

گالی دینا ایک قسم کی جفا ہے، اور جفا کے نتیجے میں جہنم ہے۔ (اصول کافی باب البذاء۔ گالی دینے کا باب)

نبی کریم (ص) سے مروی ہے کہ:

اربعة یزید عذابھم علی عذاب اھل النار

چار ایسے لوگ ہیں کہ دوزخ میں ان کے عذاب کی شدت سے دیگر دوزخیوں کی بھی مزید تکلیف ہوگی! الی ان قال یہاں تک کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا:

و رجل یستلذالرفث و الفحش فیسیل من فیه قیح و دم

اور ایک شخص ایسا ہوگا جو (دنیا میں) مزے سے بدکاری کیا کرتا ہوگا اور گالیاں دیا کرتا ہوگا۔ جہنم میں اس کے منہ سے پیپ اور خون بہتا رہے گا!

اس موضوع کی مزید روایات گالی کے موضوع میں ذکر ہوئی ہیں۔

گالی کا جواب

ضمنی طور پر یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ جس طرح ابتدائی طور پر خود گالی دینے یا برے الفاظ سے پکارنے پہل کرنا حرام ہے اسی طرح گالی کا جواب گالی سے دینا حرام ہے۔ ہاں البتہ اسی بات کو اگر وہ گالی یا قذف (زنا یا لواط کی تہمت) نہ ہو تو دہرانا اور لوٹا دینا جائز ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ اے جاہل، احمق، ظالم! تو جواب میں آدمی کہہ سکتا ہے تم ہو جاہل تم ہو احمق، اور تم ہی ظالم ہو! (مستدرک الوسائل، ابواب جہاد النفس۔ اپنے نفس کے خلاف جہاد کے ابواب، باب ۷۱) قرآن مجید میں بھی اس بات کی اجازت موجود ہے:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم (سورہ بقرہ ۲: آیت ۱۹۴)

جو شخص تم پر ظلم کرے تو تم اس کی تلافی اسی کے انداز میں اس پر ظلم کر کے کرلو۔ اسی طرح ارشاد ہے:

ولمن انتصر بعد ظلمه فاو آلئک ما علیھم من سبیل (سورہ شوریٰ ۴۲: آیت ۴۱)

اگر مظلوم ظلم سہنے کے بعد اس کی تلافی پر اتر آئے ایسے لوگوں کے خلاف کچھ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ارشاد ہے:

وان عاقبتم فعاقبو بمثل ماعوقتم به (سورہ نحل ۱۶: آیت ۱۲۶)

اگر تم تلافی کرنا چاہو تو اسی انداز میں بدلہ لے لو جس انداز میں تمہارے ساتھ ظلم ہوا ہے۔

Aliwalay.com

اگر زیادتی نہ کرے

امام موسیٰ کاظم (ع) نے دونفر ایک دوسرے کو گالی دینے والے آدمیوں کے بارے میں فرمایا:

عن ابی الحسن موسیٰ فی رجلین یتسابان فقال البادی منھمآ اظلم ووذرہ و وزرصاحبہ علیہ مالم یتعد المظلوم

(اصول کافی باب السفہ۔بیہودہ گوئی کا باب)

ان دونوں میں سے پہل کرنے والا شخص زیادہ ظالم ہے،اس کے گناہ میں گالی کا جواب گالی سے دینے والے شخص کا گناہ اس کو بھی ملتا رہتا ہے۔بشرطیکہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھے،یعنی جس حد تک جواب دینے سے برابر کا بدلہ ہو جاتا ہے اس سے زیادہ سخت جواب نہ دے ورنہ اس کا گناہ بھی گالی کے پہل کرنے والے شخص کی طرح ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک شخص دوسرے کو کہے!اے گدھے!تو دوسرے شخص جواب میں کہہ دے!اے کتے!تو یہ دوسرے شخص کا حد سے زیادہ بڑھ جانا ہوگا۔اسی طرح ایک شخص ایک مرتبہ گدھے کہے تو دوسرا شخص اسے دو یا دو سے زیادہ مرتبہ اسی لفظ سے پکارے۔ہاں اگر گالی دینے والا شخص جواب میں گالی سننے سے پہلے ہی معذرت کرلے اور معافی مانگ لے تو معاف کردینا چاہیے اور ایسی صورت میں یعنی معافی مانگنے کی صورت میں گالی کا جواب گالی سے دینا جائز نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) کا یہ ارشاد موجود ہے:

البادی منھمآ اظلم و وزرہ وو زرصاحبہ علیہ ما لم یعتذر الی المظلوم

(اصول کافی،گالی کا باب)

یعنی ان دونوں میں سے پہل کرنے والا شخص زیادہ ظالم ہے۔پہل کرنے والے شخص کے گناہ کے ساتھ اس کو جواب دینے والے کا گناہ بھی ملتا ہے بشرطیکہ وہ مظلوم سے معافی نہ مانگ لے۔

خاموشی بھتر ھے

یہ بات کہے بغیر نہ رہ جائے کہ اگرچہ بری بات کا برابری کرتے ہوئے جواب دینا جائز ہے لیکن خاموشی اختیار کرلینا زیادہ بہتر ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وجزٓؤاسلّیئۃٍ سلّیۃٌ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللّٰہ انہ لا یحب الظّٰلمین (سورہ شوریٰ۴۲:آیت ۴۰)

اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے اس پر بھی جو شخص معاف کردے اور (معاملہ کی) اصلاح کردے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے۔بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے:

وان تعفوآ اقرب للتقویٰ (سورہ بقرہ۲:آیت ۲۳۷)

اگر تم بخش دو اور معاف کردو تو یہ پرہیز گاری سے قریب ترین کام ہے۔

گالی دینے والا خود ذلیل و خوار ھو گا

حضرت جابر کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی (ع) نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت قنبر کو گالی دے رہا تھا۔حضرت اسے برابر کا جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ امیر المومنینؑ نے انہیں پکارا

و قد رام قنبر ان یرد علیہ فناداہ امیر المومنین)مھلایا قنبر!ادع شماتک مھانا،ترضی الرحمٰن و تسخط الشیطان

رک جاؤ اے قنبر!تمہیں گالی دیے والے شخص کو اسی طرح خاموش رہ کر ذلیل کردو۔اس طرح رحمان تم سے راضی ہو جائے گا اور تم شیطان کو غصہ دلا دوگے۔وتعاقب عدوک اور اس طرح اپنے دشمن کو اذیت دوگے۔

ھو الذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ

اس خدا کو راضی کرلو گے جس نے بیج کو شگافتہ کیا اور خوشگور ہوائیں چلائیں۔

مارضی المومن ربہ بمثل الحلم ولآ اسخط الشطان بمثل الصمت

کوئی مومن نہیں کرسکتا اسی طرح شیطان کو گالی کے جواب میں خاموشی سے بڑھ کی کسی اور چیز سے اتنا راضی نہیں کرسکتا، اسی طرح شیطان کو گالی کے جواب میں خاموشی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے اتنا غصہ نہیں دلا سکتا۔

ولاعوقب الأحمق بمثل السكوت عنه

خاموش ہو جانے سے احمق (جاہل اور نادان) آدمی سے جس طرح بدلہ لیا جاسکتا ہے وہ کسی اور طریقے سے ممکن نہیں ہے (سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۳۰۰)

اگر آدمی نامناسب کلمات اور گالی کا جواب دینے کے بجائے نرمی سے اور میٹھے الفاظ میں بات کرلے کہ بھائی کو گالی نہیں دینی چاہیے، تو وہ بدی کے بدلے میں نیکی کر جاتا ہے اور خدا کے نزدیک ایسے شخص کا مقام بہت بلند ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ھی احسن

برائی اور بھلائی دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ سخت کلامی کا جواب تم ایسے طریقے سے دو جو نہایت اچھا ہو۔ (سورہ حٰم السجدۃ ۴۱: آیت ۳۴)

فاذاالذی بینک وبینه عدواة کانه ولی حمیم

اگر تم ایسا کرو گے تو تم دیکھو گے جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارے دلسوز دوست ہے۔

وما یلقھا الا ذوحظ عظیم (آیت ۳۵)

یہ بات بس ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں، اور ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ثواب کے اعتبار سے بڑے نصیب والے ہیں۔

کتاب، کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص جو شام کا رہنے والا تھا وہ مدینہ میں وارد ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایک اچھے سے اونٹ پر سوار ہے۔ اس نے اس سوار شخص کو پہچاننے کے لئے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے۔ جواب ملا حسنؑ ابن علیؑ ہیں۔ شام کا رہنے والا وہ شخص غصے میں بھر گیا اور آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ تو علیؑ ابن ابی طالب کا بیٹا ہے؟ جواب ملا ہاں میں علیؑ کا بیٹا ہوں۔ پھر اس شخص نے کہا، تو ایسے شخص کا بیٹا ہے جو مشرک تھا! اس شخص نے جتنا ہوسکتا تھا امام حسن (ع) اور ان کے والد ماجد کو برا بھلا کہا اور آخر تھک کر خاموش وہ گیا، اس دوران امام حسن (ع) خاموش ہی رہے۔ یہ دیکھ کر وہ شرمندہ ہوگیا۔ اس کی شرمندگی دیکھ کر امام مسکرائے اور فرمایا، مسافر لگتے ہو۔ شاید شام سے آئے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں، امام حسن نے فرمایا اگر تم کو ٹھکانے کی ضرورت ہے تو ہم تم کو جگہ دیں گے۔ اگر مال کی احتیاج ہے تو ہم تم کو وہ دین گے اور اگر تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہے تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ یہ دیکھ کر وہ گالی دینے والا شخص نہ صرف شرمندہ ہوا بلکہ اتنے اچھے اخلاق پر حیرت زدہ رہ گیا۔ خود اس کے الفاظ ہیں کہ جب میں حضرت حسنؑ ابن علیؑ کی خدمت سے واپس لوٹا تو ان کی ذات مجھے دنیا کے ہر شخص سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز تھی۔

امام حسین (ع) نے عصام ابن مصطلق شامی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی حسن سلوک کیا تھا کہ وہ دشمن بھی امام کا گرویدہ ہوگیا تھا۔

❁❁❁

Aliwalay.com

شراب خوری

گناہاں کبیرہ میں سے تیرہوں گناہ شراب پہنا ہے۔امام موسیٰ کاظمؑ،امام علی رضاؑ اور امام محمد تقی ؑ سے جو روایتیں منقول ہیں ان سے بھی یہ گناہ کبیرہ ثابت ہے۔قرآن مجید میں بھی اسے صاف الفاظ میں گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ارشاد ہے کہ:

یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما آثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما (سورہ بقرہ۲:آیت ۲۱۹)

یعنی اے رسولؐ تم سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔تم ان سے کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں۔البتہ ان کے فائدے سے ان کا نقصان بڑھ کر ہے۔

تفسیر المیز ان میں ہے کہ:اثم اور ذنب جیسے الفاظ جو ہم معنی ہیں،یہ ایک ایسی حالت ہے جو انسان کی عقل کو کام کرنے سے روک دیتی ہے اور آدمی نیکیوں اور اچھی صفات کی منزل تک جس کی وجہ سے پہنچ نہیں پاتا۔اس بناء پر اثم،ایک ایسا گناہ ہے جس کے برے اثرات انسان کی زندگی پر مختلف لحاظ سے پڑے ہوں اور جس کی وجہ سے انسان سعادت اور خوش بختی سے محروم رہ جاتا ہو۔شراب خوری کے نقصانات سب مانتے ہیں۔شراب خور آدمی کی صحت کئی لحاظ سے خراب ہوتی ہے۔اس کا معدہ صحیح کام نہیں کرتا۔اسکی آنتوں کا عمل صحیح رہتا۔جگر،پھیپھڑوں،اعصاب،شریانوں،دل اور انسان کے حواس خمسہ مثلاً دیکھنے کی حس اور چکھنے کی حس پر شراب کا برا اثر مرتب ہوتا ہے۔قدیم طبیبوں اور جدید ڈاکٹروں نے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔انہوں نے حیرت انگیز اعداد و شمار پیش کئے ہیں اور بتایا ہے کہ شرابی لوگ کس کس مرض میں دیگر لوگوں کی نسبت کتنے زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔انہوں نے بتایا ہے کہ شراب پینے کی وجہ سے کیا کیا امراض پیدا ہوتے ہیں۔انہوں نے اسے مہلک زہر کہا ہے۔

انسانی جسم پر شراب کے جو مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس کو ہم سرسری طور بیان کر رہے ہیں:

(۱) دماغ پر شراب کا اثر

شراب کی وجہ سے دماغ کے خلیئے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں،کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ کی نازک رگیں پھٹ جاتی ہیں۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ میں خون کسی جگہ جم جاتا ہے اور آدمی پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے جو یا تو وقتی طور پر ہوتا ہے یا عمر بھر رہتا ہے۔کبھی دماغ میں پیدا ہو جانے ولای یہی خرابیاں تشنج ورم دماغ اور سر میں خون کے دباؤ کی زیادتی کا سبب بن جاتی ہیں۔کبھی آدھے سر کا درد شروع ہو جاتا ہے اور کبھی تو بدن کے اعضاء پر اس وجہ سے فالج کا اثر بھی ہو جاتا ہے۔

(۲) اعصاب پر شراب کا اثر

شراب کی وجہ سے مختلف اعصابی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے اتنی توانائی باقی نہیں رہتی کہ آدمی اپنے اعضاء پر قابو نہیں رہتا۔بدن چور چور لگتا ہے۔حواس خمسہ کمزور ہو جاتے ہیں۔نیند صحیح طرح نہیں آتی اور نیند آتی بھی ہے تو پریشان کن خواب نظر آتے ہیں۔

(۳) معدے پر شراب کا اثر

نہ صرف یہ کہ شراب زبان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ذائقہ کی حس کو تباہ کر دیتی ہے،تھوک بننا کم ہو جاتا ہے اور باقاعدگی سے تھوک پیدا ہونا ختم ہو جاتا ہے،بلکہ شراب کا اثر معدے پر بھی ہوتا ہے۔جتنی تیزابیت ضروری ہوتی ہے وہ نہیں رہتی۔ہاضمہ بڑھانے والا مادہ جو پیپسن کہلاتا ہے،پیدا نہیں ہوتا۔اکثر قے آنے لگتی ہیں۔اس قے میں بلغم کے ساتھ خون کے لوتھڑے بھی کبھی ہوتے ہیں۔معدہ حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے آنتیں بہت زیادہ پھیل جاتی ہیں۔معدے پر ورم آجاتا ہے۔آنتوں پر خراشیں پڑ جاتی ہیں۔نظام ہاضمہ خراب ہو کر رہ جاتا ہے۔کبھی سخت اور مسلسل پیچش لگ جاتے ہے جو بڑی آنت کی خرابی کی علامت ہے۔

(۴) جگر یا کلیجے پر شراب کا اثر

شراب جگر کو کمزور بنا دیتی ہے۔اس پر ورم آجاتا ہے اور وہ بہت آہستگی سے کام کرنے لگتا ہے۔ورم اور سخت ہو جانے کی وجہ سے جگر میں درد ہونے لگتا ہے۔تکلیف پیٹ کی طرف موجود جگر کے حصے میں شروع ہوتی ہے اور گردے زرد ہو جاتے ہیں جس کا اثر آنکھوں سے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

Aliwalay.com

(۵)دورانِ خون پر شراب کا اثر

شراب بدن کے کارخانے میں استعمال ہونے کے کسی طرح لائق نہیں ہے۔اسی لئے اس کا کوئی حصہ بدن کا جز بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدے میں پہنچتے ہی شراب خون میں شامل ہونے لگتی ہے اور خون کے سفید ذرات کو ختم کرنے لگتی ہے۔اس کی وجہ سے خون کا دباؤ (بلڈ پریشر) کم ہو جاتا ہے اور کبھی سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔

(۶)سانس لینے کے نظام پر شراب کا اثر

شراب کا سب سے مہلک حملہ سانس کی بیماریوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔تپ دق (ٹی بی) ہو جاتا ہے۔سانس لینے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔شراب خون کے ہمراہ چڑھ کر۔پھیپھڑوں میں چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔پھیپھڑوں پر ورم آ جاتا ہے بدن سے کیلشیم ختم ہونے لگتا ہے اور آخر کار ٹی بی ہو جاتا ہے۔

(۷)گردوں پر شراب کا اثر

جو اعداد و شمار ملے ہیں ان کے لحاظ سے گردے کے نوے فیصد امراض شراب کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔جب شراب کا مادہ پیشاب کی شکل میں باہر آتا ہے تو پیشاب بننے کی جگہ سے لے کر پیشاب کی نالی کے پورے سلسلے پر اثر انداز ہوتا ہے اور بہت سی تکلیف دہ بیماریوں مثلاً پیشاب نہ رکنے کی بیماری کا سبب بنتا ہے۔

(۸)دل پر شراب کا اثر

شراب چونکہ خون میں شامل ہو جاتی ہے اس لئے رفتہ رفتہ خون کو فاسد بنا دیتی ہے اور اس کا اثر دل پر بھی ہوتا ہے۔دل جسم کے تمام اعضاء کو صحیح طرح خون فراہم نہیں کرسکتا۔دل پر کافی مقدار میں چربی چڑھ جاتی ہے اور دل بھاری اور بڑا ہو جاتا ہے۔اس کے نتیجے میں دل کی حرکت کمزور پڑ جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ شراب کے عادی لوگوں کی نبض یا تو بہت آہستہ چلتی ہے یا غیر منظم طریقے سے چلتی ہے۔

(۹)عقل پر شراب کا اثر

شراب کا سب سے پہلا اثر جنون اور دیوانگی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ہسپتالوں سے ملنے والے اعداد و شمار کے لحاظ سے اکثر دیوانے ہو جانے والے لوگ دنیا میں وہ ہوتے ہیں جو کئی برسوں سے شراب کے عادی ہوتے ہیں۔

کتاب بلاھائی اجتماعی نے رسالہ تندرست سے نقل کیا ہے کہ: ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق فرانس میں دو لاکھ دیوانے ایسے موجود ہیں جو بہت زیادہ شراب پینے کی وجہ سے پاگل ہو گئے ہیں۔نیز اسی فیصد دیوانے شراب ہی کی وجہ سے اس عارضے میں مبتلا ہوئے ہیں۔اور چالیس فیصد لوگوں کی بیماریاں شراب کے بدن پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں۔انگلستان میں دانشوروں کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ برطانیہ کے تقریباً نوے فیصد دیوانے شراب ہی کی وجہ سے اس حال کو پہنچے ہیں۔

(۱۰)نسل پر شراب کا اثر

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ شراب نطفے کے خلیوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔مغربی جرمنی کے ایک ڈاکٹر نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ شراب کا اثر یقینی طور پر کم از کم آئندہ تین نسلوں تک برقرار رہتا ہے۔بشرطیکہ وہ آئندہ تین نسلیں شراب نہ پئیں۔

شراب پینے کی وجہ سے بچوں کی پیدائش پر منفی اثر ہوتا ہے اور ایک وقت وہ آتا ہے کہ آدمی میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔امریکی ڈاکٹر نیلسن کہتا ہے کہ اگر شراب نہ پینے والا ایک صحت مند مرد گیارہ بچوں کا باپ بن سکتا ہے تو ویسا ہی ایک شراب کا عادی شخص ایک سے لے کر تین ہی صحیح وسالم بچوں کا باپ بن سکتا ہے۔لیکن وہ ایک، دو یا تین بچے بھی مختلف امراض مثلاً سکتہ آدھے سر کا درد، بے جا غصہ جنون، ذہنی صلاحیتوں کا نہ ابھرنا اور خون کی کمی سے دوچار رہنا وغیرہ جیسے امراض کا شکار ہوتے رہتے ہیں اور ہمیشہ تکلیف دہ نفسیاتی بیماریوں کا بھی شکار رہتے ہیں،

شراب پینے کے نقصانات انسان کے اخلاق پر بھی ظاہر ہوتے ہیں شرابی آدمی بد اخلاق اور بدزبان ہوتا ہے۔وہ طرح طرح کے جرائم مثلاً قتل و غارت زنا، لواط، دوسروں کے راز افشاں کرنا اور تمام قوانین کو لات مارنا وغیرہ کا بھی ارتکاب کرتا ہے۔بہر حال شرابی زندگی کی خوشیوں سے محروم ہوتا ہے۔وہ اتنا مست ہوتا ہے کہ عقل اس کے قابو میں نہیں رہتی ہے مستی کے عالم میں وہ دنیا کے بدترین کام بھی کر جاتا ہے

Aliwalay.com

اسلامی شریعت پرعمل درآمد کی بنیاد یہی ہے کہ آدمی عقل سلیم کو سالم رکھے، بلکہ اس کو تقویت بھی دیتا رہے۔ اگر عقل سلامت نہ رہے تو ہر عمل باطل ہے۔ اسی لئے ہر ایسے کام کو سختی سے ممنوع قرار دیتا ہے جو براہ راست عقل پر اثر انداز ہوئے ہوں ان کاموں میں شراب پینا، جوا کھیلنا، دوغلی پالیسی اختیار کرنا ور جھوٹ بولنا وغیرہ سرفہرست ہیں۔ اسی لئے اسلام جھوٹ پر مبنی سیاست کا سخت مخالف ہے۔ مستی اور جھوٹ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو انسانیت کے بلند و بالا مقام سے نیچے گرا دیتی ہیں اور سے حیوان سے بدتر بنا دیتی ہیں۔ ایسا شخص کبھی کوئی بھاری ذمہ داری نبھا نہیں سکتا شرابی آدمی کا کسی کام میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر وہ عزم بھی کرے تو اس کا عزم بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے، کام جتنا بڑا اور اہم ہوگا۔ شرابی آدمی کا اسے پورا کر لینا اتنا ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ اگر اسلام کے دیگر قوانین کی، مصلحتیں آشکار نہ بھی ہوتیں، تب بھی اسلام کا عقل وفرد کی طرف داری کا اصول اسی پر فخر کرنے کیلئے کافی تھا۔

قرآن مجید میں قتل، شرعی قاضی کے پاس بھی گواہی کو چھپانا اور تہمت جیسے گناہوں کو اثم کہا گیا ہے۔ لیکن قتل جیسے گناہ کو بھی اثم کبیر نہیں کہا ہے۔ یہ صرف شراب اور جوئے کیلئے کہا گیا ہے۔ (قل فیھما اثم کبیر) پس شراب نوشی کے گناہ کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

ومنافع للناس (اور شراب اور جوئی میں لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں) آیت کے اس ٹکڑے سے مراد یہ ہے کہ اس کی خرید وفروخت سے اور اس کو تیار کرنے سے کچھ مالی فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔ عیاش لوگوں کو شیطانی حرکتوں کے سلسلے میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کا سرور مل جاتا ہے۔ لیکن جوئے کی طرح شراب نوشی میں فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں۔ دنیاوی نقصانات سے زیادہ آخرت کے نقصانات ہیں۔

سورہ مآئدۃ میں ارشاد ہے:

یایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوۃ لعلکم تفلحون
انما یرید الشطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضآء فی الخمر و المیسر و یصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوٰۃ
فھل انتم منتھون. واطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسو ل و احذرو افان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین
(سورہ مآئدہ: آیت ۹۰ سے لے کر ۹۲ تک)

یعنی کہ اے ایماندارو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک برے شیطانی کام ہیں تو تم لوگ ان سے بچے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ شراب اور جوئے کی بدولت تم میں باہم عداوت اور دشمنی ڈلوادے اور خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو کیا اس سے باز آنے والے ہو اور خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور نافرمانی سے بچے رہو۔ اس پر بھی اگر تم نے خدا سے منہ پھیرا تو سمجھ لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف پیغام دینا فرض ہے۔

ان دو آخری آیتوں سے شراب خوری کا حرام ہونا چند لحاظ سے بہت زیادہ تاکید رکھتا ہے۔

(۱) لفظ انما تاکید اور منحصر کرنے کے لئے ہے جو پہلی آیت میں آیا ہے۔
(۲) شراب کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور شراب خوری کو بت پرستی کی طرح برا کام بتایا گیا ہے۔
(۳) شراب خوری کو جوئے کی طرح شیطانی کام بتایا گیا ہے۔
(۴) صاف طور پر حکم دیا گیا ہے کہ شراب سے بچے (فاجتنبوہ)
(۵) شراب خوری سے بچنے کو صاف الفاظ میں فلاح پانے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ (لعلکم تفلحون)
(۶) شراب خوری کے نقصانات بتائے گئے ہیں۔ یعنی عدوات بغض اور نماز بلکہ ہر قسم کے ذکر خدا سے دوری۔
(۷) پھر یہ پوچھا گیا ہے کہ اب بھی تم لوگ ایسے برے کام سے بچو گے یا نہیں؟ (فھل انتم منتھون)
(۸) ان تمام تاکیدوں کے بعد حکم ہوتا ہے کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول (ص) کی اطاعت کرو، خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور یہ جان لو کہ رسول (ص) کا کام صرف ہدایت پہنچا دینا اور حجت تمام کر دینا ہے۔

تفسیر المیز ان میں لکھا ہے کہ لغوی اعتبار سے شراب ہر اس سیال اور مائع چیز کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو۔ پہلے عرب لوگ انگور، جو، اور کھجور سے شراب تیار کرتے تھے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ اس کی کئی قسمیں بن گئی ہیں۔ ایسے کیمیائی اجزاء تیار ہو گئے ہیں جو نشہ آور ہیں۔ ان تمام قسم کی شرابوں میں مستی پیدا

Aliwalay.com

کرنے کا اثر مختلف ہے۔ لیکن اثر خواہ کتنا ہی کم ہو، ورشراب ہے اور لفظ رجس اس کے معنی ہر قسم کی گندگی کے ہیں اور آیت میں شراب کو رجس یا گندگی قرار دیا گیا ہے۔ خود انسانی فطرت شراب کی طرف مائل نہیں ہوتی اور اسے پسند نہیں کرتی ۔ یہ صرف انسان کی شیطنت ہوتی ہے جو اسے ایک گندے کام اور ایک گندی چیز کے استعمال پر آمادہ کرتی ہے۔ شیطان کا یہی کام ہے کہ وہ دونوں میں الٹے سیدھے خیال ڈالتا ہے اور گمراہ کرتا ہے کہ اس طرح کیف اور سرور پیدا ہوگا۔ لیکن خود آیت بتاتی ہے کہ اس سے شیطان کا مقصد لوگوں کے درمیان عداوت دشمنی اور بغض پیدا کرنا ہے شیطان شراب، جوئے اور بت پرستی وغیرہ کے ذریعے انسان کو ذکر خدا اور نماز سے روک دیتا ہے۔ دشمنی اور غصہ کو اس آیت میں صرف شراب اور جوئے کا اثر بتایا گیا ہے اصل مراد یہ ہے کہ دشمنی اور غصہ کا سب سے بڑا باعث شراب پینے کی وجہ سے انسان کے اعصاب قابو میں نہیں رہتے۔ اس کی عقل کام نہیں کرتی اور وہ ہیجان میں آ کر کچھ بھی کر بیٹھتا ہے جس کے تلخ نتائج نکلتے ہیں، شرابی شخص نشے میں ایسے ایسے جرائم بھی کر بیٹھتا ہے جو جنگلی درندے بھی نہیں کرتے۔ شراب کے نشے میں آدمی کو ہر بری چیز اچھی لگنے لگتی ہے۔ دوسروں کی دولت اور عزت و ناموس غارت کرنا اسے اچھا لگتا ہے۔ وہ نشے میں اتنا گر جاتا ہے کہ معاشرتی پابندیوں کو بھلا دیتا ہے بلکہ اپنے دین اور اعتقاد کے خلاف بھی اول فول بک جاتا ہے۔ شراب کے نشے میں آدمی اس حد تک درندہ بن جاتا ہے کہ اسے اپنی بہن اور بیٹیاں تک محض عورت نظر آنے لگتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ بھی بدکاری کر بیٹھتا ہے۔ نشے میں زبان قابو سے باہر ہوتی ہے اور آدمی اہم ترین راز بھی اگل دیتا ہے۔ یہ بات بہت خطرناک بھی ثابت ہوسکتی ہے۔

سورہ اعراف میں ارشاد ہے کہ

قل انما حرم ربی الفواحش ماظہر منھا وما بطن والا ثم والبغی بغیر الحق وان تشر کو اباللّٰہ مالم ینزل بہ سلطنا وان تقولوا علی اللّٰہ مالا تعلمون

(سورہ اعراف ۷ آیت ۳۳)

یعنی اے رسول (ص) تم (صاف) کہہ دو کہ ہمارے پروردگار نے تو تمام بدکاروں کو خواہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور یہ بھی کہ بغیر سمجھے بوجھے خدا پر بہتان باندھو۔

فواحش، فاحشہ کی جمع ہے اور جس کے معنی ہیں انتہائی قبیح اور برا کام۔ قرآن مجید میں زنا، لواط اور قذف (زنا یا لواط کی تہمت) کو فاحشہ کہا گیا ہے۔ فاحشہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری فاحشہ یعنی کھلم کھلا گناہ کرنا اور ایک باطنی فاحشہ یعنی چھپ کر گناہ کرنا اور ناجائز تعلقات استوار کرنا۔ اور جہاں تک۔ اثم۔ کا تعلق ہے اس کے معنی بھی گناہ کے ہیں اور قرآن مجید میں شراب پینے اور جوا کھیلنے کو صاف الفاظ میں گناہ کبیرہ (اثم کبیر) کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

کتاب کافی میں علی ابن یقطین کی یہ روایت موجود ہے کہ عباسی بادشاہ مہدی نے امام موسیٰ کاظم (ع) سے شراب کے بارے میں پوچھا:

سئل المھدی ابا الحسن عن الخمر) ھلھی محرمة فی کتاب اللّٰہ عزوجل فان الناس یعرفون النھی عنھا ولا یعرفون التحریم لھا.

کیا شراب خدائے تعالیٰ کی کتاب میں حرام قرار دی گئی ہے؟ لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ شراب ممنوع ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ حرام ہے:

فقال لہ ابو الحسن بل ھی محرمة فی کتاب اللّٰہ تعالیٰ

امام موسیٰ کاظم (ع) نے اسے جواب دیا: شراب خدائے تعالیٰ کی کتاب میں حرام قرار دی گئی ہے۔

فقال لہ فی ای موضع ھی محرمة فی کتاب اللّٰہ یا ابالحسن مھد ی

اس نے امام موسیٰ کاظم (ع) سے پوچھا اے ابوالحسن! کتاب خدا کے کس مقام پر اسے حرام قرار دیا گیا ہے؟

فقال قول اللّٰہ عزوجل

امام (ع) نے فرمایا وہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول ہے:

قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا و ما بطن و الاثم والبغی بغیر الحق

(سورہ اعراف ۷: اس آیت کا ترجمہ ابھی گزرا)

Aliwalay.com

پھر امامؑ نے فرمایا:

فماقوله ماظهر منها يعنى الزنا المعلن ونصب الرايات التى كانت ترفعها الفواجر للفواحش

جہاں تک ماظھر منھا (ظاہری بدکاریوں) کا تعلق ہے۔اس سے مراد علی الاعلان زنا کرنا اور گھروں پر زنا کے اڈاے کی علامت کے طور پر جھنڈے لگانا ہے جس طرح کے زمانہ جاہلیت میں بدکاری کرنے والے لوگ بدکاریوں کے سلسلے میں ایسا کرتے تھے،

و اما قوله تعالىٰ و ما بطن.يعنى مانكح من الاباء لان الناس كانوا قبل ان يبعث النبى اذاكان للرجل ذوجة و مات عنها تزوجها ابنة من بعده اذالم تكن امه فحرم اللّٰه ذلك

امامؑ نے پھر فرمایا۔جہاں تک وماطبن (باطنی بدکاریوں) کا تعلق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنے آباء (والد) کی بیویوں (سوتیلی ماؤں) سے نکاح نہ کریں، نبی کریمؐ کی بعثت سے اور اس کے رسول بننے سے قبل لوگ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے شادی کرلیا کرتے تھے۔خدا نے اس کام کو حرام قرار دے دیا۔

و اما الاثم فنها الخمرة بعينها و قد قال اللّٰه تعالىٰ فى موضع اخر و يسئلونك عن الخمر و الميسر قل فيهما اثم كيبر و منافع للناس و اثمهما اكبر من نفعهماْ

امام موسیٰ کاظم (ع) نے پھر فرمایا: اور جہاں تک اثم کا تعلق ہے یہ شراب ہی ہے۔ایک اور جگہ خدائے تعالےٰ کا ارشاد ہے۔تم سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا اثم (گناہ) ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں۔البتہ ان کے فائدے سے ان کا اثم (نقصان) بڑا ہے۔سورۃ بقرہ۲: آیت ۲۱۹) اس حدیث میں امامؑ نے پہلے وہ آیت پیش کی جس میں اثم کو حرام قرار دیا گیا ہے۔پھر وہ آیت پیش کی جس میں شراب کو اثم قرار دیا گیا ہے پس ثابت ہو کہ جب اثم حرام ہے اور شراب بھی ایک اثم ہے تو شراب بھی حرام ہے۔

شراب خوری اور روایت اهل بیت

شراب کی مذمت میں جو حدیثیں موجود ہیں وہ بہت زیادہ ہیں مثلاً امام محمد باقر (ع) کا ارشاد ہے (قال ابو جعفرؑ) يأتى شارب الخمر يوم القيٰمة مسودا وجهه مدلعا لسانه يسيل لعابه على صدره (وسائل الشیعہ) قیامت کے دن آدمی اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، اس کی زبان باہر کو نکلی ہوگی اور اس کا تھوک اس کے سینے پر بہہ رہا ہوگا!

وفى رواية اخرى ينادى العطش العطش وحق على اللّٰه ان يسقيه من بينة بئر خبال (وسائل الشیعہ۔حرام چیزیں پینے کے ابواب، باب نمبر۹)

ایک روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: وہ العطش العطش (پیاس پیاس) پکارتا رہے گا۔اور یہ خدا کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اسے اس کنویں سے اسے پلا دے جس میں زنا کار لوگوں کا گندہ مادہ ڈالا گیا ہوگا!

ایک اور حدیث میں رسول خدا (ص) کا یہ ارشاد موجود ہے کہ

(قال رسول اللّٰه)لا ينال شفاعتى من استخف بصلوته فلا يرد على الحوض لا واللّٰه ولا ينال شفاعتى من شرب المسكر لا يرد على ولاالحوض لا واللّٰه

جو شخص نماز کے سلسلے میں لاپرواہی کرے گا، میری شفاعت سے محروم رہے گا اور میرے پاس حوض کوثر تک نہیں پہنچے گا خدا کی قسم اور جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا اس تک بھی میری شفاعت نہیں پہنچے گی اور وہ بھی میرے پاس حوض کوثر تک رسائی حاصل نہیں کرسکے گا خدا کی قسم۔(وسائل الشیعہ حرام چیزیں پینے کے ابواب باب نمبر۱۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ

لعن رسول اللّٰه فى الخمر عشرة: غارسها وحار سها و عاصر ها و شار بها و سا قيها و حاملها و المحمولة اليه و بايعها ومشتريها وآكل ثمنها

(وسائل الشیعہ، کتاب التجارہ باب۸۴)

Aliwalay.com

شراب کے سلسلے میں رسول خدا (ص) نے دس قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے:۔

(۱) ایک وہ شخص جو شراب بنانے کی نیت سے پودا لگائے۔
(۲) ایک وہ شخص جو شراب کیلئے کسی پودے کو پروان چڑھائے۔
(۳) ایک ہو شخص جو شراب کیلئے انگور وغیرہ کو مسلے یا کچلے۔
(۴) ایک وہ شخص جو شراب پیئے۔
(۵) ایک وہ شخص جو ساقی بنے یعنی شراب انڈیل کر دے۔
(۶) ایک ہو شخص جو شراب کو اِدھر سے اُدھر لے جائے۔
(۷) ایک وہ شخص جو شراب لانے والے سے شراب وصول کرے۔
(۸) ایک وہ شخص ہو شراب بیچے۔
(۹) ایک وہ شخص جو شراب خریدے۔
(۱۰) اور ایک وہ شخص جو شراب کی وجہ سے حاصل ہونے والی کمائی کھائے۔

قال الصادق (ع) امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا

مدمن الخمر یلقی اللّٰہ یوم یلقاہ کعابدوثن،

شراب کا عادی شخص جس دن خدا سے ملاقات کرنی ہوگی اس دن وہ اس سے اس طرح ملاقات کرے گا جیسے کوئی بت پرست شخص اس کی بارگاہ میں آئے گا،

و فی روایة اخری یلقی اللّٰہ یوم یلقاہ کافر

ایک اور روایت میں ہے کہ شراب کا عادی شخص خدا سے ملاقات کرنے کے دن کافر محشور ہوگا۔

وفی روایة اخری ان الخمر رائس کل اثم

ایک روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: شراب خوری ہر گناہ کا باعث ہے۔(وسائل الشیعہ، حرام چیزیں پینے کے ابواب، باب نمبر ۱۲ صفحہ ۳۱۷)

شراب تمام برائیوں کی جڑ

عن الباقر (ع) قال امام محمد باقر (ع) نے فرمایا:

ما عصی اللّٰہ بشیء اشد من شرب المسکر

خدائے تعالیٰ کی نافرمانی سب سے زیادہ شراب خوری (یا کسی بھی نشہ آور چیز کے استعمال) ہی سے ہوتی ہے:

ان احدھم یدع الصلوة الفریضة ویثب علی امه و ابنته و اخته و ھو لا یعقل

(وسائل الشیعہ، حرام چیزیں پینے کے ابواب باب ۱۲)

شراب پینے والا شخص فرض نماز چھوٹ دیتا ہے۔اور اپنی ماں بہن اور بیٹی تک سے نشہ کے عالم میں زنا کر بیٹھتا ہے! اور وہ عقل سے محروم ہوتا ہے۔قال ابوعبداللّٰہ (ع) امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

انه من شرب جرعة من خمر لعنه اللّٰہ عزوجل وملٓئکته و رسله والمؤمنون

بے شک جو شخص شراب کا ایک گھونٹ بھی پیتا ہے تو اسی وقت خدائے تعالےٰ، فرشتے انبیائے خدا اور مقرب مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں!

فان شربھا حتیٰ یسکر منھا نزع روح الایمان من جسده ر رکبت فیه روح سخیفة خبیثة ملعونة.

جب وہ اتنا پی لیتا ہے کہ اس سے اسے نشہ چڑھ جاتا ہے تو اس کے بدن سے ایمان کی روح نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک گندی، شیطانی اور

Aliwalay.com

قابل لعنت روح لے لیتی ہے!

فيترک الصلوٰة، فاذا ترک الصلوٰة عيرته الملئكة وقال الله عزوجل له عبدى كفرت و عيرتک الملئكة، سوئة لک عبدى

پھر جب وہ آدمی نماز چھوڑ دیتا ہے تو فرشتے اسے ڈانٹتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس سے کہتا ہے اے میرے بندے! تو نے کفر اختیار کرلیا! اور تجھے فرشتے ڈانٹنے لگے ہیں! برا ہو تیرا اے میرے بندے

ثم قال سوئته سوئة كما تكون السوئة والله لتوبيخ الجليل جل اسمه ساعة واحدة اشد من عذاب الف عام

پھر امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا، برا ہو برا ہو بالکل اسی طرح جس طرح برائی ہوتی ہے، خدا کی قسم خدائے جلیل (بہت جلال والے خدا) کی ایک لمحے کی ڈانٹ ایک ہزار سال کے عذاب سے زیادہ شدید ہوتی ہے۔

ثم قال ملعونين اينما ثقفوا او قتلوا اتقبلاً ملعون ملعون من ترک امر الله ان اخذبراد مربه وان اخذ لجرا غرفه يغضب الجليل عزا سمه

(فروع کافی، کھانے پینے کا باب۔ حدیث ۱۶ اور شراب خوری کا باب)

پھر امامؑ نے فرمایا: ایسے لوگ اتنے ملعون ہوں گے کہ جہاں بھی پناہ لینا چاہیں گے وہیں ہلاک ہوجائیں گے! ملعون ہے ملعون وہ شخص جس نے حکم خدا کو ترک کردیا۔ ایسا شخص بہت جلال والے خدا کے غضب سے بچنے کے لئے اگر صحرا میں بھی پناہ لینا چاہے گا تو صحرا اسے ہلاک کردے گا، اور سمندر کے ذریعے بھاگنا چاہے گا تو خدا کا غضب دیکھ کر سمندر بھی اس پر غضب ناک ہوجائے گا اور اسے غرق کردے گا!

فروع کافی ہی میں امام جعفر صادق امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ

(عن ابى عبد الله عليه السلام قال) ان اهل الرى فى الدنيا من المسكر يموتون عطاشاو يحشرون عطاشا ويد خلون النار عطاشا(حديث ۱۷)

بے شک دنیا میں نشہ آور چیز بہت پینے والے لوگ پیاسے مریں گے، پیاسے محشور ہوں گے اور پیاسے ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔

شرابی خدا سے نہیں ڈرتا

قيل لامير المومنين(ع)انک تزعم ان شرب الخمر اشد من الزنا و السرقة

امیر المومنین حضرت علی (ع) سے پوچھا گیا، آیا آپ شراب خوری کو زنا کرنے اور چوری کرنے سے بھی زیادہ برا قرار دیتے ہیں؟

فقال نعم،ان الزنا لعله لايعد وه الى غيره و ان شارب الخمر اذاشرب الخمر زنىٰ و سرق وقتل النفس التىٰ حرم الله و ترک الصلوة

(فروع کافی، شراب خوری کا باب حدیث ۸)

امام (ع) نے فرمایا: ہاں ہوسکتا ہے زنا کرنے والا شخص کسی اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے، لیکن شرابی جب شراب پی لیتا ہے تو زنا اور چوری بھی کر بیٹھتا ہے، خدا نے جس فعل کو حرام قرار دیا ہے اس کا بھی مرتکب ہوجاتا ہے اور نماز تک چھوڑ دیتا ہے! معاشرے میں خرابی پیدا کرتا ہے امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے

(عن ابى عبدالله(ع)قال)من شرب النبيذ على انه حلال خلد فى النار ومن شربه على انه حرام عذب فى النار

(وسائل الشیعہ پینے کی چیزوں کے ابواب، باب ۱۳)

جو شخص شراب کو حلال سمجھتے ہوئے پیئے گا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور جو شخص اسے حرام سمجھتے ہوئے پیئے گا پھر بھی وہ جہنم کا عذاب چکھے گا، امام علی رضا (ع) نے فرمایا ہے: شارب المسكر كا فر۔ نشہ آور چیز پینے والا شخص درحقیقت کافر ہے، دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور سب اسے حرام تسلیم کرتے ہیں۔

امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ

Aliwalay.com

(عن ابی عبد اللّٰہ(ع)انہ قال مابعث اللّٰہ نبیا قط الا وفی علم اللّٰہ انہ اذا اکمل لہ دینہ کان فیہ تحریمہ الخمر ولم یزل الخمر حراما (فروع کافی شراب خوری کا باب)

خدا بہتر جانتا ہے کہ خدا نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس کے دین کو مکمل کیا تو شراب کو حرام قرار دے کر۔ کیا شروع سے اب تک شراب حرام ہی چلی آ رہی ہے۔

موجودہ دور کی توریت اور انجیل میں اتنی تحریف اور من گھڑت تبدیلیوں کے باوجود اب بھی شراب کے خلاف ممانعت موجود ہے۔ مثلاً امثال سلیمان کی اصحاح، آیت ۲۰ میں لکھا ہے، شراب خوروں میں شامل مت ہو جاؤ۔ اور آیت ۳۹ میں ہے۔ کس کے لئے بدبختی ؟ کس کے لئے جنگ اور جھگڑا؟ کس کے لئے ہے غم اور پریشانی ؟ کس کیلئے ہے خواہ مخواہ زخمی ہو جانا؟ کس کے لئے آنکھوں کی سرخی؟ یعنی آدمی مستی کے عالم میں خود کو یا دوسرے کو زخمی کر بیٹھتا ہے، قتل کر ڈالتا ہے یا کوئی اور بدکاری اس سے سرزد وہ جاتی ہے۔ یہ تمام بدبختیاں اور خرابیاں ایسے لوگوں کیلئے ہیں جو شراب پینے کے عادی ہو گئے ہوں۔ انہی اصحاح کی آیت ۳۱ اور ۳۲ میں لکھا ہے: جب شراب سرخ رنگ کی ہو، جام میں اپنی حیات کا رنگ ظاہر کر رہی ہو، صاف شفاف اور ہلکی ہو، تب بھی اسے مت دیکھ، آخر کار وہ تجھے سانپ کی طرح ڈس لے گی اور کالے سانپ کی طرح بن جائے گی۔

اصحاح ۲۱ میں شراب خور کی سزا کا ذکر کچھ یوں ہے: شہر کے بزرگوں سے کہو کہ ہمارا یہ بیٹا باغی اور سرکش ہو گیا ہے، ہماری بات نہیں سنتا، بہت زیادہ کھاتا ہے اور شراب پیتا ہے۔ پس اس کے شہر کے تمام لوگ پتھر مار مار کر اسے سنگسار کر دیں تا کہ وہ مر جائے!

کتاب پولس باھل افس، باب پنجم آیت ۱۸ میں لکھا ہے: شراب میں مست مت ہو جاؤ اس لئے کہ اس میں فساد ہے۔

امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ شراب تمام گناہوں کی ماں ہے۔ شراب اپنے پینے والے کو ہر قسم کے شر کی طرف لے جاتی ہے اس کی عقل ختم کر دیتی ہے۔ پھر یہ حال ہو جاتا ہے کہ نشے میں وہ اپنے خدا تک کو نہیں پہنچانتا اور جو بھی گناہ سوجھتا ہے کر ڈالتا ہے۔ شراب خور کو عفت عصمت کے خلاف کاموں سے بھی عار نہیں ہوتا!

ابن وہب نے امام جعفر صادق (ع) ہی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَمَا اَسْكَرَ كَثِيرُهٗ فَقَلِيلُهٗ حَرَامٌ

ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو چیز زیادہ مقدار میں ہو تو نشہ دیتی ہو تب بھی اس کی تھوڑی سی مقدار تک حرام ہے۔ راوی کہتا ہے

قُلْتُ فَتَلِيلُهُ الْحَرَامِ يِحَلُّهٗ كَثِيْرُ الْمَاءِ ؟

میں نے پوچھا "پس حرام چیز کی تھوڑی سی مقدار بہت زیادہ پانی ملانے سے حلال ہو جائے گی؟

فَرَدَّ عَلَيْهِ بِكَفِّهٖ مَرَّتَيْنِ لَا لَا (فروع کافی)

امام نے اپنا ہاتھ دو مرتبہ نہیں نہیں کہتے ہوئے ہلایا۔

یہ چیز بہرحال بدھوتی ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ۔ شراب جیسا زہر جب بدن میں جاتا ہے تو خواہ ایک قطرہ ہو تب بھی اثر کرتا ہے۔ اگر آپ پانی سے بھرے ہوئے ایک حوض میں چند بالٹی سُرخ رنگ ملا دیں تو حوض کا پانی لال ہو جائے گا۔ لیکن صاف پانی سے بھرے ہوئے حوض میں اگر آپ ایک گلاس سیاہی ڈالیں تو بظاہر کوئی تبدیلی نہیں ہوگی لیکن کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ سیاہی کا اثر پانی پر نہیں ہوا ہے؟ جی نہیں، اگر آپ حوض کا پانی گرم کر کے اُڑا دیں تو آپ کو اس کی تہہ میں اسی ایک گلاس سیاہی کے ذرات پڑے نظر آئیں گے، شراب بھی اسی طرح ہے جب اس کا ایک قطرہ بھی بدن میں جاتا ہے تو یقیناً نقصان پہنچاتا ہے۔ خواہ اس کا اثر فوری طور پر ظاہر ہو یا دیر سے ظاہر ہو۔ اگر آدمی ایک ایک قطرہ بھی شراب پینا شروع کرے تو رفتہ رفتہ اس کی طلب بڑھ جاتی ہے پھر بیسار نوشی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ شراب اس سے چھوٹے نہیں چھوٹتی۔ پانی کا ایک ایک قطرہ ہلکے ہلکے بھی اگر پتھر پر مسلسل پڑتا رہے تو پتھر میں گڑھا پڑ جاتا ہے یہی حال شراب کا بھی ہے ہر دفعہ جگر یا گردوں پر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ہوتا رہتا ہے۔ پس شراب کم ہو یا زیادہ بہرحال ایک زہر ہے اور نقصان دہ ہے ہاں شراب جب تک بنتی نہیں ہے اور انگور، کشمش یا کھجور کی صورت میں ہوتی ہے اس وقت تک وہ ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن جیسے ہی اس سے شراب بن جاتی ہے وہ بری اور مضر ہو جاتی ہے۔

نشہ آور سیال چیزیں

Aliwalay.com

نشہ آور چیزیں اگر اپنی اصلیت کے اعتبار سے سیال اور بہنے والی ہوں تو حرام ہونے کے علاوہ نجس بھی ہیں۔ لیکن اگر نشہ آور چیز عام طور پر ٹھوس حالت میں فراہم ہوتی ہو اور افیون اور بھنگ کی طرح ہو تو اگر چہ وہ نجس نہیں ہے مگر اس کا استعمال شراب کی طرح حرام ہے۔

بچے کو شراب پلانا

شراب کسی دوسرے شخص کو پلانا بھی حرام ہے، خواہ وہ چھوٹا معصوم بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس موضوع پر کتاب مستند الشیعہ میں تین حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص بھی کسی بچے کو شراب پلائے گا، خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اسی مقدار میں اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔

دستر خوان پر شراب

اگر دستر خوان پر شراب موجود ہو اور کوئی اسے پی رہا ہو تو اس پر دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانا بھی حرام ہے، خواہ کھانا کھانے والا آدمی شراب کو ہاتھ بھی نہ لگائے! امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا

(قال) ملعون ملعون من جلس علی مآئدة یشرب علیها الخمر (وسائل الشیعه)

ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو ایسے دستر خوان پر بیٹھ جائے جس پر شراب پی جا رہی ہو۔

اسی طرح آنحضر (ص) کا ارشاد ہے کہ

من کان یومن باللّٰه و الیوم الأخر فلا یاکل علی مآئدٰ یشرب علیها الخمر

(مسالک شہید ثانی، باب اطعمہ واشربہ کھانے پینے کا باب)

یعنی، جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے ایسے دستر خوان پر نہیں کھانا چاہیئے جس پر شراب بھی پینے کے لئے رکھی گئی ہو!

امام جعفر صادق (ع) کا یہ فرمان ملاحظہ کیجئے:

لاتجالسوا شارب الخمر فان اللعنة اذا نزلت عمت من فی المجلس

(وسائل شیعہ، پینے کی چیزوں کے ابواب باب ۳۳)

شرابیوں کے ساتھ مت بیٹھو اس لئے کہ جب لعنت نازل ہوتی ہے تو شرابیوں کی محفل میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے!

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ایسے دستر خوان پر بیٹھنا بھی حرام ہے جس پر بیٹھے ہوئے وہ دوسرے لوگ کوئی حرام کام کر رہے ہوں، مثلاً کسی مسلمان کی غیبت کر رہے ہوں یا کسی مسلمان کی فریب دے رہے ہوں۔ یقیناً اگر آدمی کا وہاں نہ بیٹھنا اس کے بھی اس گناہ میں آلودہ ہونے سے بچنے کا سبب من جائے تو یہ واجب ہے کہ اور وہاں بیٹھنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر اس آدمی کے نہ بیٹھنے سے وہاں ہونے والا حرام کام رک سکتا ہے تب بھی نہی عن المنکر کے لحاظ سے واجب ہے۔

شراب اور علاج

اہل بیت ؑ کی بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا کہ شراب کو بطور علاج استعمال کرنا بھی منع ہے۔ بلکہ کسی بھی نشہ آور چیز کو علاج کے طور پر استعمال کرنے سے اہل بیت ؑ نے منع فرمایا ہے پس کسی نشہ آور چیز کو بیماری یا درد دور کرنے کے لئے استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے کسی نشہ آور چیز میں شفا نہیں رکھی ہے اور یہ حکم مجتہدوں کے درمیان مشہور ہے۔

تین شرطوں کے ساتھ علاج کی اجازت

بعض مجتہدوں نے فرمایا ہے کہ ضرورت کے وقت تین شرطوں کی موجودگی میں شراب سے علاج کیا جا سکتا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی جانتا ہو کہ اس کا مرض قابل علاج ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر شراب سے علاج نہ کیا جائے تو آدمی مر جائے گا یا اسے بہت زیادہ تکلیف ہوگی اور تیسری شرط یہ ہے کہ شراب کے علاوہ کسی اور چیز سے علاج ممکن نہ ہو۔ پس اگر یہ تین شرطیں موجود ہوں تو ضرورت کے وقت بطور علاج اسی حد تک مریض کو شراب پلائی جا سکتی ہے جس حد تک ضروری ہو۔ لیکن جیسا کہ ہم نے کہا، خداوند تعالےٰ نے کسی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی۔ پس ایسا خیال کرنا محض ایک فرض ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Aliwalay.com

شراب میں شفا نہیں

ابن ابی یعفور نے امام جعفر صادق (ع) سے عرض کی میں ایک مرض میں مبتلا ہوں کہ جب بھی اس میں شدت پیدا ہوتی ہے، میں تھوڑی سی انگور کی شراب پی لیتا ہوں تو درد ختم ہوجاتا ہے۔امام (ع) نے فرمایا:

لاتشربه فانه حرام ،انما هٰذا شيطان مؤكل بك فلوقد يئس منك ذهب (وسائل الشیعہ ، پینے کی چیزوں کا باب)

اسے مت پیو، یہ حرام ہے۔یہ شیطان ہے جو تمہاری تاک میں ہے کہ تمہیں حرام کاموں میں مبتلا کردے! پس جب وہ تمہارے شراب پینے سے ناامید ہوجائے گا اور چلا جائے گا!

ابن ابی یعفور واپس اپنے وطن کوفہ گئے۔وہاں پہنچ کر اس کا درد شدت پکڑ گیا۔اس کے گھر والے ان کے لیے انگور کی شراب لے آئے اور اس کے پینے پر اصرار کرنے لگے۔ابن ابی یعفور نے کہا: خدا کی قسم! میں اس کا ایک قطرہ بھی نہیں پیوں گا!

کچھ دن تک وہ درد سے سخت بے چین رہے۔پھر آخر کار خود بخود ان کا درد دور ہوگیا اور وہ عمر بھر پھر اس درد میں مبتلا نہیں ہوئے۔

موت کے وقت شرابی

ابو بصیر کہتے ہیں کہ ام خالد عبدیہ امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔اور اس وقت ابو بصیر امام کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ام خالد نے آکر عرض کیا۔میں آپ پر قربان جاؤں، میں قیامت کے دن خدا تعالےٰ سے کہہ دوں گی کہ جعفر ابن محمد (ص) نے مجھے جیسا حکم دیا تھا ویسا کیا ہے۔طبیبوں نے کہا ہے کہ انگور کی شراب سے آٹا گوندھ کر اور اس کی روٹی بنا کر کھاؤں گی تو میرے دل میں جو سخت درد ہوتا ہے اس کی دوا ہوجائے گی۔میں پوچھتی ہوں کہ کیا ایسا کرلوں؟

امام جعفر صادق (ع) نے ام خالد کو جواب دیا:

(فقال لها)لاوالله لا آذن لک فی قطرة منه ولا تذوقی منه قطرة فانما تندمین اذبلغت نفسک هٰهنا

واومأبيده الى حنجرته يقولها ثلاثا افهمت؟

نہیں خدا کی قسم میں شراب کے ایک قطرے کی بھی تمہیں اجازت نہیں دوں گا۔اس میں سے ایک قطرہ بھی تم مت پینا۔ورنہ جب تمہاری روح یہاں (امام نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) پہنچ جائے گی تو تمہیں ندامت ہی ہوگی! پھر امام نے ام خالد سے تین مرتبہ پوچھا افهمت ؟) کیا تم نے سمجھ لیا؟ قالت نعم ام خالد نے جواب دیا جی ہاں (فروع کافی، پینے کی چیزوں کا باب)

فضیل ابن عیاض کے ایک شاگرد کی موت کا وقت قریب تھا فضیل ان کے پاس آئے اور سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسٓ کی تلاوت کرنے لگے۔شاگرد نے اپنے استاد سے کہا! قرآن مت پڑھیے! فضیل خاموش ہوگئے۔پھر اپنے شاگرد کو تلقین کرنے لگے کہ لا الہ الا اللہ کہو۔شاگرد نے کہا! میں یہ کلمہ نہیں کہوں گا کیونکہ میں اس سے بیزار ہوں! وہ شاگرد اسی حالت میں مرگیا!

فضیل ابن عیاض سخت غمگین ہوگئے، آکر فارغ ہوکر اپنے گھر گئے تو جا کر سو گئے۔انہوں نے خواب میں اپنے شاگرد کو دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہے۔انہوں نے اس سے پوچھا! وہ کیا سبب ہے جس کی وجہ سے تم ایمان سے محروم ہوکر مرگئے۔حالانکہ تم میرے قابل ترین شاگرد تھے۔اس نے جواب دیا۔اسکے تین اسباب ہیں۔پہلا سبب یہ ہے کہ میں چغلی بہت کھاتا تھا، دوسرا سبب یہ ہے کہ میں حسد میں مبتلا تھا، اور تیسرا سبب یہ ہے کہ طبیب نے ایک بیماری کے علاج کے سلسلے میں مجھے مشورہ دیا تھا کہ ہر سال ایک جام شراب پیا کروں، طبیب نے کہا تھا کہ اگر میں ایسا نہیں کروں گا تو بیماری نہیں جائے گی۔میں ہر سال شراب کا ایک جام پیا کرتا تھا! (سفینۃ البحار، جلد اول صفحہ ۴۲۸) بہت سی حدیثوں میں یہ بات موجود ہے کہ کسی حرام چیز میں شفا نہیں ہوتی۔پس شراب میں شفا نہیں ہوتی۔اسی طرح وہ دوا جس میں نجس الکحل ملا ہو، اگرچہ وہ ایک قطرہ ہی ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

انجمن تبلیغات اسلامی کے رسالے میں صفحہ ۳۸۰ پر لکھا ہے آج دنیا میں کوئی ایسا ڈاکٹر نہیں ہے جو شراب کو کسی لحاظ سے مفید سمجھتا ہو اور تھوڑی سی بھی مقدار میں اس کی اجازت دیتا ہو۔اگر کوئی ڈاکٹر شراب کو دوا کے طور تجویز کرے تو یہ جان لینا چاہیے کہ اس کی طبی معلومات بہت ناقص ہیں۔

سو سال پہلے تک بعض طبیب اور ڈاکٹر یہ خیال کرتے تھے کہ شراب بعض بیماریوں کے علاج میں مفید ہے۔لیکن حال ہی میں سائنس دانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ شراب مریض کے بدن کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی بلکہ بہت سے نقصانات کا سبب بنتی ہے، اور الکحل کے چھوٹے چھوٹے ذرات بھی

Aliwalay.com

خون میں شامل ہو کر خون کے سفید ذرات کو ناکارہ کر دیتے ہیں! خون میں کچھ ذرات سفید ہوتے ہیں جو دراصل خلیے ہوتے ہیں۔انکا کام یہ ہوتا ہے کہ جب بھی بدن کسی بیماری کو محسوس کرنے لگتا ہے اور بدن میں کچھ جراثیم داخل ہوتے ہیں تو خون کے یہی سفید ذرات بدن کا دفاع کرتے ہیں اور جراثیم پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔خلاصہ یہ کہ خون کے سفید ذرات بدن کے باڈی گارڈ ہیں لیکن شراب ان سفید ذرات کو اتنا کمزور کر دیتی ہے کہ وہ بیماری کے جراثیم پر قابو نہیں پاسکتے۔اگر نئے سفید ذرات پیدا نہ ہوتے رہیں تو آدمی مر جائے گا۔

اگر لاکھوں جراثیم بدن میں داخل ہو جائیں لیکن خون کے سفید ذرات اگر چست ہوں تو بیماری پر وہ قابو پا لیتے ہیں اور جراثیم کو مغلوب کر دیتے ہیں۔لیکن شراب کا ایک چھوٹا سا ذرہ خون کے ان سفید ذرات کو کمزور بنا دیتا ہے۔بعض لوگوں کے درمیان یہ مشہور ہے کہ شراب پینے سے کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔لیکن یہ محض ایک پروپیگنڈہ ہے اور حقیقت اس کے برعکس ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شراب پینے سے ہاضمے کا نظام بگڑ جاتا ہے،کھانا معدے میں سخت ہو جاتا ہے اور ہضم کے قابل نہیں رہتا۔آپ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے پکے ہوئے گوشت کے نرم ٹکڑے پر اگر آپ شراب ڈالیں گے تو وہ چمڑے کی طرح ہو جائے گا اور چبایا نہیں جاسکتا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب پینے سے معدے کے اندر موجود غذا کا بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔معدے میں کچھ ایسے مواد ہوتے ہیں جو غذا کو ہضم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔لیکن شراب ایسے مادوں کو بھی فنا کر دیتی ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ بھاری ہو جاتا ہے اور خراب رہنے لگتا ہے۔حقیقت یہی ہے کہ شراب کھانے کی اشتہاء کو ختم کر دیتی ہے۔شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی ناسمجھی میں دوا کے طور پر اسے استعمال کرے تو پھر وہ عادی شرابی ہو جاتا ہے اور پھر شراب کی عادت چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہم نے ایسے کئی شرابی دیکھے ہیں جو برسوں سے شراب پی رہے ہیں مگر وہ بیمار نہیں لگتے۔اس کا جواب یہ ہے کہ بیمار نہیں لگنا اور بات ہے اور حقیقت میں بیمار ہونا اور بات ہے۔اگر شرابی کا مکمل معائنہ کرایا جائے تو اس کا معدہ بھی خراب نکلے گا،اور اعضاء بھی اندر سے متاثر ہوں گے،اب یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ وہ شرابی کی دیگر بیماریوں کا سبب شراب کو نہیں قرار دیتے۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں شرابی موٹا تازہ ہے اور اس کے گال سرخ ہیں پس وہ صحت مند ہے۔حقیقت یہ ہے کہ گالوں کی سُرخی دوران خون کے خلل کی علامت ہے شرابی کا بدن خواہ کتنا ہی طاقتور ہو لیکن اس میں برداشت کی صلاحیت نہیں ہوتی اور وہ اپنی طاقت سے مکمل استفادہ نہیں کر سکتا۔البتہ یہ بات ضرور ہے کہ بعض لوگوں پر شراب کے برے اثرات کم مرتب ہوتے ہیں بعض لوگ خاندانی طور پر ایسی نسل کے ہوتے ہیں جن پر شراب کا برا اثر کم ہوتا ہے۔اس کو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شراب سے پرہیز کر کے اپنی آئندہ نسلوں کو مزید کمزور بننے سے بچانا چاہیے۔

شراب کی سزا

ایک عاقل اور بالغ شخص اگر یہ جانتے ہوئے کہ شراب حرام ہے عمداً بغیر کسی زبردستی کے اپنی مرضی سے شراب پی لے،خواہ وہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے بعد یا تو وہ اقرار کر لے یا دو عادل مرد اس کو شراب پیتے دیکھ لیں اور گواہی دے دیں تو قاضی کا فرض ہو جاتا ہے کہ اسے سزا دے پس اگر نابالغ بچہ شراب پیئے،کوئی دیوانہ شراب پی لے،ایسا آدمی شراب پی لے جسے شراب کا حرام ہونا معلوم نہ ہو آدمی اشتباہ میں مثلاً پانی سمجھ کر شراب پی لے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ شراب تھی،یا زبردستی آدمی کے حلق میں شراب انڈیل دی جائے،یا پیاس کا یہ عالم ہو کہ جان بچانے کے لئے شراب پینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں شراب پی لینے سے اسے شراب کی سزا نہیں دی جاتی۔

شراب کی شرعی سزا اسی کوڑے ہیں۔اسی کوڑے اس وقت لگائے جاتے ہیں جب آدمی نے پہلی مرتبہ شراب پی ہو۔اگر آدمی ایک مرتبہ اسی کوڑے کھانے کے بعد دوبارہ شراب پیئے تو اسے ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جاتے ہیں۔اگر تیسری مرتبہ بھی وہ شراب پینے کا اقرار کر لے یا دو عادل آدمی قاضی کے پاس گواہی دے دیں تو تگنی سزا دی جاتی ہے۔یعنی دو سو چالیس کوڑے لگائے جاتے ہیں!اگر چوتھی مرتبہ بھی ایسا ہو جائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس قتل کر دیا جاتا ہے!البتہ بعض مجتہدین اس سے بھی زیادہ سخت فتویٰ دیتے ہیں۔کہ تیسری مرتبہ ہی میں اسے قتل کر دینا واجب ہے!

اگر آدمی دو عادل مردوں کی گواہی سے پہلے شراب پینے سے توبہ کر لے تو اسے شراب پینے کی شرعی سزا نہیں دی جاتی۔البتہ گواہی دینے کے بعد اگر وہ توبہ بھی کرے تو تب بھی وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔شرابی کو نشے کے عالم میں سزاء نہیں دی جاسکتی۔بلکہ جب اس کا نشہ اتر جاتا ہے تب سزا دی جاتی ہے،شرابی اگر مرد ہوتا ہے تو اس کی پیٹھ ننگی کر لی جاتی ہے اور اسے کھڑا کر کے اس کی پیٹھ،اس کے کندھوں اور پورے بدن پر کہیں بھی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔البتہ اس کے سر اور چہرے پر یا اس کی شرمگاہ پر کوڑے لگانا منع ہے۔اگر عورت نے شراب پی ہو تو اس کو لباس ہی کے اوپر سے کوڑے لگائے جاتے

Aliwalay.com

ہیں۔البتہ اگر اس کا لباس ڈھیلا ہوا تو اسے بدن کیساتھ باندھ کر چپکا دیا جاتا ہے۔عورت کو بٹھا کر اس پر کوڑے برسائے جاتے ہیں۔

اگر شرابی نے کسی مقدس جگہ مثلاً خانہ کعبہ میں شراب پی ہو، یا کسی مقدس زمانے میں مثلاً ماہ رمضان میں شراب پی ہو تو شرعی طریقے سے اس پر کوڑے بھی لگائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی تعزیر بھی کی جاتی ہے۔یعنی اتنا مارا پیٹا جاتا ہے کہ آئندہ ایسی بے حرمتی اور جرأت کی اسے ہمت نہ ہو۔

ابن ابی الحدید نہج البلاغہ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ نجاشی نامی ایک شاعر کوفہ کے نامور لوگوں میں سے تھا اس کا آبائی تعلق یمن سے تھا۔جنگ صفین میں وہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دوستوں کی صف میں شامل تھا یہ ماہ رمضان کا پہلا دن تھا جب اس کے ساتھ ابوسماک نے اسے کباب کھانے،شراب پینے اور پھر مستی کے عالم میں شور شرابا کرنے کے سلسلے میں ورغلا دیا تھا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پڑوسی سخت ناگواری کے عالم میں امیرالمومنینؑ کے پاس شکایت کرنے چلے گئے تھے۔حضرت نے ان دونوں کو طلب کر لیا،ابوسماک تو بھاگ گیا لیکن نجاشی کو لوگ گرفتار کر کے لئے آئے۔امامؑ کے حکم سے ایک رات قید رکھا گیا،اگلے دن صبح مسلمانوں کے اجتماع میں اس کی پیٹھ ننگی کی گئی اور شراب خوری کے جرم میں اسی کوڑے مارے گئے۔اس کے بعد مزید بیس کوڑے مارے گئے،نجاشی نے کہا:اسی کوڑے تو شراب نوشی کے تھے،لیکن یہ بیس کوڑے کس سلسلے میں تھے؟

امامؑ نے جواب دیا:

(فقال)ھذا لتحریک علی شرب الخمر فی شھر رمضان

(یہ حدیث فروع کافی میں شرعی سزاؤں والے باب میں بھی ہے)یعنی یہ اس وجہ سے تھے کہ تم نے ماہ رمضان میں شراب خوری کی جسارت کی اور ماہ رمضان کا احترام ملحوظ نہیں رکھا!نجاشی کا خاندان اور قبیلہ حضرت علیؑ کے شیعوں سے بھرا ہوا تھا لیکن وہ سب لوگ اس اضافی سزا پر امیرالمومنینؑ کے خلاف ہو رہے تھے۔انہی میں ایک شخص طارق ابن عبداللہ تھا،اس نے امامؑ نے کہا:ہم یمنی لوگ آپ کے قدیم دوستوں اور شیعوں میں سے ہیں۔ہمیں توقع تھی آپ ہمیں اور اپنے دشمنوں کو ایک آنکھ سے نہیں دیکھیں گے۔نجاشی ہمارا ایک نامور آدمی ہے۔آپ نے اسے کوڑے مار کر دوست اور دشمن سب کے سامنے ہم کو خوار کر دیا!ہمیں اندیشہ ہونے لگا ہے کہ اب تک ہم جس راہ پر چلتے رہے ہیں ہو جہنم کی طرف تو نہیں جا رہی!

امیرالمومنینؑ نے فرمایا:عدل اور انصاف اور حکم خدا پر عمل درآمد گناہ گاروں کو سخت ناگوار گذرتا ہے۔میں نے کیا کیا ہے؟نجاشی نے جسارت کرتے ہوئے خدا کی نافرمانی کی تھی۔میں نے بھی حکم شرعی کے مطابق اس کو سزا دے دی ہے جو اس کا کفارہ ہے۔خداوندتعالےٰ فرماتا ہے۔**ولا یجرمنکم شنئان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی** (سورہ مائدہ ۵:آیت ۸)یعنی کسی گروہ کا غصہ ہرگز اس بات کا باعث نہیں بننا چاہئے کہ تم عدل وانصاف کا دامن چھوڑ دو،عدل وانصاف کرتے رہو۔یہی تقویٰ سے قریب ترین چیز ہے۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ نجاشی اور طارق جب اپنی بات پر زور نہ دے سکے تو کوفہ سے فرار ہو گئے اور شام جا کر معاویہ سے جا ملے،وہاں جا کر ان کی معاویہ سے ملاقات کا تفصیلی واقعہ ہم طول سے بچنے کے لئے یہاں پیش نہیں کر رہے۔البتہ اس سلسلے میں ابن ابی الحدید کی لکھی ہوئی شرح نہج البلاغہ جلد اول،حصہ چہارم،صفحہ ۳۶۶،طباعت بیروت ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

شرابی سے دُوری

خدا و رسول (ص) نے شراب خوری جیسے بڑے گناہ کی روک تھام کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ لوگ شرابی کو اپنے پاس بھٹکنے نہ دیں،یہ وہ طریقہ ہے جس کے باعث شرابی آدمی کی جسارت بڑھ نہیں سکتی اور شراب خوری یا عیاشی جو معاشرے کی انفرادی واجتماعی زندگی کی بنیادیں اکھاڑ دیتی ہے،اس سے بچاؤ رہے۔

شرابی کو اپنی بیٹی مت دو

حضرت امام جعفر صادق (ع) نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

(قال)من شرب الخمر بعد ان حرمھا اللّٰہ علی لسانی فلیس باھل ان یزوج اذا خطب ولا شفع اذا شفع ولا یصدق اذا حدث ولا یوتمن علیٰ امنة،فمن ائتمنہ بعد علمہ فلیس للذی ائتمنہ علی اللّٰہ ضمان ولیس لہ، اجرو لاخلف (کتاب کافی)

جب خدائے تعالےٰ نے میری زبان سے شرب کو حرام کہلوا دیا اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص شراب پیتا ہو تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اگر وہ خواستگاری کے لئے آئے تو اس کا رشتہ قبول کیا جائے،اگر وہ سفارش چاہے تو اس کی سفارش بھی نہیں کرنی چاہیے۔اگر وہ کوئی بات بتائے تو اس کو سچ نہیں سمجھنا چاہیے اور

Aliwalay.com

اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔اس کے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر نہ رکھی جائے،اگرکوئی شخص جانتے بوجھتے شرابی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے گا تو خدا اس کا ضامن نہ ہوگا۔اسے کوئی اجر بھی نہیں ملے گا،اور اگر وہ چیز کھو جائے تو اس کے بدلے کوئی دوسری چیز نہیں لی جاسکتی۔اور نہ ہی قیمت۔

امام جعفر صادق (ع) نے کہ بھی فرمایا: (قال) من زوجه کریمته من شارب خمر فقد قطع رحمها (کافی) جوشخص اپنی اچھی عادت و اطوار والی بیٹی کی شادی کسی شرابی سے کردے گا وہ اپنی بیٹی سے قطع رحمی کر بیٹھے گا!

امام (ع) نے یہ بھی فرمایا:

من زوجه کریمته من شارب الخمر فکانما ساقیها الی الزنا

جوشخص اپنی اچھی عادت واطوار والی بیٹی کی شادی کسی شرابی سے کردے گا وہ گویا اپنی بیٹی کو زنا کے لئے دے گا۔(مستدرک الوسائل)

امام (ع) نے یہ بھی فرمایا: اگر شرابی بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرنے کے لئے مت جایا کرو،اور اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو!

شرابی کا بائیکاٹ

اگر ایسے احکامات پر عمل کرکے نہی عن المنکر کے فریضے کو بخوبی انجام دیا جائے تو شرابی کی سمجھ میں بھی آجائے گا کہ اسے مسلمانوں نے معاشرے سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔اگر اس کو کوئی بیٹی نہ دے،اس کی بات کو سچ نہ مانے،اس کو امانت دار نہ سمجھتے ہوئے اس سے کوئی معاملہ نہ کرے تو وہ کہاں جائے گا،ظاہر ہے ایسی صورت میں اسے شراب چھوڑنی پڑے گی۔

مسکرات کے خلاف جہاد

مسکرات یعنی شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کے خلاف کتاب برہان قرآن میں کچھ یوں لکھا ہے۔مسکرات کی قباحت ظاہر کرنے کے لئے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ فرانس جیسے عیاشی وفحاشی کے گڑھ میں اسمبلی کی ایک نمائندہ خاتون نے اسمبلی میں کھڑے ہوکر سخت اصرار کیا کہ شراب سمیت تمام نشہ آور چیزوں پر مکمل پابندی عائد کردینی چاہیئے! یعنی وہ خاتون ان چیزوں کے نقصانات سے اتنی عاجز اور پریشان ہوچکی تھیں کہ انہوں نے اس سلسلے میں پرزور احتجاج کیا۔ظاہر ہے جب تک حکومتیں ایسی چیزوں کے خلاف سخت قانون نافذ نہیں کریں گی۔اس وبا کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔صرف معاشرے کے افراد کا جہاد اور شرابیوں کا بائیکاٹ بھی پوری طرح مؤثر نہیں ہوسکتا جب تک کہ حکومتیں بھی ان کے خلاف سخت اقدامات نہ کریں۔

ٹھیک ہے دنیا میں انسان کو ہزاروں قسم کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا حل نہ نہیں ہے کہ انسان شراب وغیرہ پی کر ان پریشانیوں کو مستقل طور پر بھلا دینے کی کوشش کرے اور نشے کا عادی ہوجائے۔نشے کی عادت بذات خود ایک بہت بڑی پریشانی ہے جس کی وجہ سے گھروں اور خاندانوں کا لاہورہ بکھر جاتا ہے۔آدمی جیتے جی موت سے بدتر زندگی گذارتا ہے۔مسائل اور پریشانیوں کا یہ حل نہیں ہے۔اس طرح تو پریشانیاں کم نہیں ہوتیں،بلکہ بڑھ جاتی ہیں۔یہ ایک ایسی مہلک وبا ہے کہ نہ صرف انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کے خلاف جہاد ہونا چاہیے بلکہ حکومتوں کے پیمانے پر بھی سخت اقدامات ہونے چاہئیں۔اس کے بغیر یہ وبا کم نہیں ہوسکتی۔

حکومت امریکہ نے ایک زمانے میں شراب اور منشیات کے خلاف بھرپور کوشش کی تھی۔اخبارات،رسائل،ریڈیو،ٹیلی ویژن،سینما کی فلموں،غرض ہر وسیلے سے منشیات کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا تھا،اس سلسلے میں آٹھ ملین (اسی لاکھ) ڈالر حکومت نے خرچ کردیئے تھے۔یہ ۱۹۳۰ء کے آس پاس کی بات ہے۔اس زمانے میں امریکی حکومت نے منشیات کے خلاف دس بلین (دس ارب) صفحے کتابوں اور رسالوں کے چھاپے تھے۔چودہ سال کے اندر منشیات کے خلاف حکومت نے ڈھائی سو ملین (پچیس کروڑ) لیرے خرچ کردیئے تھے تین سو آدمیوں کو پھانسی دے دی تھی۔پانچ لاکھ بتیس ہزار آدمی کو جیل میں بند کردیا تھا۔ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کے قریب جرمانہ وصول کیا تھا۔اکتالیس کروڑ پچاس لاکھ لیرے کی جائیداد ضبط کرلی تھی۔لیکن ان تمام کوششوں کا نتیجہ نہ نکلا تھا کہ منشیات کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھتا ہی چلا گیا تھا۔آخرکار ۱۹۳۳ عیسوی میں مجبوراً حکومت نے یہ تمام سختیاں ہٹالیں اور شراب نوشی اور منشیات کے استعمال کی پوری آزادی دے دی۔!(ماخوذ از کتاب تنقیحات،تالیف سید ابوالاعلیٰ مودودی) اس تلخ تجربے سے معلوم ہوگا ہے کہ اس بیماری کا علاج محض حکومت کے دباؤ اور ڈنڈے کے زور پر بھی ممکن نہیں ہے۔جب تک کہ خود معاشرہ شرابیوں کا بائیکاٹ نہ کرے۔

اسلام نے جب شراب کو حرام قرار دے دیا تو ان تمام پہلوؤں کو نظر میں رکھا،سب سے پہلے اسلام نے شراب نوشی کے اسباب کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔اس کے بعد شراب کو حرام اور ممنوع قرار دیا تھا۔شراب نوشی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ معاشرے کے افراد شراب پینے کی ڈھیل خود

Aliwalay.com

فراہم کرتے ہیں اور سختی نہیں کرتے۔ معاشرے میں شراب نوشی کو اس نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور شرابیوں کا اس طرح بائیکاٹ نہیں ہوتا کہ وہ شراب سے توبہ کرلیں اسلام کہتا ہے کہ خطرناک اور روح میں جڑ پکڑ لینے والی بیماریوں کا علاج ہر طریقے سے کرنا چاہیئے اور صرف ایک پہلو پر توجہ کافی نہیں۔ شرابی اور نشے کے عادی شخص کا اقتصادی بائیکاٹ بھی ہو۔ کوئی معاملہ اس سے نہ کیا جائے۔ معاشرتی بائیکاٹ بھی ہو۔ اسے بیٹی تک نہ دی جائے اور اسے اپنے پاس بھٹکنے نہ دیا جائے، فکری لحاظ سے بھی اس کے خلاف ایک محاذ قائم کیا جائے۔ روحانی طریقے سے بھی علاج ہو اور اسے آخرت کے عذاب سے ڈرایا جائے اور جسمانی طریقے سے بھی علاج ہو اور اسے سخت شرعی سزاؤں کے علاوہ اسے بتایا جائے کہ نشہ آور چیزوں کے کیا کیا نقصانات ہیں۔

❀❀❀

جوا

چودھوں گناہ کبیرہ جس کا کبیرہ ہونا صاف الفاظ میں ثابت ہے۔ جوا کھیلنا ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما اثم کبیر (سورہ بقر ۲ : آیت ۲۱۹)

اے رسول (ص) لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تم کہہ دو کہ ان دونوں میں بہت بڑ گناہ ہے۔

اثـم کبیـرہ یعنی بہت بڑا گناہ قرآن مجید میں صرف شراب اور جوئے کو کہا گیا ہے۔ فضل ابن شاذان نے حضرت امام علی رضا (ع) سے جو روایات نقل کی ہے اس میں بھی جوا گناہان کبیرہ کی فہرست میں شامل ہے اور اعمش نے حضرت امام جعفر صادق (ع) سے جو راویت نقل کی ہے اس میں بھی امامؑ نے صاف الفاظ میں اسے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔

امام جعفر صادق (ع) سے ابو بصیر نے نقل کیا ہے کہ: شطرنج بیچنا حرام ہے، شطرنج بیچ کر اس کا پیسہ کھانا حرام ہے۔ شطرنج کو اپنے پاس رکھنا کفر ہے! شطرنج کھیلنا خدا کے ساتھ شرک ہے! شطرنج کھیلنے والے شخص کو سلام تک کرنا گناہ ہے! اور کسی کو شطرنج کھیلنا سکھانا بھی ایک ایسا گناہ کبیرہ ہے جو مہلک ہے! جو شخص کھیلنے کے لئے شطرنج پر ہاتھ لگاتا ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے سور کے گوشت میں اپنے ہاتھ لتھڑا لئے ہوں! وسائل الشیعہ کتاب تجارت میں اس حدیث کے عربی الفاظ یہ ہیں:

عن ابی بصیر عن ابی عبداللّٰہ قال بیع الشطرنج حرام و اکل ثمنہ سحت، و اتخاذ ھا کفر، و اللعب بھا شرک، و السلام علی الاھی بھا معصیۃ و کبیرہ موبقۃ، و الخائض یدہ فیھا کالخائض یدہ فی لحم الخنزیز،

کتاب **من لا یحضر الفقیہ** میں لفظ معصیۃ کے بعد کچھ یوں **و تعلیمھا کبیرۃ موبقۃ** اسی کا لحاظ کرتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے کہ، اور کسی کو شطرنج کھیلنا سکھانا بھی ایک ایسا گناہ کبیرہ ہے جو مہلک ہے۔

امام جعفر صادق (ع) سے مروی ہے کہ:

(عن ابی عبد اللّٰہ) یغفر اللّٰہ فی شھر رمضان الالثلاثۃ:

خدا ماہ رمضان میں سب کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے تین قسم کے لوگوں کے: صاحب مسکر، کوئی نشہ آور چیز استعمال کرنے والے کے سوا۔ اور صاحب شاھین، جوا کھیلنے والے کے سوا۔ او مشاحن۔ اور کسی مسلمان سے کینہ اور دشمنی رکھنے والے کے سوا۔

جوئے کے گناہ کبیرہ ہونے کی ایک اور دلیل یہ آیۃ شریفہ ہے:

انما الخمر و المیسر والدنصاب والازلام رجس من عمل الشیطان

(سورہ مائدہ ۵: آیت ۹۰)

شراب، جوا بت اور پاسے، یہی وہ گندھی چیزیں ہیں جو شیطان کا عمل شمار ہوتی ہیں۔

مَیسِر اور اَزلام سے کیا مُراد ھے؟ امانت کے؟

Aliwalay.com

میسر کا جو لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے اس میں ہر قسم کا جوا شامل ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ یسر سے نکلا ہے جس کے معنی آسانی کے ہیں، چونکہ جوا کھیلنے والا آدمی کچھ محنت کئے بغیر آسانی سے دوسروں کا مال ہتھیا لیتا ہے اس لئے جوئے کو میسر کہتے ہیں۔

اورازلام، یعنی پا سے دراصل لکڑی کے ایسے ٹکڑے ہوا کرے تھے جن کو ایک خاص طریقے سے جوا کھیلنے میں استعمال کیا جاتا تھا، ازلام کو اقلام بھی کہا جاتا تھا، ہوتا یہ تھا کہ جوئے کے لئے جوا کھلانے والے لوگ ایک اونٹ خریدتے تھے۔ اس کو نحر کر کے حلال کر لیتے تھے۔ اس کے اٹھائیس برابر کے حصے کرتے تھے جوا کھیلنے کی جگہ پر دس جیسے لکڑی کے ٹکڑے نصب ہوتے تھے۔ لکڑی کے ہر ٹکڑے کا ایک مخصوص نام ہوتا تھا، ان میں سے سات کے نامی یہ تھے۔

فذ، توأم، رقیب، حلس، نافس، مسبل اور معلّیٰ ان میں سے ہر ٹکڑے یا تیر کے کچھ کچھ حصے مقرر ہوتے تھے۔ مثلاً فذ کا ایک ہی حصہ تھا اور معلیٰ کے سات حصے تھے۔ اٹھائیس حصوں میں تقسیم کیا ہوا گوشت ان ہی دس تیروں کی مناسبت سے تقسیم ہو جاتے تھے۔ البتہ تین لکڑی کے تیر ایسے تھے جن پر نہ صرف یہ کہ گوشت کا کوئی حصہ نہیں ملتا تھا بلکہ جن تین آدمیوں کے نام یہ تین ازلام آجاتے تھے ان تینوں کو مل کر اونٹ کی قیمت ادا کرنی پڑتی تھی اور وہ جوئے میں ہار جاتے تھے۔ اور کل دس آدمی اس جوئے میں شریک ہوتے تھے، جن تین ازلام کی وجہ سے لوگ ہار جاتے تھے ان کا نام منج، سفیح، اور رغع۔

زلام جوئے کی ایک قسم ہے جبکہ میسر ہر قسم کے جوئے کو کہتے ہیں۔ ازلام کا ذکر خاص طور پر اس لئے ہوا ہے یہ ابتدائے اسلام کے زمانے میں رائج تھا۔ اگرچہ کہ ازلام کے اور بھی طریقے ذکر ہوئے ہیں لیکن کوئی بھی طریقہ ہو جوا بہر حال حرام ہے یعنی شراب، جوئے، بتوں، اور ازلام وغیرہ شیطانی کام ہیں اور ان میں مبتلا ہونے سے کوئی فلاح اور نجات کا راستہ نہیں کھلتا، اسی لئے حکم ہے کہ شراب اور جوئے کے قریب بھی نہ جایا جائے۔

جو اور شراب باہمی عداوت کا سبب

شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے ڈال دے۔ یہ اس آیت کا ترجمہ ہے:

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ البغضاء فی الخمر و المیسر

(سورہ مائدہ۵: آیت۹۱)

یہ بات عام مشاہدے کی ہے۔ شراب میں تو وضح ہے کہ نشے کے عالم میں آدمی آپے سے باہر ہوتا ہے اور ایسے جرائم کر بیٹھتا ہے جو دشمنی کا سبب بن جاتے ہیں۔ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ نشے میں مست آدمی نے اپنے قریب ترین اور عزیز ترین رشتہ داروں کو قتل کر دیا ہے اور جہاں تک جوئے کا تعلق ہے آدمی یا تو ہارتا یا جیتا ہے۔ ہارنے والا آدمی جیتنے والے آدمی سے حسد اور دشمنی کرنے لگتا ہے اور بدلہ نکالنے کی فکر کرتا ہے۔ اگر آدمی یہ سوچ کہ کھیل میں تو ہار جیت تو ہوتی ہے اور یہ سوچ کر ہار جانے پر بھی وہ برا نہ ماننے کی کوشش کرے تب بھی دل میں حسد کا پیدا ہو ایک فطری عمل ہے جس کا نتیجہ آخر کار دشمنی ہوتا ہے

جو اعیاشی اور فحاشی کا سبب ہے

ظاہر ہے جوئے میں آدمی جب جیتتا ہے تو بغیر محنت کے اسے کافی مال مل جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عیاشی کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ مال مفت، دل بے رحم کا مصداق بن کر وہ پیسے کو پانی کی طرح خرچ کر ڈالتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ جوئے پیسہ پورا کا پورا حرام ہوتا ہے اس لئے وہ زیادہ تر حرام کاموں ہی میں خرچ ہوتا ہے۔ حرام مال کا ایک بڑا اثر یہ بھی ہے کہ وہ مزید حرام کاموں پر آدمی کو اکساتا ہے۔ جوئے میں جیتنے والا آدمی اس لت میں پڑ جاتا ہے اور اپنا مال زیادہ بڑی رقم جیتنے کے لئے لگا دیتا ہے۔ کبھی تو وہ اپنا بڑھ جاتا ہے کہ مال کی خاطر خون خرابے پر اتر آتا ہے۔

کتاب بلاھای اجتماعی کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھا ہے کہ ایران کے ایک شہر میں جوا کھیلنے والے ایک آدمی نے اپنے حریف کے پہلو میں تین دفعہ چاقو گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ قاتل نے عدالت میں یہ بیان دیا کہ! مقتول نے جوئے میں میری بہت ساری دولت ہتھیالی تھی اور اس کے بعد میرے کہنے کے باوجود ایک اور بازی لگانے پر تیار نہیں تھا۔ میرے سختی کرنے پر اور بہت اصرار کرنے کے نتیجے میں وہ فرار ہو گیا اور میں نے اس کا پیچھا کر کے قتل کر دیا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۵ پر رسالہ روشن فکر سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

شہر ماؤنٹ کارلو میں ارجنٹائنا کے ایک باشندے نے مسلسل سوا گھنٹے جوا کھیل کر چالیس لاکھ روپے کے برابر کی رقم ہار دی تھی، جب جوئے خانے کے دروازے بند ہوئے تو وہ سیدھا اپنی گاڑی لے کر جنگل چلا گیا اور وہاں اپنے سر پر گولی مار کر اس نے خودکشی کر لی۔

ماؤنٹ کارلو کے اطراف میں پھیلے ہوئے جنگلات میں خودکشی کے ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس شہر میں بھی جوا کھیلنے

کے لئے آنے والے لوگ اپنی پوری رقم ہار جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے پاس واپسی کے سفر کا خرچہ بھی نہیں رہتا۔ ایسے لوگ اکثر جنگل میں جا کر خود کشی کر لیتے ہیں۔ حال ہی میں ماؤنٹ کارلو کی جوئے کھلانے والی کمپنی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جوئے میں ہار جانے والے مسافروں کو وہ واپسی کا خرچ بطور قرض دیدے گی۔

اور روزنامہ اطلاعات کے ہفتہ وار میگزین کے شمارہ ۱۰۶۰ میں لکھا ہے جوئے کے باعث خودکشی کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، ادارہ گیلپ نے اس سلسلے میں جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں۔ ان سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ ۱۳۶۱ء میں پچھلے برسوں کی نسبت زیادہ جوئے کھیلنے والے لوگوں نے خودکشی کی ہے۔ اسی لئے ماؤنٹ کارلو کے سٹہ بازوں نے اس سال کو بدقسمتی کا سال کہا ہے۔ اس سے گزشتہ سال صرف شہر پیرس میں بارہ جوا کھیلنے والوں نے خودکشی کر لی تھی۔

کتاب بلاھای اجتماعی کے صفحہ ۳۲۹ پر لکھا ہے: امریکہ کے ماہرین شماریات کہتے ہیں کہ تقریباً تیس فیصد جرائم کا سبب جوا ہی ہوتا ہے۔ مشاہدے سے معلوم ہوا ہے کہ زیادہ تر چور، جیب کترے اور چاقو زنی کے ماہر غنڈے ان ہی جوئے خانوں سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔

ذکر خدا سے دُوری

شراب اور جوئے کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ چیزیں انسان کو یاد خدا سے غافل کر دیتی ہیں اور خدا کی مزید نافرمانی پر اکساتی ہیں۔ اسی جوئے والی آیت کے ذیل میں ہے کہ

:ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوٰۃ (سورہ مائدہ۵: آیت۹۱)

اور شیطان چاہتا ہے کہ اس طرح تمہیں یاد خدا سے اور نماز سے روک دے۔

جس طرح شرابی آدمی مستی کی وجہ سے غفلت کا شکار ہو جاتا ہے، خدا کو بھلا بیٹھتا ہے اور نماز جیسا کوئی فریضہ انجام نہیں دے پاتا اسی طرح جوئے میں مفت کی رقم ہاتھ آ جانے کی دھن اتنی شدید ہوتی ہے کہ آدمی فرائض سے غافل ہو جاتا ہے، خصوصاً مسلمان ہو کر بھی وہ نماز جیسے اہم ترین فریضے کو بھی چھوڑ بیٹھتا ہے۔

اس کے بعد اسی آیت میں مزید تاکید کے لئے خدا ارشاد فرماتا ہے:

فھل انتم منتھون

آیا اب بھی تو ایسے بڑے گناہوں سے باز نہیں رہو گے؟ یعنی ان کے اتنے بڑے بڑے نقصانات سے واقف ہو کر بھی باز نہیں آ ؤ گے؟ اس کے بعد والی آیت میں اسی موضوع پر مزید تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ:

اطیعو اللّٰہ ورسولہ احذرو افان تولیتم فاعلموٓا انما علی رسولنا البلاغ المبین (سورہ مائدہ۵: آیت۹۳)

یعنی اور خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ ان کی مخالف سے پرہیز کرو نصیحت کے باوجود اگر تم دوبارہ ان گناہوں (شراب خوری، قمار بازی اور بت پرستی) کی طرف جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول (ص) پر تو کھل کر ہدایت پہنچا دینے ہی کا فریضہ تھا۔ اس طرح حجت تمام ہو چکی ہے اور اب تم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے کہ تمہیں کچھ معلوم نہ تھا۔

اب ہم جوئے کی کچھ قسمیں بیان کر رہے ہیں:

(۱) لھو ولعب کے آلات اور شرط لگانا

جو آلات جوئے ہی میں استعمال ہوتے ہوان سے شرط لگائے بغیر محض تفریحاً کھیلنا بھی حرام ہے۔ اس بات پر تمام مجتہدین متفق ہیں۔ ابھی جو حدیث ذکر ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ جوئے کے کھیل میں ہاتھ ڈالنے والا شخص ایسا ہے جیسے اس نے سور کے گوشت میں اپنا ہاتھ لتھڑا لئے ہوں۔ اسی حدیث کے ذیل میں یہ بھی ہے کہ:

لا صلوٰہ لہ حتیٰ بغسل یدہ والنا ظر الیھا کا لناظر الی فرج امہ

شطرنج کھیلنے والے شخص کی اس وقت تک نماز نہیں ہوتی جب تک وہ شطرنج کھیلنے کے بعد ہاتھ نہ دھو لے اور شطرنج کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے آدمی اپنی ماں کی شرمگاہ کو دیکھے۔ (وسائل الشیعہ، باب تجارت)

انه سئل عن الشطرنج

امام جعفر صادقؑ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا۔فقال تو امامؑ نے فرمایا:

دعو المجوسية لاهلها.

مجوسیوں کا کام انہی کے لئے چھوڑ دو۔یعنی مسلمانوں کو شطرنج بازی کے نزدیک بھی نہیں جانا چاہیے ایک اور روایت میں امام نے فرمایا لاتقربوها یعنی،شطرنج کے قریب بھی مت جاؤ۔کتاب تحف العقول کی روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہر چیز کا استعمال حرام ہے جو جوئے میں استعمال ہوتی ہو۔مثلاً

وجميع التقلب فيه من جميع وجوه الحركات كلها

جوئے کے تمام آلات اور کام حرام ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

كل قمار ميسر و كل هٰذا بيعه وشرائه والانتفاع لشيء من هٰذا حرام محرم و هو رجس من عمل الشيطان (تفسیر قمی)

ہر قسم کا قمار (قمار ایسے کھیل کو کہتے ہیں جس میں شرط لگائی جائے کہ جو بھی ہارے گا وہ جیتنے والے کو اتنا مال دے گا) جوا ہے اور جوئے کے آلات کو بیچنا یا خریدنا یا استعمال کرنا بہر حال حرام ہی ہے۔یہ وہی گندا عمل ہے جو شیطان کرواتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ شطرنج اور تاش وغیرہ اگر پیسے کی شرط لگائے بغیر کھیلی جائے تو کیوں حرام ہے؟ خاص طور پر جب کہ ایسے کھیلوں سے کافی ذہنی ورزش ہوتی ہو! جواب میں یہ کہنا چاہیے کہ جوا ایک اتنی بری لت ہے جو خاندانوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔بغیر کسی مالی شرط کے کھیلتے رہنے کا نتیجہ بھی یہی ہوتا ہے کہ شیطان جوئے کے ذریعے مال حاصل کرنے پر اکساتا ہے۔اسی لئے اسلام نے جوئے میں استعمال ہونے والی چیزوں کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔تاکہ معاشرے میں جوا جڑ سے ختم ہو جائے۔اسی لئے جوئے کے آلات بنانا، بیچنا، خریدنا اور بیچ کر ان سے حاصل ہونے والی رقم کو استعمال کرنا بھی حرام ہے۔بلکہ جوئے کے آلات اپنے پاس رکھنا بھی حرام ہے اور انہیں ضائع کر دینا واجب ہے، یہ بھی ظاہر ہے کہ جوئے سے حاصل ہونی والی رقم بھی حرام ہے۔

اسحاق ابن عمار نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا کہ بچے انڈے اور اخروٹ سے اسی طرح کھیلتے ہیں جیسے جوا کھیلا جاتا ہے۔حضرت نے فرمایا:

ایسی چیزیں کھاؤ بھی نہیں!

جوئے کا مال حرام ہونے کے سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

يا ايها الذين آمنوا لاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل

یعنی،اے ایمان دارو! باطل اور غلط طریقے سے ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔(سورہ نساء۴۔آیت ۲۹)

جوئے کا مال حاصل کرنے والے شخص پر واجب ہوتا ہے کہ جس آدمی کو ہرا کر وہ رقم لی ہے اسے وہ واپس کردے!

(۲)بغیر شرط کے الات لهو ولعب سے کھیلنا

معلوم ہوا کہ جس طرح شرط لگا کر جوئے کے آلات سے کھیلنا حرام ہے اسی طرح بغیر شرط لگائے بھی ان چیزوں کو استعمال کرنا حرام ہے جو جوئے ہی سے مخصوص ہیں۔یہاں تک کہ جوئے کی بیٹھک میں بیٹھ کر کھیل دیکھنا بھی حرام ہے۔نہی عن المنکر کے لحاظ سے بھی ایسی جگہ سے باہر نکل جانا واجب ہے۔

اگر اتفاق سے جوئے کے آلات پر نظر پڑ جائے تو مستحب ہے کہ آدمی حضرت امام حسین (ع) کو یاد کرے اور یزید ملعون پر لعنت کرے۔فضل ابن شاذان نے امام علی رضا (ع) کو یہ کہتے سنا

(عن الفضل بن شاذان قال سمعت الرضاؑ يقول لما حمل رأس الحسين بن علي عليهما السلام الى السام

جب حسین ابن علی + کا سر شام لے جایا گیا، امر یزید لعنه اللّٰه یزید، خدا اس پر لعنت کرے، نے کچھ حکم دیا فوضع ونصبت علیه المائدة۔پس سر مبارک رکھ دیا گیا اور یزید کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا،

فاقبل هو لعنه اللّٰه و اصحابه يأكلون و يشربون الفقاع

Aliwalay.com

پھر یزید (خدا اس پر لعنت کرے) اور اس کے ساتھیوں نے کھانا اور جو کی شراب پینا شروع کر دی۔ فلما فرغوا امر بالرأس۔ جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو یزید نے سر مبارک کے بارے میں کچھ حکم دیا، فوضع فی طست تحت سریرہ پس سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر اس کے تخت کے نیچے ڈال دیا گیا۔

و بسط علیه رقعة الشطرنج

اور یزید کے لئے شطرنج جب شرط لگتی ہے تو فرشتے غضب ناک وہ جاتے ہیں اور ایسا کام کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں!

رسول اکرام (ص) سے مروی ہے کہ:

ان الملائکة تحضر الرھان فی الخف والحافرو الریش وما عدا ذالک قمار محرم (کتاب وافی)

یعنی ملائکہ اس وقت حاضر ہوتے ہیں جب گھڑ دوڑ، اونٹوں کی دوڑ اور تیراندازی کی مقابلہ ہوتا ہے۔ ان تین چیزوں کے علاوہ باقی سب جوا اور حرام ہے۔ ایک اور روایت میں آنحضرت (ص) نے ان تین مقابلوں کے علاوہ دیگر مقابلوں کو منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ: **لاسبق الا فی خف ارخافر او نصل** (کتاب وافی) گھڑ دوڑ، اونٹوں کی دوڑ اور تیراندازی کے سوا کوئی مقابلہ ٹھیک نہیں ہے۔

محمد ابن قیس نے حضرت امام محمد باقر (ع) سے جو صحیح حدیث نقل کی ہے اس میں امام کا ارشاد ہے کہ

(قال) قضیٰ امیر المومنین فی رجل اکل ھو و اصحابه شاة

امیر المومنین حضرت علی (ع) نے ایک ایسے شخص کے بارے میں حکم دیا جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بھیڑ کو زیادہ سے زیادہ کھانے کا مقابلہ کیا تھا۔ فیصلہ کرتے ہوئے امامؑ نے فرمایا:

(فقال) ان اکلتموھا فھی لکم وان تأکلوھا فعلیکم کذا فقضیٰ فیه ان ذلک باطل لاشیئی فی المراکلة من الطعام قل منه او کثر ومنع غرامة فیه

(مکاسب محترمہ، نقل از کافی وتہذیب)

اگر تم لوگوں نے اسے کھانا شروع کر دیا تھا تو وہ بھیڑ پوری کی پوری تمہاری ہے۔ لیکن اگر ابھی تم نے کھانا شروع نہیں کیا تھا (اور شرط لگائی تھی) تو تم پر اتنا جرمانہ ہے۔ امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ امیر المومنین نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسی شرط باطل ہے اور زیادہ سے زیادہ کھانے کا مقابلہ کرنے والوں پر کوئی جرمانہ نہیں ہے خواہ انہوں نے کم کھایا ہو یا زیادہ۔ البتہ انہوں نے کم کھانے والے کو ہارنے کے نتیجے میں نقصان اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ یعنی اس مقابلے میں جو شخص سب سے کم کھا پائے گا اسے کچھ ادا کرنا نہیں پڑے گا، اصل شرط ہی باطل ہے۔

حضرت جابر امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: ہر وہ چیز جوا ہے جس میں ہارنے والے کو کچھ ادا کرنا پڑتا ہو خواہ وہ مقابلہ اخروٹ اور پانسوں ہی سے کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر چہ چیز جوئے کے آلات میں شمار نہ ہوتی ہے پھر بھی اسے جوا کھیلنا حرام ہے۔

بغیر شرط کے کھیل

ایسے مقابلے جن میں جوئے کے آلات استعمال نہ ہوتے ہوں اور جن میں ہارنے والے کو کچھ ادا نہ کرنا پڑتا ہو، ان کے بارے میں بھی علماء کے فتوے مختلف ہیں۔ اکثر مجتہدین نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔ علامہ حلّی سے ان کی کتاب تذکرہ کے حوالے سے نقل ہے کہ کشتی کا مقابلہ جائز نہیں ہے اگر چہ ہارنے والے کو کچھ دینا نہ پڑتا وہ۔ یہ علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علامہ حلّی یہ بھی فرماتے ہیں کہ: دور دور تک ہاتھ یا کسی اور چیز کی مدد سے پتھر پھینکنے کا مقابلہ جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گھوڑے اور اونٹ کے علاوہ کسی اور جانور پر سواری کا مقابلہ، کشتی رانی کا مقابلہ یا پرندوں کو اڑانے کا مقابلہ جائز نہیں ہے۔ اگر چہ کوئی مالی شرط رکھی نہ گئی ہو۔ اسی طرح مرغوں کو لڑا کر مقابلہ کراونا یا دو بکروں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کروانا بھی جائز نہیں ہے۔ غرض ہر ایسا مقابلہ جائز نہیں ہے جس کا فائدہ میدان جہاد میں کچھ نہ ہو۔ مثلاً ایک پیر پر زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کا مقابلہ، بند مٹھی میں دبی ہوئی چیزوں کے بارے میں طاق یا جفت عدد میں ہونے کی قیاس آرائی کرنا زیادہ دیر تک پانی کے نیچے رہنا اور اس جیسے دیگر مقابلے میدان جہاد میں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے۔ پس گھڑ دوڑ اور تیراندازی کے سوا کوئی مقابلہ جائز نہیں ہے۔ خواہ اس میں کوئی شرط لگائی گئی ہو یا نہیں۔

بعض دیگر مجتہدین مثلاً شہید ثانی ایسے مقابلوں کو حرام قرار نہیں دیتے ہیں جن میں نہ تو جوئے کا آلات استعمال ہوتے ہوں اور نہ ہی کوئی شرط لگائی گئی ہو۔ وہ ایسے مقابلوں کو جائز قرار دینے پر مائل ہیں۔ یہ قول ایک لحاظ سے قوی ہے خصوصاً ایسے مقابلوں میں یقیناً کوئی حرام پہلو نہیں ہے جن میں

Aliwalay.com

کوئی معقول غرض اور مصلحت ہو۔مثلاً خوشخطی کا مقابلہ، پڑھنے، سینے،تعمیر کرنے کھیتی باڑی کرنے، دوڑنے اور کشتی رانی وغیرہ کے مقابلوں میں یہی بات ہے۔لیکن چونکہ اکثر مجتہدین نے تیراندازی اور گھڑ دوڑ کے علاوہ ہر قسم کے مقابلے سے منع فرمایا ہے۔اس لئے احتیاط بہتر ہے۔

البتہ ایسے مقابلے اسی صورت میں جائز ہیں جب کہ نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔اگر نقصان کا ندیشہ ہو تو یہ مقابلے جائز نہیں رہتے۔مثلاً کاروں کی خطرناک ریس، زیادہ سے زیادہ کھانے کا مقابلہ، باکسنگ یا وحشیانہ انداز میں کشتی کا مقابلہ، یہ سب حرام ہے کیونکہ ان میں نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔

قوی امداد کے نام پر ایسے ٹکٹ خریدنا حرام ہے جن کی رقم واپس نہ ملتی ہو اور ٹکٹ خریدنے والوں میں سے چند افراد کو بیٹھے بٹھائے خطیر رقم مل جاتی ہو یہ یقیناً جوا ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

❁❁❁

موسیقی (ساز بجانا)

پندرھوں ایسا گناہ جس کے کبیرہ ہونے کی صراحت موجود ہے، موسیقی کے آلات استعمال کرنا ہے۔مثلاً ستار، پیانو، تنبور اور ڈھول وغیرہ بجانا حرام ہے۔اسی طرح موسیقی سننا بھی ایک گناہ کبیرہ ہے۔فضل ابن شاذان نے امام علی رضا (ع) سے گناہان کبیرہ کی جو فہرست نقل کی ہے اس میں یہ بھی شامل ہے:

والاشتغال بالملهی اور لہو ولعب کے آلات میں مگن ہوجانا (بھی ایک گناہ کبیرہ ہے)

تمام مجتہدین متفق ہیں کہ گانے باجے کے آلات بنانا، خریدنا یا بیچنا جوئے کے آلات کی طرح حرام ہے اور ان سے حاصل ہونے والی رقم حرام مال ہے اور ان کے سلسلے میں ہونے والا ہر معاملہ باطل ہے۔یہاں تک کے موسیقی کے آلات اپنے پاس محفوظ رکھنا بھی حرام ہے اور ان کو ضائع کر دینا واجب ہے۔یہ بات امام جعفر صادق (ع) کی اس طولانی حدیث سے بھی ثابت ہے جو کتاب تحف العقول میں نقل ہے۔اسی طرح شیخ حر عاملی کتاب الفصول المھمہ میں امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ:

انما حرم اللّٰه الصناعة التی هی حرام کلها التی یجئی منها الفساد محضا نظیر البربط والمزا میر و الشرنج و کل ملهوبه و الصلبان والاصنام و ما اشبه ذٰلک

یعنی خدائے تعالیٰ نے ہر ایسی چیز بنانے کو حرام قرار دیا ہے جو مکمل طور پر حرام ہی میں استعمال ہوتی ہو اور جس سے محض خرابی پیدا ہوتی ہو۔مثلاً بربط، بانسری، شطرنج لہو ولعب کے تمام آلات، صلیب، بت اور اس جیسی تمام چیزیں بنانا حرام ہے۔یہاں تک کہ امامؑ نے فرمایا

(الی ان قال)فحرام تعلیمه وتعلمه و العمل به و أخذا لاجرة علیه و جمیع التقلب فیه من جمیع وجوه الحرکات

یعنی۔پس گانے بجانے کو سیکھنا، سیکھانا، گانا بجانا، اس پر اجرت لینا اور کسی بھی طریقے سے لہو ولعب میں مشغول ہونا حرام ہے۔

موسیقی روایات کی روشنی میں

لہو ولعب اور گانے بجانے کے آلات کا استعمال حرام ہے اور اس سلسلے میں وارد ہونے والی روایات بہت سی ہیں۔مثلاً حضرت امام جعفر صادق (ع) رسول خدا (ص) کی یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ (قال رسول اللہ)

انها کم عن الزفن والمزمار وعن الکوبات والکبرات (کتاب کافی)

میں تمہیں رقص کرنے، بانسری بجانے، ڈھول بجانے سے منع کرتا ہوں۔

آنحضرت (ص) سے یہ بھی مروی ہے کہ

ان اللّٰه تعالیٰ بعثنی هدی ور حمة للعالمین و امر نی ان امحوالمزامیر والمعازف والاوتار والاوثان وامور الجاهلیة

Aliwalay.com

خداوندعالم نے مجھے لوگوں کی ہدایت کرنے کے لئے سارے جہاں پر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔اور مجھے حکم دیا ہے کہ میری بانسری، گانے بجانے کے آلات، لہوولعب کی چیزوں، بتوں اور زمانہ جاہلیت کے امور کا خاتمہ کردوں۔

(تجارت، مستدرک، الوسائل، باب ۷۹)

امام جعفرصادق (ع) فرماتے ہیں:

من انعم اللّٰہ علیہ بنعمة فجاء عند تلک النعمة بمز مار فقد کفر ھا

(وسائل الشیعہ، کتاب تجارت، باب ۱۶۸)

جس شخص کو خدانے کوئی نعمت عطا کی ہو لیکن اس نعمت کی موجودگی میں ہو شخص بانسری بجائے تو وہ شخص اس نعمت کی ناشکری کی بیٹھتا ہے! کھانے پینے کی نعمتوں ہاتھوں اور بدن کی سلامتی جیسی نعمتوں، غرض ہر اس نعمت کی ناشکری ہوجائے گی جو مانسری بجانے والے شخص کو ملی ہو

مو سیقی نفاق اور بے غیرتی کا سبب

چھٹے امامؑ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

ضرب العیدان ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الخضرة

(تجارت وسائل الشیعہ، باب ۲۸)

سارنگی بجانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کردیتا ہے جس طرح پانی سبزے اگنے کا سبب بنتا ہے۔امامؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ

من ضرب فی بیتہ بربط اربعین یوما سلط اللّٰہ علیہ شیطانا یقال لہ فقندر فلایبقی عضو من اعضآئہ الاقعد علیہ.

جس شخص کے گھر میں چالیس دن تک ڈھول تاشہ بجایا جائے گا خدا اس پر فقندر نامی ایک شیطان جو اس شخص کے بدن کے ہر حصے پر بیٹھے گا!

فاذا کان کذلک نزع منہ الحیآء فلم یبال ماقال ولاماقیل فیہ.

جب ایسا ہوجائے گا تو اس سے حیاء رخصت ہوجائے گی، پھر اسے پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کے بارے میں کیا کہا جارہا ہے!

ثم نفخ فیہ نفخة فلایغار بعد ھا حتی تؤتیٰ نسآئہ فلایغار

پھر وہ شیطان اس شخص میں پھونک ماردیتا ہے۔پھر اس کے بعد اس کی غیرت بالکل ختم ہوجاتی ہے۔یہاں تک کہ اس کی عورتوں کے ساتھ بھی اگر بدفعلی کی جائے تو اسے غیرت نہیں آتی۔

(کتاب تجارت، وسائل الشیعہ، باب ۱۲۸)

یہ بات مشاہدے کی ہے کہ جن لوگوں کے گھروں میں ڈھول تاشہ اور گانا بجانا عام ہوتا ہے۔خواہ وہ ریڈیو اور کیسٹوں کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو وہ لوگ عام طور پر بے حیا اور بے غیرت ہوتے ہیں۔

موسیقار اور گانے کی آواز

معدّہ ابن زیاد کہتے ہیں کہ امام جعفرصادق (ع) کے حضور حاضر تھا کہ ایک شخص نے امامؑ سے کہا: جب میں بیت الخلاء جاتا ہوں تو میرے ہمسائے کی کنیزیں مجھے گاتی اور بجاتی ہوئی سنائی دیتی ہیں کبھی میں کچھ زیادہ دیر وہاں رک جاتا ہوں تا کہ مزید کچھ سن لوں۔حضرتؑ نے فرمایا: لہوولعب کو غور سے سننا چھوڑ دو!

اس شخص نے پھر کہا: مولا! میں ان کی لہوولعب والی محفل میں نہیں جاتا ہوں! میں تو بس ان آوازوں کو سنتا ہوں! امام جعفرصادق (ع) نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی؟

ان السمع و البصر و الفؤاد کل اولٓئک کان عنہ مسؤولا

یعنی بے شک کان، آنکھ، دل، غرض ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(سورہ بنی اسرائیل ۱۷: آیت ۲۶)

Aliwalay.com

اس شخص نے کہا: مجھے اس آیت کے بارے میں معلوم نہیں تھا اور میں اپنے عمل پر پشیمان ہوں۔ اب آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرتا ہوں اور اپنے خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں!

یہ حال دیکھ کر امامؑ نے اس سے فرمایا:

(فقال)قم فاغتسل وصل ما بذلک فانک کنت مقیما علیٰ امر عظیم ما کان اسوء حالک !لومت علیٰ ذلک، احمد اللّٰہ واسئلھاالتوبة من کل مایکرہ

کھڑے ہو جاؤ جا کر غسل کرو اور نماز کے بعد اس بارے میں دعا مانگو تم یقیناً بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے رہے ہو۔ تم کتنے برے حال میں مبتلا رہے ہو! تم اس بات پر اپنی ملامت کی ہے، میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ہر اس چیز سے توبہ کرتا ہوں جو خدا کو ناپسند ہو۔

فانہ لایکرہ الا کل قبیح والقبیح دعہ لاھلہ فان لکل اھلا

بے شک خدا صرف قبیح چیز ہی کو ناپسند فرماتا ہے۔ قبیح چیز کو اس کے لائق لوگوں کیلئے چھوڑ دو کیونکہ ہر چیز کچھ نہ کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ (کتاب کافی ،گانے بجانے کا باب)

برکت اٹھ جاتی ھے

امیر المومنین حضرت علی (ع) نے فرمایا:

لاتدخل الملائکة بیتا فیه خمر او دف او طنبور او نرد ولا تستجاب دعآ ئھم وترفع عنھم البر کة (وسائل الشیعہ)

فرشتے ایسے گھر میں داخل ہی نہیں ہوتے جس میں شراب، ڈھول، دف، یا بانسری وغیرہ موجود ہو۔ ایسے گھر والوں کی دعا تک قبول نہیں ہوتی اور ان کے پاس سے برکت اٹھ جاتی ہے!

حضرت امام علی رضا (ع) نے فرمایا:

استماع الاوتار من الکبآئر

موسیقی کے آلات کو سننا گناہان کبیرہ میں سے ہے (تجارت، مستدرک الوسائل، باب ۷۹)

موسیقار کا سیاہ چھرہ

پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے:

یحشر صاحب الطنبور یوم القیمة وھو اسود الوجه و بیدہ طنبور من نار فوق رأسه سبعون الف ملک بید کل ملک مقمعة یضربون رأسه ووجهه

جس شخص کے پاس ستار ہوگا وہ قیامت کے دن سیاہ چہرے کے ساتھ محشور ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا ستار ہوگا! اور اس کے سر پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں آگ کا گرز ہوگا اور وہ اسے صاحب ستار کے سر اور چہرے پر ماریں گے۔

!و یحشر صاحب الغنآء من قبرہ اعمیٰ و اخرس ابکم

اور گانے والا شخص اپنی قبر سے اندھا، بہرا اور گونگا اٹھے گا۔

ویحشرا لزانی مثل ذٰلک

اور زانی کو بھی اسی طرح قبر سے اٹھایا جائے گا!

وصاحب المز مار مثل ذٰلک و صاحب الدف مثل ذٰلک (مستدرک الوسائل)

بانسری بجانے والا بھی اسی طرح محشور ہوگا اور ڈھول بجانے والا بھی ایسا ہی ہوگا! (یعنی ایسے تمام لوگ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے جب کہ میدان حشر میں وارد ہوں گے!)

جس گھر میں چالیس دن گانا بجانا ھوتا رھے

Aliwalay.com

حضرت امام رضا (ع) کا ارشاد ہے:

من بقی فی بیته طنبو او عود او شئی من الملاهی من المعزفة والشطرنج و اشباهه اربعین یو ام فقد بآء بغضب من الله

جس شخص کے گھر میں ڈھول، بانسری یا گانے باجے کی کوئی اور چیز، یا شطرنج جیسی چیز چالیس دن تک رہے، وہ شخص خدا کے غضب کو دعوت دے دیتا ہے!

فان مات فی الاربعین مات فاجرا فاسقا مأویه جهنم و بئس المصیر

(مستدرک)

اگر ایسا شخص ان چالیس دنوں ہی میں مرجائے تو اس کی موت ایک فاسق و فاجر کی موت ہوگی۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

آخری زمانہ اور موسیقی

آخری زمانے کی نشانیاں جن روایتوں میں بیان کی گئی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ

و رأیت الملاهی قد ظهرت لایمنعها احد احدا و لایجترء احد علی منعها

اور تم دیکھو گے کہ لہو ولعب اتنا عام ہوجائے گا کہ کوئی کسی کو نہ منع کرے گا اور نہ ہی اپنے اندر منع کرنے کی ہمت پائے گا!

ورأیت المعازف ظاهرة فی الحرمین (مستدرک)

اور تم دیکھو گے کہ حرمین شریفین (مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ) تک میں موسیقی کھلے عام ہونے لگے گی۔

ظاہر ہے آج یہی حالت ہے کہ بازاروں، سڑکوں، دکانوں، گھروں اور گاڑیوں میں بلند آواز سے فحش اور بے ہودہ موسیقی سنائی دیتی ہے مگر کسی کو روک ٹوک کرنے کی جرأت تک نہیں ہوتی۔ موسیقی اور گانے بجانے کے عذاب اور اس کی اخروی سزا کا اب تک بیان ہو چکا ہے۔ اس گناہ کے دنیوی نقصانات بھی زیادہ ہیں۔ اس سلسلے میں دانشوروں نے باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً فارسی میں یہ چند کتابیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ مناظرہ دکتر و پیر۔ بلاهای اجتماعی قرن ما، موسیقی و اسلام وغیرہ۔

اعصاب پر موسیقی کے اثرات

علم طبیعات اور حیاتیات کے ماہرین نے انسان کے اعصاب کی دو قسمیں کی ہیں: ایک ارتباطی اعصاب ہیں اور ایک نماتی اعصاب ہیں ارتباطی اعصاب سے مراد وہ اعصاب ہیں جو حلق سے اور مغز لیکر پورے بدن میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں اور نباتی اعصاب وہ اعصاب ہیں جو ذیلی شاخوں اور ذیلی جڑوں کی طرح ان مرکزی اعصاب سے قریب ہوتے ہیں اور تمام اعضاء تک پیغام نشر کرتے ہیں۔ یہ اعصاب کے آگے اپنا سلسلہ پھیلاتے ہیں نباتی اعصاب بدن کے ظاہری حصوں سے لوگوں کو پھلا دیتے ہیں جس کی وجہ سے خون کے دباؤ میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے اور بلڈ پریشر لو ہوجاتا ہے۔ جب کہ ان اعصاب کا اثر مرکزی اور ارتباطی اعصاب پر بھی پڑتا ہے۔ وہاں رگیں سکڑ جاتی ہیں جس کے نتیجے میں بلڈ پریشر ہائی ہوجاتا ہے۔ جب پورے بدن میں کہیں خون کا دباؤ کم اور کہیں زیادہ ہوتو اس سے صحت متاثر ہوجاتی ہے۔

اسکے علاوہ نباتی اعصاب جب کام کرتے ہیں تو گرمی پیدا ہوتی ہے اس کے برعکس مرکزی اور ارتباتی اعصاب کا کام الٹا ہے یعنی ان کی وجہ سے سستی، نیند غفلت، سہو ونسیان، غم واندوہ، بے ہوشی، بدحالی اور آخر کار موت تک واقع ہوسکتی ہے! ظاہر ہے جب موسیقی جیسے گناہوں کا اثر مختلف اعصاب پر مختلف ہوگا تو آدمی نفسیاتی طور پر بھی بیمار ہوگا اور اس کی فکر بھی منتشر ہوگی۔ اسی وجہ سے موسیقی دھن میں مست آدمی ویسے کام انجام نہیں دے سکتا جو ایک باشعور آدمی سوچ سمجھ کر انجام دے سکتا۔

ظاہر ہے موسیقی بدن میں ارتعاش پیدا کرتی ہے جسکا اثر پورے بدن پر اعصاب کے نظام کے ذریعے ہوجاتا ہے۔ اعصاب کا سلسلہ معدے تک بھی گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے اور ہاضمے کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ موسیقی کا اثر اتنا خراب ہوتا ہے کہ اس سے دل کی دھڑکن متاثر اور بے ربط ہوجاتی ہے۔ خون کا دباؤ اور بلڈ پریشر خراب ہوجاتا ہے۔ ایسے تمام امراض آدمی کو مستقل طور پر بیمار بنا دیتے ہیں اور حال یہ ہوجاتا ہے کہ جدید علم طب حیرت انگیز ترقی کے باوجود مکمل علاج سے اکثر موقعوں پر ناکام رہتا ہے! کبھی موسیقی اتنی ہیجان انگیز ہوتی ہے کہ آدمی کا دماغ خراب ہوجاتا ہے! سکتہ طاری

Aliwalay.com

ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی نفسیاتی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔جن علاقوں میں موسیقی کا رواج زیادہ ہوتا ہے وہاں نفسیاتی بیماریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں نفسیاتی بیماریوں کے ہسپتال سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ایڈلر موسیقی کے خلاف لکھتا ہے: اگرچہ موسیقی اچھی لگتی ہے لیکن اسکا برا اثر انسان کے اعصاب پر پڑتا ہے۔خاص طور پر جب گرمی زیادہ ہو تو موسیقی کا برا اثر بھی بڑھ جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب اور ایران کے بعض گرم علاقوں میں موسیقی کے برے اثرات انتہائی زیادہ ہوتے ہیں۔امریکہ کے ہزاروں لوگ موسیقی اور اس کے نقصانات سے اتنے عاجز آچکے ہیں کہ انہوں نے مل کر ایک مطالبہ امریکی سینٹ کے سامنے پیش کیا تھا تاکہ قانونی طور پر موسیقی پر پابندی لگا دی جائے! افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا اس کی بدبختوں کو دیکھ رہی ہے مگر پھر بھی اس سے دل لگا رہی ہے! (ملاحظہ کیجئے کتابچہ تاثیر موسیقی بر اعصاب صفحہ ۳، ۶ اور ۱۰)

❁❁❁

Aliwalay.com

اظہار تشکر والتماس دعا

جن احباب نے اس کار خیر میں تعاون فرمایا ہے
خداوند منان سے دعا ہے اُن کو صحت وتندرستی اور اُن کے کاروبار میں مزید ترقی عطا فرمائے۔
قارئین سے التماس ہے کہ
ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص
کی تلاوت کا ثواب جملہ مومنین ومومنات
اور بالخصوص ادارہ کے معاونین کے مرحومین کو اہداء فرمائیں
آپ بھی اس کار خیر میں مالی وفنی تعاون کے ذریعہ شریک ہوسکتے ہیں
محتاج دعا
صادق عباس (فاضل قم)

info@islaminurdu.com

Aliwalay.com